ازدواجی زندگی کے موضوع پر مستند، جامع، باحوالہ اور عام فہم کتاب

شادی گفٹ

شادی کا انسائیکلوپیڈیا

تصنیف و تالیف
فیاض احمد فیاض

شادی گفٹ

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ

پس تم نکاح کرو اُن عورتوں سے جنہیں تم پسند کرتے ہو۔

شادی گائیڈ

اِنسائیکلوپیڈیا

از روایتی زندگی کے وضع پر مستند رجحان بارہ ابواب اہم کتاب

- منگنی
- ولیمہ
- سہاگ رات
- حقوقِ زوجین
- ٹیسٹ ٹیوب بے بی
- نکاح
- حق مہر
- حرمت مصاہرت
- آدابِ مباشرت
- حیض، نفاس و استحاضہ
- نومیرج
- کفو
- محرمات
- فیملی پلاننگ
- عورت پر اسلام کے احسانات
- حجاب
- طلاق
- تعدد ازدواج
- تربیت اولاد
- مغرب میں عورت کی حالت

تصنیف و تالیف:

فیاض احمد فیاض

ایم اے اسلامیات، ایم اے عربی، دی منہاج یونیورسٹی۔ لاہور

نوریہ رضویہ پبلیکیشنز

۱۱۔ گنج بخش روڈ لاہور

042-7313885

marfat.com

شوہر کی اطاعت

بیوی پر شوہر کی اطاعت اوراس کی فرمانبرداری واجب قرار دی گئی ہے کیونکہ شوہر بیوی کے لیے حاکم کا درجہ رکھتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ﴾ مرد عورتوں پر محافظ و منتظم (حاکم) ہیں۔

النساء ۴:۳۴

جس طرح حاکم کی اطاعت رعایا (عوام) پر واجب ہوتی ہے اسی طرح شوہر کی اطاعت بھی بیوی پر واجب ہے کیونکہ وہ بیوی پر حاکم کا درجہ رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مرد کو حاکمیت کے ساتھ ساتھ عورت پر فضیلت بھی عطا کی ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ﴾ مردوں کو عورتوں (بیویوں) پر ایک درجہ فضیلت حاصل ہے۔

البقرۃ ۲:۲۲۸

مردوں کا عورتوں سے افضل ہونے کی حیثیت سے بھی عورتوں پر واجب ہوتا ہے کہ وہ مردوں کی اطاعت اور فرمانبرداری کریں۔ اللہ تعالیٰ نیک بیویوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ:

﴿فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ﴾ نیک عورتیں (خاوند کی) فرمانبرداری کرتی ہیں اور خاوند کی غیر موجودگی میں (اس کے مال، جان اور عزت کی) حفاظت کرتی ہیں۔

النساء ۴:۳۴

اس آیتِ مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ نیک بیویاں وہ ہیں جن میں یہ دو اوصاف ہوں ایک یہ کہ وہ شوہر کی فرمانبردار ہوں اس کا حکم مانیں کیونکہ وہ ان پر حاکم ہیں اگر اس کا حکم نہ مانا جائے تو حاکم کس بات کا، یہ اور بات ہے کہ حاکمِ مطلق صرف اللہ تعالیٰ ہے یہ دیکھا جائے گا کہ شوہر کا حکم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت میں ہے یا کہ مخالفت میں، اگر اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت میں ہو تو اس کی اطاعت عورت پر واجب ہے اگر مخالفت میں ہو تو اس کی اطاعت عورت کے لیے ضروری نہیں ہے۔ نیک بیویوں کا دوسرا وصف یہ ہے کہ وہ شوہر کے مال اور اس کی عزت، عصمت اور عفت کی حفاظت کرتی ہیں اس

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	☆انتساب	19
2	☆اظہارِ تشکر	20
3	☆پیش لفظ	21
4	☆''شادی کا انسائیکلوپیڈیا'' پر ایک اجمالی تبصرہ	23
5	☆تاثرات مفتی عبدالقیوم خاں ہزاروی	25
6	☆دردِ دل	26
7	☆حرفِ آغاز	29
8	**باب نمبر 1** ازدواجی زندگی اور معاشرہ	33
9	فصل اول معاشرے میں عورت کی حیثیت	35
10	**بحث اول** **معاشرہ**	35
11	☆معاشرے کی ابتداء	35
12	☆معاشرے کی بنیادی اکائی	36
13	☆اسلام میں خاندان کی بنیادیں	37
14	**بحث دوم مختلف معاشروں میں عورت کا مقام**	38
15	☆اسلام میں عورت کا مقام	38
16	☆عورت پر اسلام کے احسانات	39
17	☆مرد اور عورت میں مساوات	52
18	☆اسلام سے قبل عورت کی حالت	53
19	☆جدید یورپ اور عورت	55
20	☆شادی کے بغیر عورت کا مستقبل	56

marfat.com

21	فصل نمبر۲ ازدواجی بندھن	58
22	☆ازدواجی بندھن کامفہوم	58
23	**بحث اول منگنی اور اس کے احکام**	59
24	☆منگنی کامفہوم	59
25	☆منگنی ازدواجی زندگی کی پہلی سیڑھی	59
26	☆ازدواجی زندگی کا پہلا زینہ نیک خاوند اور نیک بیوی کا انتخاب	60
27	☆منگیتر کو دیکھنا	61
28	☆بلا اجازت کسی کی منگنی پر منگنی کرنے کی ممانعت	62
29	☆منگنی پر منگنی کرنے میں احکام	63
30	☆منگنی کرنے میں عجلت کی ممانعت	64
31	☆منگنی کے وقت زوجہ میں درج ذیل خصلتیں دیکھنی چاہئیں	64
32	☆درج ذیل خصلتوں والی عورتوں سے شادی کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے	67
33	**بحث دوم نکاح اور اس کے احکام**	68
34	☆نکاح کا معنی ومفہوم	68
35	☆نکاح کی فضیلت	69
36	☆ترکِ نکاح کی ممانعت	73
37	☆نکاح کی شرعی حیثیت	74
38	☆نکاح کے ارکان وشرائط	75
39	☆عقدِ نکاح کے آداب	76
40	☆نکاح کا اعلان کرنا	77
41	☆شادی پر دف اور ڈھول وغیرہ بجانا اور گانے گانا	77
42	☆نکاح کرنے والے کو مبارک باد دینا اور اس کے لیے دعا کرنا	79
43	☆ٹیلی فون اور انٹرنیٹ کے ذریعے نکاح	80
44	☆لڑکا ایک ملک میں اور لڑکی دوسرے ملک میں ہو تو نکاح کی صورت	80

45	☆جہیز (Dowry)	80
46	☆جہیز کے بارے میں پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا موقف	81
47	☆حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالی عنھا کی ازدواجی زندگی	82
48	☆حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالی عنھا کا نکاح	83
49	☆حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کا جہیز	84
50	☆شہزادی کونین حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی زندگی	84
51	**بحث سوم ولیمہ کابیان**	85
52	☆دعوتِ ولیمہ میں حاضر ہونا	87
53	☆وہ عذر جن کی بنا پر ولیمہ کی دعوت قبول کرنے کا وجوب ساقط ہوجاتا ہے	88
54	☆دعوتِ ولیمہ میں صرف مالداروں کو بلانا حرام ہے	88
55	☆غریبوں کے ولیمہ میں مالدار بھی حصہ لیں	89
56	☆شادی کے اغراض ومقاصد اور فوائد واہمیت	89
57	**بحث چہارم شادی کی رسومات**	96
58	☆بگھی اور ڈولی	96
59	☆رسم حنا	97
60	☆ہار، مالا، سہرا اور ہاتھ پر گانہ باندھنا	97
61	☆شادی پر کھانا کھلانا	97
62	☆چراغاں کرنا (Lighting)	97
63	☆نیوتا کی رسم	98
64	**بحث پنجم محرمات کابیان**	98
65	☆محرمات سے مراد	98
66	☆جن عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے	99
67	☆وہ عورتیں جن کو ایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے	100
68	☆وہ غیر مسلم عورتیں جن سے نکاح جائز نہیں	100

marfat.com

69	☆وہ غیر مسلم عورتیں جن سے نکاح جائز ہے	100
70	**بحث ششم رضاعت کابیان**	100
71	☆رضاعت کی شرعی اوراصطلاحی تعریف	100
72	☆احکامِ رضاعت	101
73	☆رضاعت کی مدت	101
74	☆حقوقِ رضاعت	102
75	**بحث ہفتم حرمتِ مصاہرت کا بیان**	103
76	☆حرمتِ مصاہرت کیا ہے؟	103
77	☆حرمتِ مصاہرت کا ثبوت	103
78	☆حرمتِ مصاہرت میں احتیاط	103
79	☆لاعلمی میں بیوی کی بجائے بیٹی پر شہوت کے ساتھ ہاتھ پھیرنا	104
80	☆بیٹی سے ناجائز تعلقات کی صورت میں نکاح کا حکم	104
81	☆جس عورت سے زنا کیا ہواس کے اصول وفروع سے نکاح کا حکم	104
82	☆ساس سے ناجائز تعلقات قائم کرنے سے نکاح کا حکم	105
83	☆سسر اور بہو کے ناجائز تعلقات سے بیٹے کے نکاح کا حکم	105
84	**فصل نمبر۳ کفو**	107
85	**بحث اول کفو ازدواجی زندگی کو پائیدار بناتا ہے**	107
86	☆کفو کا معنی ومفہوم	107
87	☆نکاح میں کفو کی حیثیت	107
88	☆کفو میں کن چیزوں کا خیال رکھنا ضروری ہے	108
89	☆کفو ازدواجی زندگی کو پائیدار بناتا ہے	108
90	☆نکاح کے وقت دین کو باقی امور پر ترجیح دینا	109
91	☆تعلیم وپیشہ میں ہم آہنگی	110
92	☆تقوی وپرہیزگاری میں مناسبت	110

marfat.com

93	☆ نکاح کے وقت نسب وغیرہ غلط ظاہر کرنا	111
94	**بحث دوم کفو نکاح کے لیے شرط نہیں**	111
95	☆ کفو نکاح کے لیے شرط نہیں	111
96	☆ ذات پات اور نسلی تفاخر کی بنا پر رشتہ ٹھکرانا	112
97	☆ قرآنِ مجید سے غیرِ کفو میں نکاح کا ثبوت	112
98	☆ محرمات کے علاوہ ساری عورتیں حلال ہیں خواہ کفو ہو یا کہ نہ ہو	113
99	☆ اپنی پسند کی عورتوں سے شادی کرو خواہ کفو میں یا غیر کفو میں	113
100	☆ قبائل اور خاندان محض شناخت و پہچان کے لیے بنائے گئے ہیں	113
101	☆ مسلمان آزاد لڑکیوں کا نکاح غلام مسلمانوں سے کرنا جائز ہے	114
102	☆ احادیثِ مبارکہ سے غیر کفو میں نکاح کا ثبوت	114
103	☆ ایک حبشی غلام کا ایک آزاد عربی عورت سے نکاح	115
104	**فصل نمبر ۴ حق مہر کا بیان**	116
105	☆ حق مہر کا بیان	116
106	☆ مہر فرض کرنے کی حکمت	117
107	☆ مہر کی مقدار	117
108	☆ حق مہر مقرر کرنے میں احتیاط	118
109	☆ حق مہر میں کمی بیشی کا حق	119
110	☆ حق مہر معاف کرنا	119
111	☆ حق مہر کی ادائیگی کا مناسب وقت	119
112	☆ مہر کی اقسام	120
113	**باب نمبر 2 حقوقِ زوجین**	121
114	☆ حقوقِ زوجین	123
115	☆ حقوق کی ادائیگی میں برابری	124

marfat.com

116	فصل نمبر۱	خاوند کے حقوق 125
117	☆حقِ زوجیت	125
118	☆شوہر کی اجازت کے بغیر عورت کو نفلی عبادت وروزہ رکھنے کی ممانعت	127
119	☆شوہر کی اطاعت	130
120	☆شوہر کی بیوی پر فضیلت	133
121	☆راحت وسکون	135
122	☆شوہر بیوی پر حاکم ہے	136
123	☆گھر اور بچوں کی حفاظت	138
124	فصل نمبر۲ بیوی کے حقوق	139
125	**بحث** اول زوجہ کے حقوق	139
126	☆حق مہر	139
127	☆عورت کے لیے مہر بطور ضمانت	140
128	☆عورت کے لیے مہر کی اہمیت	141
129	☆آج کے دور کا المیہ	141
130	☆بیوی سے حسنِ سلوک	142
131	☆عورت میں ٹیڑھا پن ہونا ایک فطری امر ہے	144
132	☆ازواجِ مطہرات کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رویہ	145
133	☆نان ونفقہ	146
134	☆صحبت کا حق	148
135	☆طویل عرصہ بیوی سے دور رہنے کی ممانعت	149
136	☆عورت کو زدوکوب کرنا جائز نہیں	151
137	☆مال ودولت خرچ کرنے کا حکم	152
138	☆مہمان نوازی	154

marfat.com

139	**بحث دوم ایک سے زائد ازواج کی صورت میں عدل**	155
140	☆ازواج میں عدل	155
141	☆بیویوں میں باریوں کی تقسیم	156
142	☆سہاگ رات کے بعد کنواری اور بیوہ دلہنوں کے پاس ٹھہرنے کی مدت	156
143	☆نئی اور پرانی بیویوں میں باریوں کی تقسیم میں مذاہب	158
144	☆کیا ایک بیوی اپنی باری دوسری بیوی کو دے سکتی ہے؟	160
145	☆کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ازواج میں باریوں کی تقسیم واجب تھی یا کہ اختیاری؟	161
146	**باب نمبر 3 حجاب، تربیتِ اولاد اور والدین کا مقام و مرتبہ**	163
147	فصل اول پردہ کے احکام	165
148	☆پردے کی نوعیت	165
149	☆بے پردگی فتنے کا سبب	166
150	☆فتنہ وفساد کی بنیادی وجہ	167
151	☆غضِ بصر کا حکم	168
152	☆اخفاءِ زینت کا حکم	169
153	☆بلاضرورت گھر سے نکلنے کی ممانعت	169
154	☆گھر میں پردہ کی حیثیت	170
155	☆عورتوں کو گھر میں ٹھہرنے کا حکم	170
156	☆عورت کا اجنبی مردوں سے بات چیت کرنے کا انداز	171
157	☆بناؤ سنگھار (Make up) کر کے عورت کا گھر سے باہر نکلنا	172
158	☆عورت کا بناؤ سنگھار کرنا صرف اور صرف خاوند کے لیے جائز ہے	172
159	☆پردہ کے ساتھ کالج جانا	173
160	☆اسلامی لباس کی خصوصیات	173
161	☆شرعاً پتلون شرٹ پہننا ممنوع نہیں	174

marfat.com

162	☆اجنبی عورتوں کے ساتھ تنہائی میں ملنا اور ان کے پاس جانا حرام ہے	174
163	☆پرائے گھر میں جھانکنے کی ممانعت	175
164	☆اجازت طلب کرنے کا حکم	175
165	☆گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنے کا حکم	176
166	☆عورتوں کا کھیلوں میں حصہ لینا	176
167	☆عورت کا ملازمت کرنا	177
168	☆عورت کی ملکیت	177
169	☆کھانے میں عیب نکالنے کی ممانعت	178
170	☆مرد کو سونے کی انگوٹھی پہننے کی ممانعت	178
171	☆فیشن	179
172	☆مغرب میں عورت کی حالت	180
173	☆ناخن بڑھانا	181
174	☆خوشبو لگانا سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے	182
175	**فصل دوم تربیت اولاد**	183
176	☆بچے کی پرورش	183
177	☆بچوں کے ساتھ پیار محبت اور شفقت کے ساتھ پیش آنا	183
178	☆بچے کو ماں کا دودھ پلانے کے فوائد	184
179	☆بچوں کے ساتھ جھوٹ بولنے کی ممانعت	184
180	☆بچوں کو سلام کرنا	185
181	☆بچوں میں مساوات قائم کرنا	185
182	☆عقیقہ	186
183	☆اولاد کی پرورش کے سنہری اصول	186
184	**فصل سوم والدین کا مقام و مرتبہ**	189

marfat.com

185	☆والدین کے ساتھ بھلائی کرنا	190
186	☆والدین کاادب کرنا	190
187	☆والدین کے ساتھ عجز وانکساری کے ساتھ پیش آنا	190
188	☆حج کاثواب	191
189	☆ماں کی حیثیت اور مقام ومرتبہ اقوالِ زریں کی روشنی میں	191
190	**باب نمبر 4 - طلاق اور خلع**	193
191	**فصل نمبر ا طلاق کا بیان**	195
192	**بحث اول طلاق کا مفہوم اور مشروعیت کی حکمتیں**	195
193	☆طلاق کا معنی ومفہوم	195
194	☆طلاق مشروع کرنے کی حکمت	195
195	☆طلاق کا جواز	197
196	☆اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے ناپسندیدہ چیز طلاق	198
197	☆طلاق میں مذاق اور سنجیدگی	200
198	☆حالتِ حیض میں طلاق دینا	200
199	**بحث دوم طلاق کی اقسام**	200
200	☆سنت وبدعت کے اعتبار سے طلاق کی اقسام	200
201	☆طلاق کی اقسام صریح وکنایہ کے اعتبار سے	202
202	☆وہ الفاظ جن سے طلاقِ بائنہ ہوجاتی ہے	205
203	☆طلاقِ ثلاثہ	207
204	☆حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل	208
205	**بحث سوم حلالہ کا بیان**	209
206	☆مفہوم حلالہ	209
207	☆حلالہ میں صحبت شرط ہے	209

marfat.com

208	فصل نمبر۲ عدت کا بیان	210
209	**بحث** اول **عدت کامعنی ومفہوم** اور **اسباب** اور **حکمتیں**	210
210	☆عدت کا مفہوم	210
211	☆عدت کا آغاز	210
212	☆مختلف عورتوں کی عدت کا بیان	210
113	☆عدت واجب ہونے کے اسباب اور حکمتیں	214
214	**بحث دوم** **عدت کے احکام**	215
215	☆عدت میں رجوع کرنا	215
216	☆عدت گزارنے کے بعد عورت آزاد ہو جاتی ہے	215
217	☆عدت کے دوران عورت کو صراحتاً نکاح کا پیغام دینے کی ممانعت	216
218	☆عدت کے دوران رہائش اور نان ونفقہ	217
219	☆عدت میں گھر سے باہر نکلنا	218
220	فصل نمبر۳ خلع کا بیان	220
221	☆حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ	223
222	☆خلع کا حکم طلاقِ بائن کا ہے	224
223	باب نمبر5 مباشرت کے احکام	225
224	فصل نمبر۱ سہاگ رات	227
225	☆سہاگ رات	227
226	☆حجلہ عروسی (Bed Room)	227
227	☆سہاگ رات دلہن کے پاس جانے کا طریقہ	229
228	☆پیار ومحبت اور نرمی کا رویہ	230
229	☆دلہن کی اجنبیت دور کرنا	231
230	☆دلہن کے سر پر ہاتھ رکھ کر دولہا کا دعا کرنا	231

marfat.com

231	☆نفل نماز پڑھنا	232
232	☆تواضع ودلداری	232
233	☆تحفہ(Gift)دینا	233
234	☆مباشرت سے پہلے بوس وکناراور چھیڑ چھاڑ کرنا	233
235	☆صحبت کی دعا	234
236	☆عورت پر رعب جمانا	235
237	☆پردہ بکارت	236
238	**فصل نمبر۲ آدابِ مباشرت**	238
239	☆آدابِ مباشرت	238
240	☆طہارت ونفاست	238
241	☆وضوکرنا	240
242	☆اللہ کے نام سے ابتداء کرنا	241
243	☆صحبت کی دعا	241
244	☆فضول گفتگو سے اجتناب	242
245	☆قبلہ رخ نہ ہونا	242
246	☆صفائی کے لیے علیحدہ کپڑا	242
247	☆دوبارہ ہمبستری کے لیے غسل یاوضوکرنا	243
248	☆ہم بستری کے وقت اندھیرا یا مدہم روشنی ہو	243
249	☆ایک بیوی کا دوسری بیوی کو علم نہ ہو	243
250	☆مجامعت سے قبل عورت کا ٹھنڈے پانی سے استنجا	244
251	☆ستر پوشی	244
252	☆ملاپ میں وقفہ	245
253	☆جماع کے فوراً بعد پانی پینے کی ممانعت	245
254	☆دورانِ حمل مباشرت	245

marfat.com

255	☆تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں،تم جس طرح چاہو اپنی کھیتی میں آؤ	246
256	☆دبر میں مباشرت	247
257	☆مباشرت سے قبل ملاعبت	249
258	☆خلوت کی پرلطف باتیں بتانا حرام ہے	250
259	☆جنسی عمل کے لوازمات	252
260	☆مباشرت کے لیے درج ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہیے	253
261	☆غذا کا استعمال	253
262	☆بیماری کی حالت میں مباشرت	253
263	☆سخت تھکاوٹ کی حالت میں مباشرت	253
264	☆مباشرت سے قبل عورت کی ذہنی آمادگی	253
265	☆مباشرت کے بعد حمل کے لیے احتیاطی تدابیر	254
266	☆مباشرت کے فوراً بعد غسل سے احتیاط کرنی چاہیے	254
267	☆عورت کا بناؤ سنگھار کرنا	254
268	☆بوسہ لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا	255
269	☆شرم گاہ دیکھنا	255
270	☆جنسی قوت اور غذا	255
271	☆غسل کا بیان	256
272	☆جنبی سے مصافحہ کرنا	257
273	☆تمباکو نوشی کے ازدواجی نقصانات	257
274	☆خلاصہ مباشرت (فتوٰی مفتی عبدالقیوم خاں ہزاروی)	258
275	**فصل نمبر۳ حیض ونفاس اور استحاضہ**	261
276	**بحث اول حیض ونفاس اور استحاضہ کا معنی و مفہوم**	261
277	☆حیض ونفاس ،اور استحاضہ کا معنی ومفہوم	261
278	☆حیض اور استحاضہ کے شرعی معنی	262

marfat.com

279	**بحث دوم حیض ونفاس اور استحاضہ کے احکام**	263
280	☆مستحاضہ ہر نماز کے لیے وضو کرے	264
281	☆حیض کی مدت	265
282	☆حیض کے خون کی رنگت	266
283	☆حیض کی حکمت	267
284	☆حیض ونفاس اور استحاضہ میں مبتلا خواتین کے مسائل	267
285	**بحث سوم حیض ونفاس اور استحاضہ میں مباشرت کے احکام**	273
286	☆حیض ونفاس والی عورت سے جماع کرنا حرام ہے	273
287	☆حائضہ عورت کے ساتھ مباشرت کرنے کے نقصانات	276
288	☆وجہ حرمتِ جماع حائضہ، حکمتِ اباحت وطیِ مستحاضہ	277
289	☆حائضہ کے ساتھ کھانا پینا، ملنا جلنا اور بستر پر لیٹنا	278
290	**باب نمبر 6 لومیرج اور تعدد ازدواج**	279
291	**فصل نمبر ا لومیرج**	281
292	☆لومیرج کی شرعی حیثیت	281
293	☆فقہاء کرام کے نزدیک پسند کی شادی کی شرعی حیثیت	283
294	☆پسند کی شادی کرنے کا حکم	283
295	☆شادی کے معاملے میں لڑکی کی مرضی	283
296	☆عورت کا از خود نکاح کرنا	285
297	☆عورت کی پسند کے خلاف نکاح کرنا	286
298	☆شادی صرف والدین کی پسند سے یا لڑکے اور لڑکی کی پسند بھی	287
299	☆محبت وچاہت والفت	290
300	☆میاں بیوی کی حقیقی خوشی	292
301	☆عورت کی کمزوری پیار ومحبت	292
302	☆ہنی مون	293

marfat.com

303	فصل نمبر۲ تعددِازدواج	294
304	**بحث** اول **تعددِ ازدواج عورتوں پر ظلم نہیں**	294
305	☆تعددِازدواج کامفہوم	294
306	☆ مرد کے لیے تعدداز دواج چارتک محدود ہونے کی وجہ	294
307	☆ایک عورت کوچار خاوندوں کی اجازت کیوں نہیں	295
308	☆چند بیویاں رکھنا عورتوں پر ظلم نہیں	296
309	**بحث دوم تعددِ ازدواج کی حکمتیں**	296
310	ا۔تقویٰ وپرہیزگاری	296
311	۲۔عورتوں کا کم عمر میں بالغ ہونا	297
312	۳۔عورت کا جلد بوڑھا ہونا	298
313	۴۔تعددِازدواج عورتوں کی ضرورت	298
314	۵۔عورتوں کی تعداد مردوں کے مقابلہ میں زیادہ	299
315	۶۔میاں بیوی کی آپس میں نااتفاقی	299
316	۷۔کشش (Attraction)	300
317	۸۔بقاءِنسل	300
318	**بحث سوم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعددازدواج کا بیان**	300
319	☆جب عام مسلمانوں کوچار سے زیادہ کی اجازت نہیں ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوچار سے زیادہ بیویوں کی اجازت کیوں؟	301
320	☆حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوداس حکم سے خارج ہیں اور جس امتی کوخارج کرنا چاہیں کرسکتے ہیں۔	301
321	☆حضوراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعددِازدواج پر مستشرقین کااعتراض	301
322	☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعددِازدواج کی حکمتیں	303

marfat.com

323	باب نمبر 7	فیملی پلاننگ اور ٹیسٹ ٹیوب بے بی 307
324	فصل نمبر ا	فیملی پلاننگ 309
325	**بحث اول**	**عزل** 310
326	☆عزل کا مفہوم	310
327	☆فقہاءِ کرام کی نظر میں عزل	310
328	☆عزل کی شرعی حیثیت	311
329	**بحث دوم**	**ضبطِ ولادت** 313
330	☆خاندانی منصوبہ بندی (Family Planning)	313
331	☆خاندانی منصوبہ بندی کن حالات میں جائز ہے	313
332	☆ضبطِ تولید کی دعوت اللہ تعالیٰ پر توکل کے منافی نہیں	314
333	☆ خاندانی منصوبہ بندی کے بارے میں علماءِ کرام کی آراء	315
334	☆پیر محمد کرم شاہ الازہری	315
335	☆مفتی محمد شفیع دیوبندی	315
336	☆سید ابوالاعلیٰ مودودی	315
337	☆شیخ الازہر شیخ حسن مامون	317
338	☆شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی	317
339	☆پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری	317
340	☆علامہ غلام رسول سعیدی	318
341	☆منصوبہ بندی اولاد میں وقفہ کے لیے جائز ہے	319
342	☆خاندانی منصوبہ بندی کا اصل مقصد	320
343	☆محض ضبطِ تولید کے لیے عورت کو بانجھ کرنا جائز نہیں ہے	320
344	☆خاندانی منصوبہ بندی پر ہونے والا سب سے بڑا اعتراض	320
345	☆منصوبہ بندی سے بچے پیدا کرنے کی صلاحیت کو مکمل ختم کر دینا جائز نہیں	322

marfat.com

346	☆حکومتی سطح پر منصوبہ بندی کی ترغیب دینے کے بارے میں پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا موقف	323
347	**بحث سوم اسقاطِ حمل**	324
348	☆اسقاطِ حمل کا مفہوم	324
349	☆۱۲۰ دن کے اندر اسقاطِ حمل جائز ہے	324
350	**فصل نمبر۲ ٹیسٹ ٹیوب بے بی**	325
351	**بحث اول ٹیسٹ ٹیوب بے بی اور مصنوعی عمل کے ذریعے تولید کا شرعی حکم**	325
352	☆ٹیسٹ ٹیوب بے بی کیا ہے؟	325
353	☆ ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے بارے میں فقہاء کی آراء	326
534	☆مصنوعی عملِ تولید کا شرعی حکم	327
355	☆ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے ذریعہ تولید کا شرعی حکم	327
356	☆وہ صورتیں جن میں ٹیسٹ ٹیوب بے بی جائز نہیں	328
357	☆ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے بارے میں پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا موقف	329
358	**بحث دوم ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی وجوہات**	330
359	☆مرد کے وہ امراض جن کی بنا پر ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی ضرورت پڑتی ہے	330
360	☆عورت کے وہ امراض جن کی بنا پر ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی ضرورت پڑتی ہے	331
361	☆ کتابیات	333

marfat.com

انتساب

حضرت سیدۃ خدیجۃ الکبریٰ ؓ اور حضرت سیدۃ عائشہ صدیقہ ؓ کے شوہر، اور حضرت سیدۃ فاطمۃ الزہرہ ؓ کے والدگرامی، حضرت حسنین ؓ کریمین کے نانا ،و ہمرِ انسانیت، پیکرِ حسنِ اخلاق

جناب سیدنا محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی بارگاہِ اقدس میں بصد عجز و نیاز پیش کرتا ہوں۔

والدین اور بھائی گلزار احمد کے نام

یہ کامیابیاں یہ عزت یہ نام تم سے ہے
اس جہاں میں ہے جو بھی میرا مقام تم سے ہے
تمہارے دم سے ہیں میرے لہو میں کھلتے گلاب
میرے وجود کا سارا نظام تم سے ہے
کہاں بساط جہاں اور میں کم سن و ناداں
یہ میری جیت کا سارا اہتمام تم سے ہے
جہاں جہاں ہے میری دشمنی سبب میں ہوں
جہاں جہاں پہ ہے احترام تم سے ہے

فیاض احمد فیاض

marfat.com

اظہارِ تشکر

بارگاہِ ایزدی میں سجدہ شکر بجالاتا ہوں جس کی توفیق اور بطفیلِ نعلینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کتاب پایہ تکمیل کو پہنچی اور شکر گزار ہوں اپنے اساتذہ کرام جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب، محترم شیخ الحدیث محمد معراج الاسلام صاحب، پروفیسر محمد نواز ظفر صاحب، محترم ظہور اللہ قادری الازہری صاحب، محترم علامہ محمد الیاس اعظمی صاحب اور خصوصاً محترم مفتی عبدالقیوم خاں ہزاروی صاحب (صدر دارالافتاء تحریک منہاج القرآن) جن کے علمی فیضان اور وسیع النظر فی کی بدولت سوچ وفکر کو وسعت وکشادگی ملی اور اس موضوع پر لکھنے کا شوق اور جذبہ پیدا ہوا، آپ کی علمیت، قابلیت اور ہمہ جہت شخصیت کو سراہتے ہوئے پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب نے آپ کی شان میں یہ رباعی ارشاد فرمائی۔

صاحبِ افتاء و تحقیق و جهاد
صاحبِ علم و صلاح و اجتهاد
مفتئي عبدالقيوم اين زمان
واثقِ فكر و نظر، راسخ بيان

بے حد شکر گزار ہوں جناب محمد اسلم چوہدری صاحب اور محمد عمر حیات صاحب کا جنھوں نے میری اس کاوش کو بہت سراہا اور حوصلہ افزائی کی۔ آخر میں مصنف اپنے تمام دوست احباب جناب شہزاد منظور (بہاولپور)، محمد شہباز احسن (گجرات) ماجمل علی ایم۔اے اسلامیات (شیخوپورہ) حافظ ندیم یونس ایم۔اے اسلامیات وعربی (راولپنڈی)، حافظ نور محمد میروی (تونسہ شریف)، نعیم قادر (فیصل آباد) عمران حنیف (جہلم)، حافظ صفدر محمود ایم۔اے اسلامیات وعربی (آزاد کشمیر ڈڈیال)، شہزاد احمد ایم۔اے اکنامکس، اسلامیات وعربی (کامونکی)، شاھد رضا ایم۔اے اسلامیات وعربی، شاھد حمید گل ایم۔اے اسلامیات (نارووال) ملک محمد اعجاز (ہری پور) حافظ محمد احمد آکاش (گوجرہ)، شہاب الدین احمد (جہلم)، زاہد نواز ملک (چکوال) محمد رزاق، محمد الطاف (گجرات) کا شکریہ ادا کرنا اپنا خوشگوار فریضہ سمجھتا ہے جنھوں نے کتاب کے آغاز سے لے کر آخر تک بھرپور تعاون کیا اور اپنے تجربات کی روشنی میں قیمتی آراء اور مفید مشوروں سے نوازا۔ دعا گو ہوں اللہ تعالیٰ ان تمام کرم فرماؤں کی پرخلوص محبت اور مشاورت وراہنمائی کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔

فیاض احمد فیاض
ایم۔اے اسلامیات ایم۔اے عربی دی منہاج یونیورسٹی لاہور
تحصیل وضلع گجرات پوسٹ آفس کنجاہ بمقام خونن غربی
E.Mail:fiazahmad_11@yahoo.com

marfat.com

پیش لفظ

ازدواجی زندگی کے متعلق سنجیدہ، غیر سنجیدہ، اخلاقی، غیر اخلاقی اور سطحی ہر قسم کا مواد کتابی صورت میں ملتا ہے لیکن عام طور پر لوگوں کی رسائی سطحی اور غیر اخلاقی قسم کے لٹریچر تک ہی محدود ہے جس کی بنیاد مغربی تہذیب وثقافت پر ہے سادہ لوح لوگ اس کو ماڈرن کلچر تصور کرتے ہوئے اسے اپنا کر ازدواجی زندگی کا آغاز ہی تباہی و بربادی سے کرتے ہیں۔ ازدواجی زندگی کے متعلق سنجیدہ اور اخلاقی مواد تک رسائی نہ ہونے اور اسلامی تعلیمات کا علم نہ ہونے کی وجہ سے اکثر لوگ روایتی طور طریقوں اور خاندانی وعلاقائی رسم ورواج میں پڑ کر اپنی ازدواجی زندگی کو پُرتکلف، حد سے زیادہ سنجیدہ اور کرخت بنا لیتے ہیں پیسہ بٹورنے والے مغربی کلچر کے دلدادہ اور بازاری مصنفوں کی کتابیں پڑھ کر لوگ پاکیزہ زندگی گزارنے کی بجائے نجاستوں سے آلودہ، ناقابلِ بیان انتہائی شرمناک ازدواجی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اب ایسی کتابیں وقت کی ضرورت ہیں جن میں ازدواجی زندگی کے متعلق اسلام کا نقطہ نظر پیش کیا گیا ہو لیکن مارکیٹ میں ایسی کتابیں بہت کم ملتی ہیں اور جو ملتی ہیں مشکل اندازِ تحریر واسلوب ہونے کی وجہ سے عام لوگوں کی سمجھ سے بالا تر ہیں اور اکثر کتابیں جامعیت کے عنصر سے خالی ہیں اکثر کتابوں میں زیادہ تر صرف جنسی معاملات کو ہی بیان کیا جاتا ہے جبکہ ازدواجی زندگی کے دوسرے معاملات جیسے منگنی، کفو، حق مہر، نکاح، لومیرج، حرمتِ مصاہرت، حقوقِ زوجین، احکامِ مباشرت، طلاق اور فیملی پلاننگ وغیرہ کے احکام کو بیان نہیں کیا جاتا۔ ''شادی کا انسائیکلوپیڈیا'' جو کہ آپ کے ہاتھ میں ہے ایک ایسی کتاب ہے جو مندرجہ بالا خامیوں سے مبرا ہے اور پانچ طرح کی انفرادیت کی حامل ہے۔

۱۔ازدواجی زندگی کے موضوع پر ایک جامع کتاب: اس کتاب میں ازدواجی زندگی میں پیش آنے والے تمام اہم معاملات کو بیان کیا گیا ہے جیسے منگنی، نکاح، حقوق زوجین، پسند کی شادی، طلاق، سہاگ رات، مباشرت کے احکام، تعددِ ازدواج، حجاب، تربیتِ اولاد، ولیمہ، فیملی پلاننگ، ٹیسٹ ٹیوب بے بی اور محرمات وغیرہ کے احکام کو بیان کیا گیا ہے۔

marfat.com

۲۔قرآن وحدیث ،فقہاء کرام اورعلماء کرام کامؤقف: واقعات کی بجائے براہ راست کتاب میں قرآن وحدیث ،فقہاءِ کرام کے مؤقف کے ساتھ ساتھ علماءِ کرام کا مؤقف بھی بیان کیا گیا ہے۔

۳۔مستند کتاب: ''شادی کاانسائیکلوپیڈیا'' ایک ایسی کتاب جس میں آیاتِ مبارکہ، احادیثِ مبارکہ، فقہی عبارات اوراقوال مکمل حوالے کے ساتھ دیئے گئے ہیں۔

۴۔عام فہم اندازِ تحریر: عام لوگوں کے استفادے کی خاطر کتاب میں بالکل سادہ، آسان اورعام فہم اندازِتحریراختیارکیا گیا ہے۔

۵۔حسنِ ترتیب: کتاب کواچھے انداز میں منظم کرنے کے لیے کتاب کو پہلے ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے پھر ہر باب کی فصلیں بنائی گئی ہیں اور ہر فصل میں مختلف مباحث بنائی گئی ہیں تاکہ قاری کوکوئی مشکل پیش نہ آئے۔

سیّد شجاعت رسول شاہ قادری

marfat.com

''شادی کا انسائیکلوپیڈیا'' پر ایک اجمالی تبصرہ (تحریر: ضیاء نیر)

اسلام ایک مکمل، کامل اور جامع دین ہے جو ایک مکمل ضابطۂ حیات پیش کرتا ہے۔ زندگی کا کوئی گوشہ اور پہلو ایسا نہیں جس کے بارے میں اسلام واضح ہدایات اور راہنمائی فراہم نہ کرتا ہو یہی وجہ ہے کہ چودہ صدیوں سے زیادہ عرصہ گزر جانے کے بعد بھی اس کے تصورات میں یک گونہ جدت اور ہمہ گیریت پائی جاتی ہے اور اس سے اخذ کردہ اصولوں کا اطلاق تمام معاملات پر ہوتا ہے خواہ ان کا تعلق سیاسی، معاشی، معاشرتی، قانونی، عائلی، قومی یا بین الاقوامی زندگی کے کسی شعبے سے کیوں نہ ہو۔ قرآنِ حکیم دنیا کی وہ واحد الہامی کتاب ہے جس میں ہدایت و راہنمائی کے تمام اصول اور ضوابط درج ہیں اور اس کی کوئی بات اور حکم خلافِ عقل اور نا قابلِ عمل نہیں۔

نسلِ انسانی کی تاریخ میں یہ نمایاں خصوصیت صرف اسلام کو حاصل ہے کہ اس نے عورت کو وہ حقوق عطا کیے جن کا اس سے پہلے کسی مذہب اور معاشرے میں کوئی تصور بھی موجود نہ تھا مسئلہ نسواں کو سلجھانے کی کوششیں اسلام سے پہلے بہت سے مفکرین اور مصلحین قوم نے کیں لیکن بقولِ اقبال

ہزار ہا بار حاکموں نے اس کو سلجھایا
مگر یہ مسئلہ زن رہا وہیں کا وہیں

اس مسئلے کو حل کرنے کی کوششیں کارگر نہ ہو سکیں۔ بلاشبہ مرد اور عورت گاڑی کے دو پہیوں کی طرح ہیں اور زندگی کی گاڑی تبھی رواں دواں رہ سکتی ہے اگر دونوں اپنا کردار اسلام کے متعین کردہ حقوق و فرائض کے دائرے میں رہتے ہوئے ادا کرتے رہیں۔ ایک صحت مند معاشرے کی تشکیل میں مرد اور عورت کے باہمی تعاون اور اعتماد کی فضا کا بہت بڑا عمل دخل ہوتا ہے اور یہ فضا تبھی قائم ہو سکتی ہے اگر دونوں کی ازدواجی زندگی کا سفر کامیابی سے طے ہو رہا ہو بصورت دیگر اگر معاملہ اس کے برعکس ہو تو انسانی معاشرہ ناہمواریوں اور ناآسودگیوں کے باعث مستقل خلفشار اور انتشار میں مبتلا رہے گا اور وہ مقاصد حاصل نہیں ہو سکیں گے جن کا حصول کامیاب

marfat.com

اسلامی زندگی کے کے لیے ناگزیر ہے۔

فاضل مؤلف فیاض احمد فیاض نے زیرِ نظر کتاب ''شادی کا انسائیکلوپیڈیا'' میں ایک انتہائی اہم مسئلے کو اپنا موضوع بنایا ہے جس سے صرفِ نظر کرنا ممکن نہیں۔ان کی یہ کاوش کس حد تک کامیاب ہے اس کا اندازہ کتاب کے مندرجات اوران عنوانات سے لگایا جاسکتا ہے جو عصری تقاضوں کو پیش نظر رکھ کر قائم کیے گئے ہیں۔ازدواجی زندگی کے متنوع پہلوؤں میں منگنی، نکاح، لومیرج، فیملی پلاننگ، طلاق، حقوق زوجین، ٹیسٹ ٹیوب بے بی جیسے موضوعات وہ جھلستے ہوئے مسائل (Burning Issues) ہیں جن پر فاضل مؤلف نے انتہائی فکرد کاوش سے سیر حاصل معلومات قارئین کو بہم پہنچائی ہیں۔ان کا اسلوبِ بیان بہت سادہ اور عام فہم ہونے کے باعث دل میں اترنے والی بے ساختگی کا آئینہ دار ہے۔فاضل مؤلف ازدواجی زندگی کے مختلف النوع پہلوؤں کا اطلاق قرآن وحدیث کی روشنی میں کرتے ہیں یہ کتاب ایک اہم دستاویز کا درجہ رکھتی ہے اسے ہر گھر کے دارالمطالعہ کی زینت ہونا چاہیے۔

ضیاء نیر سینئیر ریسرچ سکالر

فریدِ ملت ریسرچ انسٹیٹیوٹ لاہور

28 جون 2003ء

marfat.com

مفتی عبدالقیوم خاں ہزاروی

عزیز فیاض احمد فیاض نوجوان سکالر ہیں۔
انھوں نے ازدواجی زندگی کے موضوع پر ''شادی کا
انسائیکلوپیڈیا'' کے نام سے ایک بہت خوبصورت
کتاب لکھی ہے جس میں اس موضوع کے متعلق
بہت سے مسائل پر بحث کی گئی ہے اچھی کاوش ہے
انشاء اللہ یہ کتاب ہر ایک کے لیے مفید رہے گی
۔اہلِ ذوق کے لیے اس کا مطالعہ بہت کارآمد
ثابت ہوگا۔اس کتاب کو ہر گھر کے دارالمطالعہ کی
زینت بننا چاہیے۔اللہ تعالیٰ عزیز فیاض احمد فیاض
کے قلم میں اور زیادہ زور عطا فرمائے۔

مفتی عبدالقیوم خاں ہزاروی
صدر دارالافتاء ادارہ منہاج القرآن لاہور
27 جون 2003ء

marfat.com

دردِدل

ازدواجی زندگی بہت زیادہ اہمیت کا حامل موضوع ہے اسلام نے اس کے ایک ایک گوشے کی راہنمائی فرمائی ہے۔ازدواجی زندگی کو پُرسکون اور کامیاب بنانے کے لیے دو چیزیں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں ایک لڑکے اورلڑکی کا انتخاب اور دوسرا شادی کے بعد میاں اور بیوی کا آپس میں رویہ۔اگر یہ دونوں چیزیں اسلامی تعلیمات کے مطابق ہوں تو ازدواجی زندگی کبھی ناکام نہیں ہوسکتی۔اسلام یہ حکم دیتا ہے کہ شادی کے لیے ضروری ہے کہ لڑکا اورلڑکی دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہوں، چاہتے ہوں ، ذہنی ہم آہنگی پائی جاتی ہو، ہم پلہ ہوں اورشادی کے لیے رضامند ہوں۔شادی کے بعد زوجین کو کیسے رہنا چاہیے حضوراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُسوہِ حسنہ یہ ہے کہ میاں بیوی میں پیارومحبت، الفت وچاہت اوراحساس ہونا چاہیے، خاوند بیوی کومقام ومرتبہ اورعزت دے، نرم مزاجی اورخوش اخلاقی کارویّہ اختیارکرے، ہنسی مذاق کرے اورگھریلو ماحول کوخوشگوار بنائے ایسانہ ہو کہ ہروقت خاوند سنجیدہ رہے اس کے چہرے پر سختی اورخوف کے آثارنمایاں ہوں بیوی بھی بات کرنے سے خوف کھائے، بیوی پر رعب خوف اورغصے سے نہ جمائے بلکہ اپنی شخصیت سے رعب جمائے اگر خاوند حضوراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُسوہ حسنہ پرعمل پیرا ہوتے ہوئے بیوی کے ساتھ پیارومحبت اورخوش اخلاقی کا رویّہ اختیارکرے گا تو بیوی بھی اس کا احساس کرے گی، دل سے خاوند کی عزت کرے گی اس کے ساتھ تعاون کرے گی مثبت Response دے گی اس سے شادی کے مقاصد ذہنی وقلبی سکون، پیارومحبت ،الفت وچاہت ،جنسی تسکین کا حصول وغیرہ پورے ہوں گے زوجین ایک ایسی زندگی کی طرف گامزن ہوں گے جس میں خوشیاں، ہریالی، راحت وسکون اورایک دوسرے کا احساس پیدا ہوگا ایک دوسرے کے لیے ایک ایسا آئیڈیل جیون ساتھی ثابت ہوں گے جوایک دوسرے کے غم ،دکھ، درداورہنسی وخوشی میں شریک ہوں گے۔

ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم نے ازدواجی زندگی کے معاملات پراسلام کے نقطہ نظر کو سمجھا ہی نہیں۔ہم اپنے روایتی طورطریقوں پرعمل پیرا ہیں والدین لڑکے اورلڑکی کی مرضی، خواہش، چاہت اور پسند کوترجیح دینے کی بجائے اپنی مرضی اور پسند کوترجیح دے کرازدواجی زندگی کی پہلی بنیادی اینٹ ہی غلط رکھ دیتے ہیں جبکہ اسلام بھی اس چیز کی اجازت نہیں دیتا۔دوسری خامی یہ ہے کہ خاوند بیوی کو

marfat.com

وہ حقوق نہیں دیتے جو اسلام نے دیئے ہیں اور بیوی کے ساتھ حسن سلوک، نرم مزاجی اور خوش اخلاقی سے پیش نہیں آتے، بیوی کے ساتھ پیار و محبت اور الفت و چاہت کا رویہ اختیار نہیں کرتے، جس کی وجہ سے میاں اور بیوی میں اچھی طرح سے ذہنی ہم آہنگی (Understanding) پیدا نہیں ہوتی گھر میں خوشگوار ماحول پیدا نہیں ہوتا جس سے بہت سے مسائل جنم لیتے ہیں ان مسائل کے پیدا ہونے کی بنیادی وجہ ہماری اسلامی تعلیمات سے عدم واقفیت ہے ان مسائل کا سد باب اسی میں ہے کہ ہم اپنے روایتی طور طریقے چھوڑ کر اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں۔

اسلام ایک مکمل ضابطہِ حیات (Islam is a Complete Code of Life) اور کامل دین ہے دین کے دو جز و ایک مذہبی دوسرا معاشرتی و دنیاوی معاملات ہیں ان کے مجموعے کا نام دین ہے چونکہ اسلام خالی مذہب نہیں بلکہ ایک کامل دین ہے اس لیے اسلام میں مذہبی، معاشرتی اور دنیاوی تمام معاملات آتے ہیں لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ ہم نے صرف مذہبی معاملات کو ہی اسلام تصور کر لیا ہے جبکہ اسلام مسلمان کے چوبیس گھنٹے کے تمام معاملات کو عبادت قرار دیتا ہے اگر ہم اسلام کے مطابق زندگی بسر کریں تو ہمارا چلنا، پھرنا، سونا، جاگنا، حقوقِ زوجیت ادا کرنا سب عبادت ہیں۔ جنسی معاملات سے آگاہی ہر مرد اور عورت کی ضرورت ہے چونکہ ہمارے ہاں اس موضوع پر لکھنے اور پڑھنے میں شرم محسوس کی جاتی ہے اس لیے میاں اور بیوی کے جنسی تعلقات کے بارے میں اسلام کا تصور بہت کم لوگ جانتے ہیں جس کی وجہ سے بہت سی خرابیاں جنم لیتی ہیں۔

قارئینِ کرام اس کتاب میں ازدواجی زندگی کے تمام پہلوؤں جیسے منگنی، نکاح، سہاگ رات، حقوقِ زوجین، پسند کی شادی (Love Marriage)، فیملی پلاننگ اور احکامِ مباشرت وغیرہ پر قرآن و حدیث سے اسلام کا نقطہ نظر پیش کیا گیا ہے اس خواہش کے ساتھ کہ لوگ اس کتاب کی وساطت سے ازدواجی زندگی کے متعلق اسلام کا نقطہ نظر سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہوں اور روایتی طور طریقوں کی بجائے اسلامی تعلیمات کے مطابق ازدواجی زندگی کے تمام پہلوؤں پر عمل کریں۔ قارئین کرام میں نے اپنا دردِ دل آپ تک پہنچا دیا اس آرزو کے ساتھ کہ میری یہ کاوش آپ کے لیے استفادہ کا باعث بنے۔

فیاض احمد فیاض ایم۔اے اسلامیات و عربی۔ دی منہاج یونیورسٹی لاہور
تحصیل و ضلع گجرات پوسٹ آفس کنجاہ بمقام خونن غربی
E.Mail:fiazahmadfiaz@hotmail.com

marfat.com

حرفِ آغاز

تاریخِ انسانی میں اسلام کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے عورت کو آج سے چودہ سو سال پہلے وہ قابلِ رشک اور لائق تحسین مقام و مرتبہ دیا ہے جو کسی اور مذہب اور معاشرے نے آج تک نہیں دیا۔ اسلام کے نزدیک عورت ایک محترم ہستی اور معاشرے کا اہم رکن ہے اسلام نے عورت کے حقوق کا پرچم انسانی تمدن و تاریخ میں پہلی مرتبہ بلند کیا حقوق کے ساتھ اس کی ذمہ داریوں اور فرائض کا بھی فطری، طبعی اور نفسیاتی ضرورتوں کے مطابق تعین کیا حقیقت یہ ہے کہ اسلامی معاشرے میں عورت اخلاقی قدروں کی محافظ بھی ہے اور آئندہ نسلوں کی موزوں نشوونما کی ذمہ دار بھی ہے عورت جب ماں کا روپ اختیار کرتی ہے تو اس کی اہمیت قوم و ملک کے لیے بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے کیونکہ آئندہ نسلوں کی جسمانی، اخلاقی، روحانی، دینی، مذہبی اور معاشرتی تعلیم و تربیت اس کے مرہونِ منت ہوتی ہے کیونکہ قوم و ملک کے مستقبل کا انحصار نوجوانوں پر ہوتا ہے۔

عورت کائنات کی سب سے محبوب چیز ہے انسان کی فطرتِ سلیمہ میں عورت کی محبت سمو دی گئی ہے اس دنیا کا سارا حسن و جمال عورت کے مقابلے میں ہیچ ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَآءِ﴾

لوگوں کے لیے عورتوں کی محبت و خواہش آراستہ کر دی گئی ہے۔

آل عمران ۱۴

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورت ذات سے اپنی محبت کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا:

"حبب الی النساء وجعلت الطیب قرة عینی فی الصلوٰة"

میری فطرت میں عورت کی محبت ڈال دی گئی ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

سنن النسائی، کتاب عشرة النساء باب حب النساء

اسلام نے مرد کے لیے عورت سے سکون، اطمینان، تسکینِ قلب، الفت و چاہت اور پیار و محبت حاصل کرنے کے لیے نکاح کو مشروع کیا تا کہ مرد اپنی فطری خواہش کو جائز طریقے سے پورا کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے شوہر کے لیے بیوی میں راحت و سکون رکھا ہے اللہ تعالیٰ قرآن

marfat.com

مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

﴿اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْآ اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً﴾

الروم ۳۰:۲۱

اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تا کہ ان کی طرف مائل ہوکر سکون حاصل کرواور تم میں مودّت اور رحمت پیدا کردی۔

اللہ تعالیٰ نے عورت (Wife) کو مرد (Husband) کے لیے سکون، اطمینان قلب، پیار ومحبت، الفت وچاہت اور نفسانی تسکین کا ذریعہ بنایا ہے یہ تمام مقاصد رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے سے پورے ہوتے ہیں۔ان مقاصد کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ میاں بیوی میں مکمل ہم آہنگی اور مناسبت پائی جائے ازدواجی زندگی میں میاں بیوی کی حیثیت کچھ اس طرح ہے جس طرح گاڑی کے دو پہیے ہوتے ہیں گاڑی چلنے کا انحصار ان دونوں پہیوں پر ہوتا ہے اگر ایک پہیہ بھی خراب ہوجائے تو گاڑی نہیں چل سکتی اور گاڑی کے لیے دونوں پہیوں کی حیثیت برابر ہے بالکل اسی طرح ازدواجی زندگی کی گاڑی کے دو پہیے میاں اور بیوی ہیں ازدواجی زندگی کی گاڑی کا انحصار ان کے باہمی اعتماد، اتحاد اور تعاون پر ہے ان میں سے کسی ایک کو بھی نظر انداز کرنے سے ازدواجی زندگی کی گاڑی صحیح نہیں چل سکتی ازدواجی زندگی میں ان دونوں کی حیثیت برابر ہے اسلام نے دونوں کے حقوق وفرائض متعین کردیے ہیں اگر دونوں اپنے اپنے فرائض ادا کرتے رہیں تو طلبِ حقوق کی نوبت ہی نہیں آئے گی ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾

البقرة ۲:۲۲۸

اور دستور کے مطابق عورتوں کے بھی مردوں پر اسی طرح حقوق ہیں جیسے مردوں کے عورتوں پر۔

ازدواجی نظام کو چلانے کے لیے اسلام نے مرد کو عورت پر فضیلت عطا فرمائی ہے اور مرد کو عورت کا حاکم بنایا ہے کیونکہ برابری کی سطح پر نظام نہیں چل سکتا کسی بھی نظام کو چلانے کے لیے ایک کا بڑا (Senior) ہونا ضروری ہے تا کہ باقی اس کے تحت رہ کر کام کرسکیں فرمانِ الٰہی ہے کہ:

﴿وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ﴾

البقرة ۲:۲۲۸

اور البتہ مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ فضیلت ہے۔

marfat.com

مردوں کو یہ فضیلت دینا، عورتوں پر حاکم بنانا ان کا حق بنتا تھا کیونکہ مرد پر عورت کی تما م معاشی ومعاشرتی ضرورتوں کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَافَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ﴾

النساء ۴:۳۴

مرد عورتوں پر محافظ و منتظم ہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے (بھی) کہ مرد (ان پر) اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔

اسلام عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک اور نرم مزاجی کے ساتھ پیش آنے کی تلقین کرتا ہے عورت کو دنیا وآخرت کا بہترین سرمایہ قرار دیتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ عورتوں کے حق میں حسنِ سلوک اور لطف واحسان کی تاکید فرمائی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسان کے اعلیٰ کردار اور اخلاق کا معیار اہل وعیال کے ساتھ حسنِ سلوک کو قرار دیا ہے حدیثِ مبارکہ ہے کہ:

"خیر کم خیر کم لاھلہ وانا خیر کم لاھلی"

تم میں سے بہتر وہ ہے جو (حسنِ سلوک میں) اپنے اہل خانہ کے ساتھ اچھا ہے اور مَیں تم میں سے سب سے زیادہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ اچھا ہوں۔

سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب فضل ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اسلام نے عورت کو دنیا وآخرت کا بہترین سرمایہ قرار دیا ہے نیک عورت اس کائنات کی سب سے قیمتی اور حسین وجمیل چیز ہے یہ وہ ابدی حقیقت ہے جس کا اظہار سرکارِ دو جہاں، محسن کائنات، رحمۃ للعلمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان الفاظ میں فرمایا ہے کہ:

"الدنیا متاع و خیر متاع الدنیا المراۃ الصالحۃ"

دنیا سرمایۂ زندگی ہے اور دنیا کا سب سے اچھا سرمایہ نیک عورت ہے۔

صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب خیر متاع الدنیا المراۃ الصالحۃ

ازدواجی زندگی کو کامیاب اور پرسکون بنانے کے لیے ضروری ہے کہ میاں بیوی میں تعلق باہمی پیار ومحبت اور الفت وچاہت کی بنیاد پر ہو نہ کہ خوف اور ڈر کی بنیاد پر ہو۔ کیونکہ پیار و محبت اور الفت وچاہت کی بنیاد پر جو رشتہ اور تعلق پیدا ہوتا ہے یہ مضبوط اور پائیدار ہوتا ہے اس

marfat.com

سے دل میں جگہ بنتی ہے جبکہ خوف اورڈر سے بننے والا رشتہ عارضی نوعیت کا ہوتا ہے جوشوہر بیوی کو ڈرادھمکا کر رکھتے ہیں اور بیوی خوف اورڈر کی وجہ سے شوہر کی عزت اوراطاعت کرتی ہے حقیقت میں ایسے شوہر کا بیوی کے دل میں کوئی مقام ومرتبہ اور عزت نہیں ہوتی ،بیوی مجبوراً شوہر کی عزت کرتی ہے۔اسلام میاں اور بیوی میں ایسا تعلق ہرگز نہیں چاہتا جو پیار ومحبت اورالفت وچاہت کی بجائے خوف اور ڈر کی بنا پر ہو جس کا دل سے کوئی تعلق نہ ہو اسلام میاں بیوی میں دلی لگاؤ اور پیار ومحبت والا تعلق چاہتا ہے۔

marfat.com

باب نمبر ۱

ازدواجی زندگی اور معاشرہ

فصل اول معاشرے میں عورت کی حیثیت

فصل دوم ازدواجی بندھن

فصل سوم کفو

فصل چہارم حق مہر

marfat.com

فصل نمبر 1

معاشرے میں عورت کی حیثیت

بحث اول معاشرہ (Society)

معاشرے کی ابتداء

معاشرے کی ابتداء اس وقت ہوئی جب حضرت آدم علیہ السلام اس دنیا میں ظہور پذیر ہوئے اور انہی کی پسلی سے انسانیت کی والدہ حضرت حوا علیہا السلام جلوہ فرما ہوئیں۔ یہ پہلا انسانی معاشرہ تھا جو اس دنیا میں معرض وجود میں آیا اور حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام اس معاشرے کے دو ابتدائی فرد تھے۔ حضرت حوا علیہا السلام، حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے تخلیق فرمائی گئیں ان کی تخلیق سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضرت حوا علیہا السلام حضرت آدم علیہ السلام کا جزو ہیں جزو کی کل کے بغیر کوئی حیثیت نہیں ہوتی اور کل بھی جزو کے بغیر نامکمل ہوتا ہے لہذا دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہوئے۔

حضرت آدم علیہ السلام کے ظہور سے تخلیقِ انسانیت کا آغاز ہوا اور وجودِ حوا علیہا السلام سے انسانیت کی تکمیل ہوئی حضرت آدم علیہ السلام کی تنہایوں کو قرار مل گیا انہیں اپنی زندگی کا ساتھی وہم سفر مل گیا تنہا آدم علیہ السلام کی ناخوشگواری کو یوں مجسمۂ خوشگواری مل گیا ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾ وہ عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔

البقرۃ۲: ۱۸۷

جب تم ایک دوسرے کے لیے لباس کی طرح زیبائش ہو، زینت ہو، پردہ پوش ہو اور دائمی ساتھی وہمراز ہو تو پھر ان سے صرف فرائض اور ذمہ داریوں کا مطالبہ ہی کیوں کرتے ہو ان کے حقوق کا بھی خیال رکھو کیونکہ حقوق وفرائض تمہارے درمیان ایک قدر مشترک ہیں جب تک اس اشتراک کو تسلیم

marfat.com

نہیں کیا جاتا زندگی میں بہار نہیں آسکتی، مراد کے پھول نہیں کھل سکتے، منزل کا پھل نہیں مل سکتا۔

معاشرے کی بنیادی اکائی (Basic Unit of Society)

انسانی معاشرے کی بنیادی اکائی خاندان ہے خاندان انسانی معاشرت کا اولین اور بنیادی ادارہ ہے مغربی دنیا میں خاندان کی بنیادی اکائی ٹوٹ چکی ہے ان کا خاندانی نظام درہم برہم ہو چکا ہے۔ مرد اور عورت کا عام رشتہ بہن بھائی کا ہے نکاح کے ذریعے ایک دوسرے کے شریکِ حیات بنتے ہیں شوہر بیوی کا رشتہ ازدواجی زندگی کے یونٹ کو تشکیل دیتا ہے اور اسلامی معاشرے میں یہاں سے خاندان کی بنیاد پڑتی ہے خاندان کی بنیادی اکائی (Basic Unit Of Family) رشتہ ازدواج ہے یعنی مرد اور عورت کا نکاح کے ذریعے رشتہ ازدواج میں منسلک ہونا جبکہ مغربی دنیا میں سوشل کنٹرکٹ (Social Contract) ہوتا ہے معاشرے میں سکون وامن کی زندگی یا بدامنی کی زندگی کا انحصار اس Basic Unit پر ہے کہ یہ افراد کس طرح زندگی گزار رہے ہیں ان کی گھریلو زندگی پورے معاشرے پر اثر انداز ہوتی ہے انسانی معاشرے کی ابتداء بھی دو افراد حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کے باہمی ملاپ سے ہوئی جب یہ ازدواجی زندگی میں منسلک ہوئے تو یہاں سے انسانی اور اسلامی معاشرے کی ابتداء ہوئی۔

یہ بات مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام نے خاندان کو قائم کرنے کا بہت بہترین انتظام کیا ہے کیونکہ خاندان معاشرے کی بنیادی اکائی ہے یہ ایک خوشحال اور پرامن معاشرے کی بنیاد ہے جو چیز اسلام کے خاندان کے قیام کے اہتمام پر دلالت کرتی ہے وہ قرآنِ کریم ہے جس نے اپنے احکام میں اس کے اہتمام کا حکم دیا ہے اس معاشرے کی پہلی بنیادی اینٹ شادی ہے قرآن کریم نے خاندان کی بنیاد کو مضبوط اور مستحکم بنانے کے لیے بہت سے احکام بیان فرمائے ہیں جیسا کہ حقوقِ زوجین اور وہ تمام فرائض جو ہر ایک پر دوسرے کے حوالے سے ہیں قرآن بیان کرتا ہے نان ونفقہ، مہر، حمل اور رضاعت وغیرہ کے احکام۔ قرآن نے ان احکام کو اجمالاً بیان کر دیا ہے لیکن سنتِ مطہرہ نے ان کو تفصیل سے بیان کر کے ان کے حسن وجمال کو دو چند کر دیا ہے اور ان میں کوئی شک وشبہ نہیں رہا اسی طرح قرآن طلاق اور اس کے اثرات کا بھی ذکر کرتا ہے اور قرآن میراث کے احکام اور ان کی تفصیل بھی بیان کرتا ہے۔

marfat.com

اسلام میں خاندان کی بنیادیں

اسلام میں خاندان کی تین بنیادیں ہیں۔

ا۔ مودّت ورحمت:

یہ محبت ہی ہے جو تعلقِ ازدواج کے قیام کی بنیاد ہے اور جب تک یہ محبت قائم رہے یہ رشتہ قائم رہتا ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

﴿اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْآ اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً﴾

الروم ۳۰:۲۱

اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تا کہ ان کی طرف مائل ہوکر سکون حاصل کرو اور تم میں مودت اور رحمت پیدا کردی۔

اللہ تعالیٰ نے رشتہ ازدواج کے بارے میں فرمایا:

﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾

البقرۃ۲: ۱۸۷

اور وہ تمھارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔

بیوی شوہر کے لیے پردے اور حسنِ اخلاق کا باعث ہے اور اسی طرح شوہر بیوی کے لیے، یہ محبت تمام عزیز واقارب میں منتقل ہوجاتی ہے بھائی، بہنیں، ماں، باپ، بیٹے، بیٹیاں اور ان کے علاوہ تمام قریبی رشتے دار بھی اس کا حصہ بن جاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

﴿وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ﴾

بنی اسرائیل ۱۷: ۲۶

اور قریبی رشتہ داروں کو ان کا حق دو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلہ رحمی پر ابھارتے ہوئے فرمایا:

"من اراد منكم ان ينساله فى اثره ويبارك له فى رزقه فليصل رحمه"

صحیح البخاری، کتاب الادب

تم میں سے جو یہ چاہتا ہے کہ اس کے گناہوں کو معاف کردیا جائے اور اس کے رزق میں برکت عطا کی جائے تو پس وہ صلہ رحمی کرے۔

عام طور پر خاندان میاں بیوی والدین، اولاد، بھائی، ان کی اولاد، چچا اور ان کی اولاد، ماموں اور ان کی اولاد پر مشتمل ہوتا ہے۔

marfat.com

۲۔عدالت:

یہ میاں بیوی میں ہر ایک کا دوسرے پر حق ہے خصوصاً بیوی کا شوہر پر یہاں تک کہ شادی کے حوالے سے اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ شادی کرے اگر اسے اس بات کا یقین ہو کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ عدل نہیں کر سکے گا خواہ وہ شادی پہلی، دوسری، تیسری یا چوتھی ہو۔

۳۔خاندان کی اجتماعی کفالت:

اسلام کے نظامِ معاشرت میں خاندان کی کفالت خاندان کے سربراہ کے ذمے ہے اسلام کسی کو بھی لاوارث اور بے سہارا نہیں چھوڑتا۔فقیر اور عاجز شخص کی کفالت کا ذمہ امیر اور قدرت والے آدمی پر ہے اور جو کمزور ہے طاقتور اس کی معاونت کا ذمہ دار ہے اور ولی جب فوت ہو جائے تو جو اس کا قریبی رشتہ دار ہے وہ اس کا وارث ہوگا جس کی کفالت کرنا اس کی ذمہ داری تھی جبکہ وہ غریب تھا۔

بحث دوم مختلف معاشروں میں عورت کا مقام

اسلام میں عورت کا مقام

اسلام ایک فطری دین ہے اور مکمل ضابطہ حیات (A Complete Code of Life) ہے زندگی کا کوئی بھی گوشہ ایسا نہیں ہے جس کی طرف اسلام نے راہنمائی نہ کی ہو اور کوئی بھی گوشہ ایسا نہیں جو اسلام کے فیوض و برکات سے محروم رہا ہو اسلام مساوات اور برابری کا درس دیتا ہے اسلام نے انسان کو اشرف المخلوقات کا درجہ دیا ہے جہاں مرد کو عزت اور بلند مقام و مرتبہ عطا کیا ہے وہاں عورت کو بھی محروم نہیں رکھا۔اسلام نے عورت کو جو مرتبہ و مقام اور عزت و احترام بخشا ہے وہ آج تک اسے تاریخِ انسانی میں کسی اور مذہب، تہذیب اور معاشرے نے نہیں دیا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ عورت کو صدیوں پہلے جو مراعات اور حقوق اسلام نے دیے ہیں وہ آج تک کسی متمدن ترین دنیا میں بھی بحیثیت عورت اسے حاصل نہیں ہوئے۔عورت مادرِ انسانیت ہے اس لیے ہر ترقی پذیر معاشرے اور صالح تمدن کے لیے ضروری ہے کہ وہ عورت کی حیثیت متعین کرے مرد انسانیت کے ایک حصے کی ترجمانی کرتا ہے تو عورت دوسرے حصے کی۔اس لیے

marfat.com

عورت کونظرانداز کر کے نوع انسانی کے لیے جو بھی پروگرام بنے گا وہ ناقص اورادھورا ہوگا عورت ایک بہت بڑی قوت ہے ایک عظیم مزد کی تشکیل میں کسی نہ کسی عورت کا ہاتھ ضرور ہوتا ہے نپولین کا قول ہے کہ:

"Give me good mothers and I will give you a good nation"

''تم مجھے عظیم مائیں دو، میں تمہیں عظیم قوم دوں گا۔'' تعمیرِ انسانیت اور تربیتِ اقوام میں خواتین سب سے نمایاں اور اہم کردار ادا کرتی ہیں ایک راست باز مرد جو کارزارِ حیات کا مجاہد ہوتا ہے اسے زندگی کی درست قدریں اپنی ماں کی گود سے ہی ملتی ہیں مذاہبِ عالم میں اسلام دنیا کا پہلا اور آخری مذہب ہے جس نے عورت کو انسانیت کے لحاظ سے مساوی حقوق عطا کیے ہیں اور ماں، بیٹی اور بیوی کی حیثیت سے باوقار مقام ومرتبہ دیا ہے۔

عورت پر اسلام کے احسانات

عورت پر اسلام کے بہت سے احسانات ہیں اسلام نے ہی عورت کو انسان کا درجہ دیا ہے اور انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے اسلام نے عورت کو وہ تمام معاشرتی حقوق (Social rights) عطا کیے ہیں جن کی وہ مستحق تھی بحیثیت انسان عورت کو مرد کے برابر درجہ دیا۔ اسلام نے عورت کو ہر حیثیت میں چاہے وہ ماں ہو یا بیٹی، بہن ہو یا رفیقۂ حیات ہو، انتہائی عزت وتکریم بخشی ہے اور مرد کا عورت کے ساتھ ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کا رشتہ بنایا ہے۔ عورت کو مقام ومرتبہ اور عزت یوں دی کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے رکھ دی۔ اسلام نے عورت کو گھر کی ملکہ قرار دیا لیکن اسے معاشی ذمہ داریوں سے بری الذمہ قرار دیا ہے معاشی ذمہ داریوں کا بوجھ مرد پر ڈالا ہے۔

آمدِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نویدِ مسرت

اللہ کے پیارے محبوب نے دنیا میں تشریف لا کر واضح کیا کہ اے لوگو! عورت اگر بیٹی ہے تو یہ تمہاری عزت ہے اگر بہن ہے تو تمہاری ناموس ہے اگر یہ بیوی ہے تو یہ تمہاری زندگی کی

marfat.com

ساتھی ہے اور اگر یہ ماں ہے تو تمہارے لیے اس کے قدموں میں جنت ہے اور یہ بھی فرمایا کہ جس آدمی کی دو بیٹیاں ہوں وہ ان کی اچھی تربیت کرے ان کو تعلیم دلوائے حتیٰ کہ ان کا فرض ادا کر دے تو جنت میں یوں میرے ساتھ ہوگا جیسے ہاتھ کی دو انگلیاں ایک دوسرے کے ساتھ ہوتی ہیں گویا بیٹی کے پیدا ہونے پر جنت کا دروازہ کھلنے کی بشارت دی گئی۔

عورت کا انسان ہونا

اسلام نے عورت پر سب سے پہلا اور بڑا احسان یہ کیا ہے کہ اسے اس زمانے اور عہد میں انسان قرار دیا جب دنیا اس کے انسان ہونے کی حقیقت کو تسلیم کرنے کے لیے ہرگز تیار نہ تھی جس وقت عورت کے بارے میں یہ نظریہ تھا کہ عورت میں کوئی روح ہی موجود نہیں ہے اور وہ مرد کی طرح انسان ہی نہیں ہے اس دور میں اسلام نے یہ اعلان کیا کہ مرد کی طرح عورت بھی اولادِ آدم میں سے ہے اور نوعِ انسانی میں داخل ہے قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿یٰٓاَیُّھَاالنَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً﴾

النساء ۴:۱

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہاری پیدائش (کی ابتداء) ایک جان سے کی اور پھر اسی سے اس کا جوڑ پیدا فرمایا اور پھر ان دونوں میں سے بکثرت مردوں اور عورتوں (کی تخلیق) کو پھیلا دیا۔

﴿یٰٓاَیُّھَاالنَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی﴾

الحجرات ۴۹:۱۳

اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا۔

حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ:

''ان النساء شقائق الرجال''

سنن الترمذی، کتاب الطہارۃ، باب ماجاء فیمن یستیقظ .....

عورتیں مردوں ہی کی ہم جنس ہیں۔

شرفِ انسانیت میں برابری

اسلام نے شرفِ انسانیت میں مرد اور عورت کی تفریق روا نہیں رکھی دونوں کو برابر درجہ دیا ہے کلامِ الٰہی میں جہاں ان باوصف مردوں کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ جن کی

marfat.com

ساتھی ہے اور اگر یہ ماں ہے تو تمہارے لیے اس کے قدموں میں جنت ہے اور یہ بھی فرمایا کہ جس آدمی کی دو بیٹیاں ہوں وہ ان کی اچھی تربیت کرے ان کو تعلیم دلوائے حتیٰ کہ ان کا فرض ادا کر دے تو جنت میں یوں میرے ساتھ ہوگا جیسے ہاتھ کی دو انگلیاں ایک دوسرے کے ساتھ ہوتی ہیں گویا بیٹی کے پیدا ہونے پر جنت کا دروازہ کھلنے کی بشارت دی گئی۔

عورت کا انسان ہونا

اسلام نے عورت پر سب سے پہلا اور بڑا احسان یہ کیا ہے کہ اسے اس زمانے اور عہد میں انسان قرار دیا جب دنیا اس کے انسان ہونے کی حقیقت کو تسلیم کرنے کے لیے ہرگز تیار نہ تھی جس وقت عورت کے بارے میں یہ نظریہ تھا کہ عورت میں کوئی روح ہی موجود نہیں ہے اور وہ مرد کی طرح انسان ہی نہیں ہے اس دور میں اسلام نے یہ اعلان کیا کہ مرد کی طرح عورت بھی اولادِ آدم میں سے ہے اور نوعِ انسانی میں داخل ہے قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿یٰٓاَیُّھَاالنَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً﴾

النساء ۴:۱

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہاری پیدائش (کی ابتداء) ایک جان سے کی اور پھر اسی سے اس کا جوڑ پیدا فرمایا اور پھر ان دونوں میں سے بکثرت مردوں اور عورتوں (کی تخلیق) کو پھیلا دیا۔

﴿یٰٓاَیُّھَاالنَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی﴾

الحجرات ۴۹:۱۳

اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا۔

حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ:

''ان النساء شقائق الرجال''

سنن الترمذی، کتاب الطہارۃ، باب ماجاء فیمن یستیقظ .....

عورتیں مردوں ہی کی ہم جنس ہیں۔

شرفِ انسانیت میں برابری

اسلام نے شرفِ انسانیت میں مرد اور عورت کی تفریق روا نہیں رکھی دونوں کو برابر درجہ دیا ہے کلامِ الٰہی میں جہاں ان باوصف مردوں کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ جن کی

marfat.com

بناپر وہ اللہ تعالیٰ کی ابدی نعمتوں کے مستحق ٹھہرائے جاتے ہیں وہاں بغیر کسی تفریق کے عورتوں کا بھی ذکر ہے۔

﴿فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی بَعْضُكُمْ مِّنْ م بَعْضٍ﴾

آل عمران ۳:۱۹۵

پھران کے رب نے ان کی دعا قبول فرمالی (اور فرمایا) یقیناً میں تم میں سے کسی محنت کرنے والے کی مزدوری ضائع نہیں کرتا خواہ مرد ہو یا عورت، تم سب ایک دوسرے میں سے (ہی) ہو۔

﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَهُوَ مُؤْمِنٌ ،فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا﴾

النساء ۴:۱۲۴

اور جو کوئی نیک عمل کرے گا، خواہ مرد ہو یا عورت اور وہ مومن بھی ہو، تو ایسے ہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور رائی برابر بھی ان کی حق تلفی نہیں ہوگی۔

﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ﴾

الزلزال ۹۹:۷،۸

پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اس کو (آخرت میں) دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہوگی وہ اس کو (آخرت میں) دیکھ لے گا۔

عورت پیدائشی طور پر گناہگار نہیں

عورت پر اسلام کا ایک احسان یہ ہے کہ اسے مرد کی طرح پیدائشی طور پر اعلیٰ مقام عطا کیا گیا ہے اسلام کی رُو سے جس طرح ہر بچہ معصوم پیدا ہوتا ہے اسی طرح ہر بچی بھی معصوم پیدا ہوتی ہے اسلام انسان کو اشرف المخلوقات قرار دیتا ہے اور انسان کی تخلیق کو بہترین تخلیق قرار دیتا ہے فرمانِ الٰہی ہے کہ:

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ﴾

التین ۹۵:۴

بے شک ہم نے انسان کو بہترین ساخت میں پیدا کیا۔

اسلام کا یہ کہنا ہے کہ انسان پیدائشی طور پر معصوم ہے اس میں مرد اور عورت کی تفریق

marfat.com

نہیں، ان کی پیدائش فطرتِ اسلام پر ہوتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ:

"کل مولود یولد علی الفطرة فابواہ یھود انہ او ینصرانہ او یمجسانہ"

ہر بچہ فطرت (الٰہیہ) پر پیدا ہوتا ہے پھر یہ اس کے والدین ہیں جو اسے یہودی، عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔

صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب ما قیل فی اولاد المشرکین

اسلام کے نزدیک انسان ہونے کے اعتبار سے تمام انسان برابر ہیں عزت و بزرگی، اعلیٰ وارفع اور نیک و پرہیز گار ہونے کا معیار صرف اور صرف تقویٰ ہے جو جتنا ہی زیادہ متقی و پرہیز گار ہے وہ اتنا ہی زیادہ بلند درجے والا ہے اسلام نے اس نظریہ کا قلع قمع کر دیا ہے کہ عورت فطری لحاظ سے ہی مرد سے کمتر ہے اور مرد فطری اور اخلاقی طور پر ہی عورت سے اعلیٰ ہے۔

یکساں معاشرتی حقوق

اسلام نے عورت اور مرد کے لیے ایک ہی اخلاقی معیار مقرر کیا ہے نیکی اور تقویٰ کا معاملہ ہو یا گناہ اور جرم کا دونوں حالتوں میں مرد اور عورت کی حیثیت یکساں ہونے کی صورت میں دونوں جزا اور ثواب کے مستحق ہیں اور گناہ اور جرم کی صورت میں دونوں یکساں طور پر سزا اور عتاب کے مستحق ہیں اسلام نے دونوں کے لیے ایک ہی قانون بنایا ہے سزا اور جزا دونوں کے لیے برابر ہے اسلام کی رُو سے کوئی مرد چوری کرے یا کوئی عورت دونوں کے لیے سزا قطع ید ہے قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَیْدِیَھُمَا جَزَآءً م بِمَا کَسَبَا نَکَالًا مِّنَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ﴾ المائدہ ۵:۳۸

چور مرد اور چور عورت دونوں کا ہاتھ کاٹ دو، یہ سزا ان کے کیے کی، اور عبرت ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

اسی طرح قاتل مرد ہو یا عورت دونوں سے قصاص لیا جائے گا ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی﴾ البقرۃ ۲:۱۷۸

اے ایمان والو! تم پر فرض ہے مقتولوں کے قتل کا بدلہ لینا، قاتل آزاد ہو تو اس آزاد سے اور غلام ہو تو اس غلام سے اور عورت ہو تو اس عورت سے قصاص لیا جائے گا۔

marfat.com

اسی طرح جرمِ زنا میں بھی جنس کے لحاظ سے کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا اگر دونوں کنوارے ہوں تو دونوں کوکوڑے لگائے جائیں گئے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ﴾ النور ۲:۲۴ زانیہ عورت اور زانی مرد دونوں کوسوسوکوڑے مارو۔

پس قرآنی آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کے نزدیک مرد اورعورت کے لیے اخلاقی معیارایک ہے دونوں کے لیے جرم پر یکساں سزا ہے اور نیکی پر یکساں اجروثواب ہے جبکہ رومن معاشرے میں شوہراگر بیوی کوقتل کردیتا تواس سے قصاص نہیں لیا جاتا تھا۔

جان کا تحفظ

اسلام سے قبل دورِ جاہلیت میں عورتوں کواپنی جان ومال کا کوئی تحفظ نہ تھا اس دور میں عورت کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کردیا جاتا تھا ان سے کوئی پوچھنے والا نہ تھا اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں قرآنِ مجید میں ارشادفرمایا:

﴿وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ﴾ اور(کیا جواب ہوگا) جب زندہ درگورکی جانے والی بچی سے پوچھا جائے گا کہ تجھے کس جرم میں قتل کیا گیا۔

التکویر ۸۱:۸،۹

عورت کوجان کا تحفظ دینے کے لیے اس دور میں دنیا کا کوئی قانون موجود نہ تھا اس پرُ افتادہ دور میں اسلام نے عورت کو جان کا وہی تحفظ فراہم کیا جو مرد کو حاصل تھا اسلام نے زندہ درگورکی جانے والی بچی کوقتلِ عمد قرار دیا اوراس پر سخت سزا کی وعید سنائی جبکہ ہندو معاشرے کا یہ اصول ہے کہ جب شوہر مرجائے تو بیوی کوزندہ رہنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے بیوہ کی جان لینا مذہبی طور پر عبادت سمجھا جاتا ہے ہندو شوہر کی میت کے ساتھ ہی بیوہ کوزندہ جلادیتے ہیں جسے ''ستی'' کا نام دیا جاتا ہے بیوہ کونکاحِ ثانی کی اجازت نہیں ہوتی ۔ ہندو معاشرے کے برعکس اسلام نے نہ صرف بیوہ کوجان کا تحفظ فراہم کیا بلکہ اس کے لیے نکاحِ ثانی کوبھی جائز قرار دیا بلکہ خود پیغمبرِ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیوہ عورتوں سے شادی کر کے ان کی عزت افزائی فرمائی۔

marfat.com

معاشی ذمہ داریوں سے سبکدوشی

اسلام نے عورت کو معاشی ذمہ داریوں سے بری الذمہ قرار دیا ہے عورت جب ماں ہوتی ہے تو اس کی کفالت اولاد کے ذمے ہوتی ہے اور جب بیٹی ہوتی ہے تو اس کی کفالت باپ کے ذمے ہوتی ہے اور جب بیوی کی حیثیت اختیار کرتی ہے تو اس کی نہ صرف کفالت خاوند کے ذمے ہوتی ہے بلکہ اسے حق مہر کی صورت میں معاشی تحفظ بھی فراہم کیا جاتا ہے اسلام نے بچوں اور بیوی کا سارا معاشی بوجھ خاوند پر ڈالا ہے گھر اور بیوی بچوں کے تمام اخراجات کا وہ ذمہ دار ہے عورت کو اختیار دیا ہے کہ وہ اپنی مرضی اور خوشی سے خاوند کی معاشی مدد کرنا چاہے تو کر سکتی ہے لیکن خاوند اسے مدد کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا۔

اس کے برعکس دوسرے مذاہب اور مہذب معاشروں میں آج تک عورت کو معاشی ذمہ داری سے سبکدوش نہیں کیا گیا مغربی معاشرے میں آج بھی ایک بالغ اور جوان ہو جانے والی عورت کو اپنا معاشی بوجھ خود اٹھانا پڑتا ہے خواہ وہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ، اس کے باپ یا شوہر پر اس کی کوئی قانونی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔

وراثت میں حصہ

اسلام نے عورت کو میراث میں ہر حیثیت سے حصہ دار ٹھہرایا ہے چاہے وہ ماں کی حیثیت سے ہو یا بیوی یا بیٹی یا بہن کی حیثیت سے ہو ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿یُوصِیکُمُ اللّٰہُ فِیٓ اَوۡلَادِکُمۡ لِلذَّکَرِ مِثۡلُ حَظِّ الۡاُنۡثَیَیۡنِ﴾ النساء ۴:۱۱

اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے متعلق تاکیدی حکم فرماتا ہے کہ مرد کا حصہ عورتوں کے دو حصوں کے برابر ہوگا۔

اسلام کا عورت پر یہ احسان ہے کہ اسے میراث میں باقاعدہ حصہ دار بنایا اور اسے ذاتی جائیداد و ملکیت رکھنے کا حق دیا ہے اور اپنے مال میں ہر طرح سے تصرف کا حق دیا ہے جس طرح مردوں کو حاصل ہے جبکہ دوسرے مذاہب اور معاشروں میں عورت کو اس طرح نہ تو میراث میں حصہ دار ٹھہرایا گیا ہے اور نہ ہی ذاتی جائیداد و ملکیت رکھنے کا حق دیا ہے جو اسلام نے عورت کو آج سے چودہ سو (۱۴۰۰) سال پہلے دے رکھے ہیں۔

marfat.com

مال اور جائیداد رکھنے کا حق

اسلام نے عورت کو ذاتی مال اور جائیداد رکھنے کا حق دیا ہے خواتین کو اپنی کمائی یا اپنا ورثہ یا اکتسابی جائیداد میں تصرف کا ویسے ہی حق حاصل ہے جیسے کہ مرد کو، یہ امر قابل ذکر ہے کہ ہندوستان میں ہندو عورت کو ۱۹۵۶ء تک جائیداد رکھنے کا حق حاصل نہ تھا جب کہ اسلام نے یہ حق چودہ سو سال قبل عورت کو دے دیا تھا مال کے استحقاق کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

﴿وَلَاتَتَمَنَّوْا مَافَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَسْئَلُوااللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾

النساء ۴:۳۲

اور تم اس چیز کی تمنا نہ کیا کرو جس میں اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی، مردوں کے لیے اس میں حصہ ہے جو انھوں نے کمایا اور عوتوں کے لیے اس میں سے حصہ ہے جو انھوں نے کمایا اور اللہ سے اس کا فضل مانگا کرو، بے شک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

ناموسِ نسواں کی حفاظت

اسلام نے عورت کی عزت کی حفاظت کا بھی بہت خیال رکھا ہے ناموسِ نسواں پر حملہ کرنے والوں کے لیے سخت اور عبرتناک سزائیں مقرر کی ہیں تا کہ کوئی ناموسِ نسواں پر حملہ کرنے کی جرات نہ کر سکے اور اگر کوئی کرے تو اسے دوسروں کے لیے نشانِ عبرت بنا دیا جائے ناموس نسواں پر حملہ کرنے والوں کے خلاف اتنی سخت اور عبرتناک سزاؤں کا کسی اور مذہب یا معاشرے میں قانون نہیں بنایا گیا جیسے جرم زنا پر کوڑوں اور رجم یعنی پتھر مار مار کر ہلاک کرنے کی سزائیں مقرر کی ہیں اور جھوٹی تہمتِ زنا لگانے والوں کے لیے اَسی کوڑوں کی سزا مقرر کی ہے تا کہ عورت کی عزت سے کوئی کھیلنے کی جرات نہ کر سکے۔

شریکِ حیات کے انتخاب میں آزادی

اسلام نے عورت کو شادی کے معاملے میں مکمل آزادی اور اختیار دیا ہے کہ وہ جسے پسند کرتی ہے اور جسے وہ چاہتی ہے اس کے ساتھ شادی کر سکتی ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ

marfat.com

اسلامی نظامِ معاشرت میں عورت کے باپ، بھائی، چچا اور دادا وغیرہ کو شادی کے وقت ایک اہم کردار ادا کرنا ہوتا ہے خاص کر عورت کے لیے مناسب رشتہ تلاش کرنا اور اس کے نکاح اور شادی وغیرہ کے انتظامات کرنا لیکن اس کے باوجود وہ لڑکی کی مرضی کے بغیر کسی کے ساتھ اس کی شادی نہیں کر سکتے شادی کے معاملے میں عورت آزاد ہے کوئی اسے مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ ضرور فلاں مرد سے ہی شادی کرے۔

ایک خاتون خنساء بنت خذام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لائیں اور کہا کہ میرے باپ نے میری شادی میرے چچازاد سے کر دی ہے تا کہ اپنی حیثیت اونچی کر سکے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں اپنی پسند کی شادی کا خود اختیار ہے تو اس خاتون نے کہا: کہ میں اپنے والد کے انتخاب کو قبول کرتی ہوں لیکن میں عورتوں کو یہ بتانا چاہتی تھی کہ شادی کے معاملہ میں آباء کا کوئی دخل نہیں ہے۔

سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب من زوج ابنتہ وھی کارھۃ

اظہارِ خیال کی آزادی

اپنی رائے، احساسات اور خیالات کے اظہار سے ہی انسان دوسری مخلوقات سے ممیّز ہے اظہارِ خیال کی آزادی ہر مرد اور عورت کا بنیادی بلکہ پیدائشی حق ہے اسلام نے یہ حق آج سے چودہ سو سال قبل عورت کو دیا جبکہ اس وقت پوری دنیا اس حق سے نا آشنا تھی عورت پر اسلام کا ایک احسان یہ بھی ہے کہ اس نے اس کو یہ حق دیا ہے کہ اگر ملکی قانون یا حکومت کے کسی اقدام سے اس کے کسی حق پر زد پڑ رہی ہو تو وہ اس حق تلفی کو چیلنج کر سکتی ہے اور تن تنہا محض ایک مشورے کے ذریعے تمام غیر منصفانہ اور ظالمانہ قواعد وضوابط کو بدلوا سکتی ہے صرف اس دلیل کی بنیاد پر کہ اس کا فلاں حق چونکہ اسے کتاب وسنت نے عطا کر رکھا ہے اس لئے اسے کسی حال میں بھی اس سے محروم نہیں رکھا جا سکتا گویا آج کے جمہوری دور میں قانون بدلنے کا جو اختیار پوری پارلیمنٹ کو حاصل ہے وہی اختیار اسلامی نظام میں ایک عورت کو حاصل ہے کہ ناروا قوانین کو ایک مشورے اور ایک جائز مطالبے سے منسوخ کرا سکتی ہے اس کا ثبوت ہمیں خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور سے ملتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے اور

marfat.com

لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگ عورتوں کے مہر زیادہ نہ باندھو اس کے بعد ایک عورت اٹھی اور اس نے با آواز بلند کہا کہ اے عمرؓ! اس معاملہ میں آپ کو دخل دینے کا حق نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر تم نے عورتوں کو زیادہ مال دے دیا ہو تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَاٰتَیْتُمْ اِحْدٰاھُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَیْئًا﴾ النساء ۴:۲۰ اور اس (بیوی) کو ڈھیروں مال دے چکے تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو!

یہ سن کر حضرت عمرؓ نے اپنی بات واپس لے لی اور کہا عورت نے صحیح بات کی اور عمرؓ نے غلطی کی۔

عورت بحیثیت ماں

اسلام نے عورت کو ماں کی حیثیت سے بہت اہم مقام و مرتبہ عطا کیا ہے عورت کی اس طرح سے عزت افزائی کی ہے کہ ماں کے پاؤں تلے جنت کی بشارت دی ہے اس طرح اولاد کی نظروں میں ماں کا مقام و مرتبہ بلند کیا اور اولاد پر ماں کی فرمانبرداری لازمی قرار دی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ:

"الجنة تحت اقدام الامهات" جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے۔

ترمذی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماں کو سب سے زیادہ عزت و تکریم کا حق دار ٹھہرایا، اور باپ کے مقابلے میں ماں کے ساتھ حسنِ سلوک کے ساتھ پیش آنے کو زیادہ فوقیت دی ہے حدیث مبارکہ ہے کہ:

"عن ابی هريرة سأل رجل يارسول الله من احق الناس بحسن صحابتی؟ قال امك قال ثم من؟ قال امك قال ثم من؟ قال امك قال ثم من؟ قال ابوك"

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے ؟فرمایا تیری ماں اس نے پوچھا پھر کون ؟ فرمایا تیری ماں، اس نے پوچھا پھر کون؟ فرمایا تیری ماں ،اس نے پوچھا پھر کون؟ فرمایا تیرا باپ۔

صحیح البخاری، کتاب الادب، باب من احق الناس بحسن الصحبة

marfat.com

حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ:

"عن المغيرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان الله حرم عليكم عقوق الامهات"

صحیح بخاری، کتاب الادب، باب عقوق الوالدین من اکبائر

حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بلا شبہ اللہ نے تم پر اپنی ماؤں کی نافرمانی اور حق تلفی حرام کردی ہے۔

عورت بحیثیت بیٹی

اسلام نے عورت کو بحیثیت بیٹی بہت اہم مقام عطا کیا ہے اس کا اندازہ ہمیں بعثتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کے دور کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوگا کہ اس وقت اس معاشرے میں عورت کا بحیثیت بیٹی کیا مقام تھا زمانہ جاہلیت میں عرب بیٹی کو اپنے لئے باعثِ عار سمجھتے تھے اور پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کردیتے تھے جس کے ہاں بیٹی پیدا ہوتی وہ شرم وندامت کے باعث لوگوں سے اپنا چہرہ چھپاتا پھرتا تھا ان کے اس عمل پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ﴾

التکویر ۸۱: ۸، ۹

اور (کیا جواب ہوگا) جب زندہ درگور کی جانے والی بچی سے پوچھا جائے گا کہ تجھے کس جرم میں قتل کیا گیا۔

ان کے اس وحشت ناک فعل کو قرآنِ مجید نے سورۃ نحل میں یوں بیان کیا ہے کہ:

﴿وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِیْمٌ ۝ یَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَیُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ یَدُسُّهٗ فِی التُّرَابِ﴾

النحل ۱۶: ۵۸، ۵۹

جب ان میں سے کسی کو بیٹی کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی جاتی تو اس کے چہرے پر سیاہی چھا جاتی ہے اور وہ بس خون کا سا گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے اور لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے کہ اس خبر کے بعد کسی کو کیا منہ دکھائے سوچتا ہے کہ ذلت کے ساتھ بیٹی کو لئے رہے یا بیٹی کو مٹی میں دفن کردے۔

یہ تو تھی اسلام سے قبل کی صورتِ حال، لیکن آمدِ اسلام نے اس صورتِ حال میں

marfat.com

انقلاب برپا کر دیا والدین کے لیے بیٹی کی پیدائش کو باعثِ عار ہونے کی بجائے باعث سعادت بنایا اور لڑکیوں کی پرورش کو اخروی کامیابی کا باعث بنایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تعلیم دی کہ بیٹی کا باپ ہونا ہرگز موجب عار نہیں بلکہ یہ تو موجب سعادت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے کہ:

"قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من عال جاريتين دخلت انا وهو الجنة كهاتين واشار باصبعيه"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی تو قیامت کے دن میں اور وہ جنت میں اس طرح آئیں گے جیسے میرے ہاتھ کی دو انگلیاں ساتھ ساتھ ہیں۔

ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الاحسان الی البنات والاخوات

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ارشاد کے موقع پر اپنی انگشتِ شہادت کو ساتھ والی انگشت مبارک سے ملا کر دکھایا۔ ایک اور حدیث مبارکہ:

"من ابتلى من البنات بشئى فاحسن اليهن كان له سترا من النار"

جس کے ہاں لڑکیاں پیدا ہوں اور وہ ان کی اچھی طرح پرورش کرے تو یہی لڑکیاں اس کے لیے دوزخ سے آڑ بن جائیں گی۔

صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب، باب فضل من یعول...

اسلام نے بیٹیوں کے ساتھ پیار، محبت اور شفقت کے ساتھ پیش آنے کا درس دیا ہے پیغمبر اسلام نے اس پر افتادہ اور لڑکیوں کو زندہ درگور کر دینے والے دور میں بیٹیوں کے ساتھ محبت و پیار کا عملی نمونہ دکھا دیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاروں بیٹیوں کی جس پیار و محبت اور شفقت کے ساتھ پرورش فرمائی اور ان سے جو اُنس تھا وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرنے والے ہر شخص کو معلوم ہوگا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جو محبت تھی اس کا یہ عالم تھا کہ جب وہ شادی کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضری کے لیے آتیں تھیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے لیے کھڑے ہو جایا کرتے تھے، ان کے لیے جگہ چھوڑ دیتے تھے، اپنی چادر ان کے لیے بچھا دیتے تھے اور بااصرار ان کو اس پر بٹھاتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیٹیوں کے لیے **"بضعة منى"** یعنی میرے جگر کا ٹکڑا کے الفاظ فرماتے تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی بیٹیوں کے ساتھ اتنی شدید محبت اور پیار کے ساتھ پیش آنے میں یہ حکمت

marfat.com

تھی کہ پوری انسانیت کومعلوم ہوجائے کہ بیٹی کاوجود ہرگز موجبِ شرم اور عار نہیں بلکہ بیٹی کاوجود سعادت اورخوش بختی کی علامت ہے۔

عورت بحیثیت بیوی

عورت کی تیسری حیثیت بیوی کی ہے اسلام نے عورت کی اس حیثیت کوبھی عزت واحترام اورمقام ومرتبہ دیا ہے جو اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب نے نہیں دیا اسلام نے میاں بیوی کو برابر حقوق دیے ہیں اور جس طرح عورت کے لیے حقوق کی ادائیگی ضروری ہے اسی طرح مرد کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ بیوی کے حقوق ادا کرے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ عورتوں کے لیے بھی ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے لیے۔ البقرة ۲:۲۲۸

اسلام نے عورتوں پر مردوں کوحاکم بنا کرعورتوں کومعاشی اورانتظامی ذمہ داریوں سے بری الذمہ قرار دیا ہے گھر اور بیوی بچوں کی تمام تر ضروریات کی ذمہ داری خاوند پر ہے بیوی ان تمام امور سے بری الذمہ ہے قرآنِ مجید نے جہاں مردوں کی حاکمیت کا ذکر کیا ہے وہاں لفظ قوام استعمال کیا ہے عربی میں قوام ایسے شخص کو کہتے ہیں جو کسی چیز کی ضروریات کا مہیا کرنے والا ہو،اس پر نگہبانی اور حفاظت کرنے والا ہو اور اس کی اصلاح ودرستی کا ذمہ دار ہو جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ﴾ مرد عورتوں پر محافظ ومنتظم (حاکم) ہیں۔ النساء ۴:۳۴

اللہ تعالیٰ نے مردوں کوعورتوں پر قوام یعنی حاکم بنا کران کی یہ ذمہ داری لگائی ہے کہ وہ عورتوں کے نان ونفقہ کے ذمہ دار ہیں عورتوں کی تمام معاشی ضروریات ان کے ذمے ہیں اور عورتوں کی حفاظت ونگہبانی اور اصلاح ودرستی کے ذمہ دار ہیں اسلام نے عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک کے ساتھ پیش آنے کی تلقین کی ہے کہ وہ بھی تمہاری طرح انسان ہیں ان کے ساتھ حسنِ سلوک اورنرم رویہ کے ساتھ پیش آؤ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

marfat.com

﴿وَعَاشِرُوْاھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾

النساء ۴:۱۹

اور عورتوں (بیویوں) کے ساتھ گزر بسر اچھی طرح سے کرو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آنے اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی تلقین فرمائی ہے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ:

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استوصوا بالنساء خیرا"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب الوصیہ بالنساء

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہلِ خانہ کے ساتھ حسنِ سلوک کی تلقین اس انداز میں فرمائی کہ بہترین شخص وہ ہے جو اپنے اہلِ خانہ کے حق میں بہتر ہے حدیثِ مبارکہ ہے کہ:

'خیرکم خیرکم لاھلہ وانا خیرکم لاھلی"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہے اور تم میں سے میں سب سے زیادہ اپنے گھر والوں کے حق میں بہتر ہوں۔

ترمذی، کتاب المناقب، باب فضل ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مذہبی آزادی

اسلام نے عورت کو مرد کی طرح مذہبی آزادی دی ہے اس کو مذہبی پیشوائیت کے واسطے کے بغیر براہِ راست اللہ کا قرب حاصل کرنے، اس کی عبادت کرنے اور اس سے دعا کرنے کا مذہبی حق دیا ہے وہ کسی مذہبی پیشوائیت کے ادارے کی محتاج نہیں ہے کہ جس کے واسطے کے بغیر وہ قربِ الٰہی حاصل نہ کر سکتی ہو، عبادت نہ کر سکتی ہو یا اللہ سے دعا نہ مانگ سکتی ہو جس طرح ہر مرد آزادانہ طور پر اور استقلال کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کر کے آخرت میں عذابِ جہنم سے نجات پا کر فلاح حاصل کر سکتا ہے اسی طرح ہر عورت بھی آزدانہ حیثیت سے استقلال کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کر کے اخروی فلاح کی مستحق ہو سکتی ہے نجات پانے کے لیے وہ کسی برہمن، پادری، پروہت اور مذہبی پیشوائیت سے قطعاً بے نیاز ہے۔

marfat.com

تعلیم حاصل کرنے کا حق

اسلام نے عورت کو مرد کی طرح تعلیم حاصل کرنے کا حق دیا ہے جس طرح مرد کے لیے تعلیم حاصل کرنا ضروری ہے اسی طرح عورت کے لیے بھی ضروری ہے حدیث مبارکہ ہے کہ:

"طلب العلم فريضة على كل مسلم ومسلمة" علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ بیہقی شعب الایمان، ج ۲، ص ۲۵۴

ہر مسلمان میں مرد اور عورت دونوں آجاتے ہیں جس قدر مرد کے لیے ضروری ہے اسی قدر عورت کے لیے بھی ضروری ہے علم سے اصولی طور پر تو کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم ہے لیکن تبعاً وہ علوم بھی آجاتے ہیں جن کا سیکھنا ہر انسان کے لیے اپنے اپنے میدان میں ضروری ہے مطالعۂ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے لے کر اب تک اُن بیشمار خواتین کے نام ملتے ہیں جو آسمانِ علم وادب پر ستاروں کی مانند چمکتی رہی ہیں۔

مرد اور عورت میں مساوات

وہ امور جن میں مرد اور عورت میں مساوات پائی جاتی ہے۔

ا۔ تخلیقِ انسانیت میں مساوات:

اللہ تعالیٰ نے تخلیق میں مرد اور عورت کو برابر حیثیت دی ہے اور جہاں بھی انسان کی تخلیق کا ذکر فرمایا ہے وہاں مرد اور عورت میں تخلیق کے حوالے سے مساوات رکھی ہے اس بارے میں قرآنِ مجید میں ارشاداتِ باری تعالیٰ ہیں کہ:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً﴾

النساء ۴:۱

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہاری پیدائش (کی ابتداء) ایک جان سے کی اور پھر اسی سے اس کا جوڑ پیدا فرمایا اور پھر ان دونوں میں سے بکثرت مردوں اور عورتوں کی (تخلیق کو) پھیلا دیا۔

marfat.com

﴿یٰٓاَیُّھَاالنَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی﴾ اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا۔

الحجرات ۴۹:۱۳

﴿فَاسْتَجَابَ لَھُمْ رَبُّھُمْ اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی بَعْضُکُمْ مِّنْ بَعْضٍ﴾ پھر ان کے رب نے ان کی دعا قبول فرمالی (اور فرمایا) یقیناً میں تم میں سے کسی محنت کرنے والے کی مزدوری ضائع نہیں کرتا خواہ مرد ہو یا عورت تم سب ایک دوسرے میں سے (ہی) ہو۔

آل عمران ۳:۱۹۵

اسلام انسان کو اشرف المخلوقات قرار دیتا ہے اور انسان کی تخلیق کو بہترین تخلیق قرار دیتا ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ مرد اور عورت تخلیق کے حوالے سے برابر ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کا لفظ استعمال کیا ہے اور انسان میں مرد اور عورت دونوں شامل ہیں جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ﴾ بے شک ہم نے انسان کو بہترین ساخت میں پیدا کیا۔

التین ۹۵:۴

اسلام سے قبل عورت کی حالت

تاریخِ انسانی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام سے پہلے عورت ایک طویل عرصے سے مظلوم چلی آرہی تھی عورت ہر قوم اور ہر خطہ میں مظلوم رہی ہے یونان، روم، عراق، عرب، ہند اور چین میں ہر جگہ اس پر بے پناہ ظلم ہورہا تھا بازاروں میں اس کی خرید وفروخت ہوتی تھی عورت کا کوئی ذاتی تشخص اور کوئی معاشرتی مقام موجود نہ تھا حیوانوں سے بدتر سلوک اس کے ساتھ کیا جاتا تھا۔ یونان میں تو ایک لمبے عرصے تک یہ بحث جاری رہی کہ عورت کے اندر روح بھی ہے یا نہیں۔ اہلِ عرب زمانہ جاہلیت میں عورت کے وجود کو موجبِ عار سمجھتے تھے جب کسی کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی تو اس کا سر شرم سے جھک جاتا تھا اور کوئی یہ برداشت نہیں کرسکتا تھا کہ اس کا کوئی داماد بنے اسی لیے وہ لڑکی کو زندہ درگور کر دیتا تھا عورتیں وراثت سے محروم تھیں جب قرآن نے ان کو وراثت کا حق دیا تو ان لوگوں نے حضور اکرم صلی اللہ

marfat.com

علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ ایک چھوٹی سی لونڈی جو نہ گھوڑے پر سوار ہوسکتی ہے اور نہ مدافعت کرسکتی ہے اس کو آدھی جائیداد دے دی جائے اس سے عربوں کی نظر میں جو عورت کا مقام تھا وہ واضح ہوتا ہے کہ عورت اس لیے وراثت سے محروم ہونی چاہیے کیونکہ وہ گھوڑے پر سوار ہوکر اپنا دفاع نہیں کرسکتی یعنی وہ صنفِ نازک کیوں ہے؟ عورت کا خاوند جب مرجاتا تو وراثت ولی کی ملکیت قرار پاتی ولی چاہتا تو کسی سے رقم لے کر اس کی شادی کردیتا اسے انکار کرنے کا کوئی حق نہیں تھا اگر بدقسمتی سے اس خاتون کے پاس کچھ میکے وغیرہ کا عطیہ اور جائیداد ہوتی تو وہ اسے اپنے نکاح میں صرف اس لیے لے لیتا کہ وہ اس کی جائیداد ہڑپ کرسکے اسے بسا اوقات شادی کی اجازت اس لیے بھی نہ دی جاتی کہ اس کے مرنے کے بعد جائیداد مل جائے گی غرض یہ کہ زمانہ جاہلیت میں عورت کو عضوِ معطل بنادیا گیا تھا اس کی عکاسی امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان سے ہوتی ہے۔

"وقال عمروالله ان کنا فی الجاهلیت مانعد للنساء امراحتی انزل الله تعالیٰ فیهن ماانزل وقسم لهن ماقسم"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: بخدا ہم جاہلیت میں خواتین کو کچھ بھی نہیں سمجھتے تھے یہاں تک کہ اللہ نے ان کے بارے میں احکام نازل فرمائے اور ان کے لیے حصہ مقرر کیا۔

صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب الایلاء واعتزال النساء۔۔۔

ہندوستان میں بیوہ کو شوہر کی چتا کے ساتھ جل کر راکھ ہوجانا پڑتا تھا اس کو شوہر کی وفات کے بعد زندہ رہنے کا کوئی حق نہ تھا ہندوستانیوں کے نزدیک عورت عیوب کا بنڈل تھی ان کا خیال تھا کہ جھوٹ بولنا، بغیر سوچے کام کرنا، فریب، حماقت، طمع، ناپاکی اور بے رحمی یہ عورت کے جبلّی عیب ہیں۔

یورپ کا ماضی بھی تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا یہاں بھی عورت بے حد مظلوم تھی والدین کو حق تھا کہ وہ بچیوں کو بیچ دیں۔ شادی کے بعد خاوند عورت کی میراث کا بھی وارث ہوتا تھا عورت کی ملکیت نہیں ہوتی تھی معاملات میں اختیار اور معاہدوں میں اپنی پسند عورت کی زندگی سے خارج تھی عورت نان ونفقہ کے لیے دعویٰ بھی دائر نہیں کرسکتی تھی مرد اسے اپنی میراث سے بھی محروم کردیتا تھا اور اس کی موت کے بعد خود وارث بن جاتا تھا۔

marfat.com

یونان صدیوں سے علم وحکمت کا گہوارہ رہا، وہاں جمہوریت نے آنکھیں کھولیں اور یونان میں ہی منطق وفلسفہ نے جنم لیا سقراط، بقراط، افلاطون اورارسطو جیسے مفکرین اور سکندرِاعظم جیسے فاتح پیدا ہوئے اس کے باوجود اس معاشرے میں بھی گھر کی مالکہ اور معاشرے کی نصف، عورت کواس کا مقام نہ دیا گیا عورت کی حالت اس مہذب معاشرے میں یہ تھی کہ جب عورت کا خاوند مرجاتا تو اس عورت کو باقی وراثت اور گھر کے سامان کی طرح کسی وارث کے حصے میں دے دیا جاتا۔ یونان کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ وہاں عورت فکروعمل کی آزادی سے بالکل محروم تھی کبھی وہ باپ کا حکم مانتی، کبھی وہ خاوند کی لونڈی اور کبھی ورثاء کی وراثت شمار ہوتی عورت کے بارے میں یہ ضرب المثل مشہور تھی کہ ''**آگ سے جل جانے اور سانپ کے ڈسنے کاعلاج ممکن ھے لیکن عورت کے شر کامداوامحال ھے۔**''

ایران بھی ماضی میں تمدن کا گہوارہ تھا ایران میں مفکر بھی آتے رہے ایرانی مفکرین کا خیال ہے کہ سارے فسادات کی اصل جڑ زن اور زمین ہے لہذا جہاں تک ہوسکے ان کے شر سے بچنا چاہیے اس کا بہترین حل یہ ہے کہ یہ دونوں چیزیں سب لوگوں میں مشترک قرار دے دی جائیں تاکہ ہر شخص استحقاق کی بناپر ان دونوں چیزوں سے مستفید ہوسکے۔

جدید یورپ اورعورت

جدید یورپ نے آزادی کے نام پر عورت کوایک جانور بنا دیا ہے جہاں نہ اخلاقی اقدار ہیں نہ مذہبی افکار۔بس عیاشی کاایک آلہ ہے جسے مغربی مرد اپنے انداز سے استعمال کر رہا ہے اور بے حیائی کے گہرے سمندر میں اسے یوں غرق کردیا ہے کہ اس میں باقی سب کچھ تو ہے مگر نسوانیت کی کوئی رعنائی باقی نہیں رہی مردوں کے کام بھی اس کے ذمے لگادیے ہیں فیکٹریوں، دکانوں اور کھیتوں کوعورتوں کے حوالے کردیا ہے کیونکہ وہ آزاد ہیں اور یہ آزادی کا ثمر ہے جو مرد حضرات نے اسے عطا کیا ہے یعنی جدید یورپ نے اسے جدید انداز سے مشین بنا کر نئی غلامی کا پٹہ اس کے گلے میں ڈال دیا ہے جدید دور کا یہ انداز قدیم جہالت کا بھونڈا احیاء ہے اور تہذیب کے نام پر آوارگی ہے۔

marfat.com

شادی کے بغیر عورت کا مستقبل

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جوڑے کی صورت میں بنایا ہے مرد اور عورت دونوں مل کر انسانیت کی تکمیل کرتے ہیں پھر زندگی کی نوعیت اس قسم کی ہے کہ اس ملاپ کا مستقل ہونا ضروری ہے اس مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ نے نکاح کا طریقہ مقرر کیا ہے نکاح ایک مرد اور عورت کو مستقل خاندانی تعلق میں جوڑتا ہے اس طرح دونوں ایک دوسرے سے جڑ کر خود اپنے تقاضوں کی تکمیل بھی کرتے ہیں اور معاشرے کے تقاضوں کی بھی، شادی کے ذریعے عورت کو زندگی کا ایک ایسا ساتھی ملتا ہے جو اس کا ہر لحاظ سے خیال رکھتا ہے اور اس کی ہر ضرورت پوری کرتا ہے اور عورت کو اپنی زندگی کا محافظ و نگران ملتا ہے رہبر و رہنما ملتا ہے جس سے عورت بالکل محفوظ ہو جاتی ہے اور اسے کسی قسم کی پریشانی اور خطرہ نہیں رہتا یہ معاشی ذمہ داریوں سے آزاد ہو جاتی ہے اس کا کھانا پینا اور لباس و رہائش اس کے خاوند کے ذمے ہوتے ہیں شادی سے عورت ایک محفوظ قلعے میں آجاتی ہے اور اس کو کسی قسم کا خطرہ نہیں رہتا اور اس کی تمام جسمانی، روحانی، جنسی، اخلاقی، معاشی، معاشرتی اور عائلی ضروریات اس قلعہ میں پوری ہو جاتی ہیں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو اس کو اس شادی کے قلعے میں میسر نہ ہو شادی کے بغیر عورت کا کوئی مستقبل نہیں ہے کیونکہ شادی کے بغیر اس کو ایسا ساتھی نہیں مل سکتا جو اس کے دکھ درد میں شریک ہو سکے کوئی ایسا محافظ نہیں ملتا جو اس کی ہر لحاظ سے حفاظت کر سکے اس کو کوئی ایسا حاکم نہیں ملتا جو اس کی تمام ضروریات اور اس کے تمام اخراجات کا بوجھ اٹھائے، بڑھاپے کے عالم میں کوئی ایسا نہیں ہوتا جو اس کا حال و احوال معلوم کرے اس کے ساتھ بات چیت کرے عالمِ شباب کے دوست بڑھاپے میں آکر ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔

گریٹا گاربو (Greta Garbo) ہالی وڈ کی مشہور ترین ایکٹریس تھی جوانی کے زمانے میں اس کی بڑی قدر و قیمت تھی اور اس کے بہت سے دوست تھے معاشرے میں لوگ اسے پسند کرتے تھے لیکن جب یہ بڑھاپے کو پہنچی اور فلمی دنیا میں اس کی کوئی قدر و قیمت نہ رہی تو اس کے تمام پرانے دوست اس کا ساتھ چھوڑ گئے کوئی بھی ایسا نہیں تھا جو اس کا درد دل معلوم کر سکے کوئی بھی اس کی خبر گیری کرنے والا نہیں تھا۔ ۱۸ ستمبر ۱۹۸۰ء کو اس نے جب اپنی پچھترویں

marfat.com

سالگرہ (Birth Day) تنہا منائی تو اس کے سوانح نگار نے اس سے پوچھا کہ کیا آپ کو اس بات پر افسوس ہے کہ آپ نے شادی نہیں کی جس کی وجہ سے آج آپ کی تنہائیوں کا کوئی ساتھی نہیں گریٹا گاربو نے غمگین لہجے میں جواب دیا:

"Not getting married was a mistake"

میرا خیال ہے کہ میرا شادی نہ کرنا ایک غلطی تھی۔

ہندوستان ٹائمز ۲۱ ستمبر ۱۹۸۰ء بحوالہ خواتین کی اسلامی زندگی کے سائنسی حقائق

marfat.com

فصل نمبر۲

ازدواجی بندھن

ازدواجی بندھن کامفہوم:

ازدواج کا مطلب ہے شادی، یعنی وہ رشتہ جو ایک مرد اور عورت کے درمیان شرعی معاہدہ کے طور پر، شرعی گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول کے ساتھ قائم ہوتا ہے اور ازدواجی بندھن سے یہ مراد ہے کہ مرد اور عورت کا نکاح کے ذریعے رشتہ ازدواج میں منسلک ہو جانا، چونکہ نکاح سے ایک مرد اور ایک عورت آپس میں بندھ جاتے ہیں اس لیے اس رشتے کو ازدواجی بندھن بھی کہا جاتا ہے۔

ازدواج کامفہوم:

شادی عورت اور مرد کے درمیان شرعی رشتے کا نام ہے جس کو نسل کی حفاظت اور اجتماعی نظم کے قیام کے لیے اختیار کیا جاتا ہے اور نظامِ ازدواج کے بارے میں اسلام ایک مکمل جامع شریعت ہے جو کہ اس کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہے شادی طبعی معاملات میں سے ہے کیونکہ اس کو شرعی بنیادوں پر قائم کرنا اس سے بہتر ہے کہ اسے ایسی بنیاد پر قائم کیا جائے جو کہ معاشرے کی تباہی اور اس کی خصوصیات کے ضیاع کا باعث ہے اللہ تعالیٰ نے شادی کو انسان کی بقاء اور اس کی زندگی کے استمرار کا واحد راستہ قرار دیا ہے اور یہ وہ بنیادی پتھر ہے جس پر کہ خاندان اور معاشرے کی مضبوط اور متوازن عمارت قائم ہوتی ہے اور اللہ کی حکمت کا تقاضہ یہ ہے کہ نسل اور نوع کی حفاظت مذکر و مؤنث کے درمیان اس رشتہ کی وجہ سے ہو اور رشتے کے بغیر نسل قائم نہیں رہ سکتی اور انسان اشرف المخلوقات ہے اس کو یہ زیادہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی نسل کی حفاظت کا زیادہ خیال کرے اور اس معاملے میں شریعتِ مطہرہ اس کی راہنمائی کرتی ہے اور وہ شادی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات میں اس کا واضح حکم دیا ہے۔

﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے

marfat.com

اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً﴾

الروم ۳۰:۲۱

تم سے ہی تمہارے لیے جوڑا پیدا کیا تا کہ تم ان کی طرف مائل ہو کر سکون حاصل کرو اور اس نے تمہارے درمیان مودت و رحمت پیدا کر دی۔

قرآنِ کریم نے اس آیتِ مبارکہ میں شادی کی نعمت کی طرف واضح اشارہ کیا ہے اور یہ وضاحت کی ہے کہ یہ رحمت اور مودت کی طرف دعوت دیتی ہے اور یہ محبت اور اتحاد کا سبب ہے اور " **لتسکنوا الیھا** "کا مطلب ہے کہ تمہیں اپنی بیوی سے سکون اور اطمینانِ قلب نصیب ہوگا۔

بحث اول منگنی اور اس کے احکام

زوجہ کا انتخاب

منگنی (Engagement)

منگنی کا مفہوم:

عورت کو نکاح کا پیغام اور دعوت دینا اور بات چیت کے بعد شادی کا عہد کرنا اور شادی کی بات پختہ کر لینا منگنی (Engagement) کہلاتا ہے منگنی شادی کرنے کا عہد ہوتا ہے جب ایک دفعہ کسی سے پختہ عہد کر لیا جائے تو پھر اس عہد کو توڑنا جائز نہیں اور نہ کسی کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ کسی کی منگنی پر نکاح کا پیغام دے۔

منگنی ازدواجی زندگی کی پہلی سیڑھی

منگنی (Engagement) ازدواجی زندگی کی پہلی سیڑھی (Step) ہے یہ پہلا قدم سوچ سمجھ کر اور دانش مندی سے اٹھانا چاہیے کیونکہ یہاں سے ہی ازدواجی زندگی کی بنیاد پڑتی ہے اور ازدواجی زندگی کی بنیاد منگنی ہی ہے اسی مرحلے میں لڑکی اور لڑکا ایک دوسرے کا انتخاب کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں اس مرحلہ میں جو انتخاب ہو جاتا ہے پھر اس انتخاب کو نکاح کے ذریعے رشتہ ازدواج میں منسلک کر دیا جاتا ہے ازدواجی زندگی کی کامیابی

marfat.com

کاانحصاراس پہلے قدم پر ہوتا ہے اس لیے ضروری ہے کہ یہ قدم بڑا سوچ سمجھ کر، چھان بین کر کے،لڑکے اورلڑکی کی پسند کو مدنظر رکھتے ہوئے ،لڑکے اورلڑکی کی ذہنی ہم آہنگی کودیکھتے ہوئے اٹھانا چاہیےاس میں کسی قسم کی جلد بازی اورعجلت سے کام نہیں لینا چاہیے کیونکہ یہ ان کی زندگی کی بنیاد ہےاوراس پرازدواجی زندگی کی عمارت تعمیر ہونی ہے اگر یہ بنیاد کمزوررہی یااس میں کسی قسم کی دراڑ پڑگئی یااس کامٹیریل ناقص ہواتواس کمزوربنیاد پرکھڑی ہونے والی عمارت کبھی پائیدارنہیں ہوسکتی اس کے گرنے کاہروقت اندیشہ رہے گاازدواجی زندگی کومضبوط اور پائیدار بنانے کے لیے ضروری ہے کہ اس کی بنیاد(منگنی) کومضبوط بنایاجائے۔

منگنی کومضبوط اور مستحکم بنانے کاانحصاراس کے دونوں عناصر یعنی لڑکے اورلڑکی پر ہے نہ کہ ان کے والدین پر، کیونکہ زندگی ان دونوں نے مل کرگزارنی ہے نہ کہ ان کے والدین نے، اس لیے ضروری ہے کہ منگنی کرتے وقت ان کی پسند،رجحان،مرضی اوردہنی ہم آہنگی کومدنظررکھا جائے اوران میں ہرلحاظ سے مناسبت پائی جائے،لڑکے اورلڑکی کی پسنداورمرضی کے خلاف ہرگز منگنی نہ کی جائے اورمنگنی کرتے وقت ان کی ذہنی ہم آہنگی اورمناسبت کولازماًمدِنظررکھاجائے۔

ازدواجی زندگی کا پہلا زینہ نیک خاوند اور نیک بیوی کا انتخاب

ازدواجی زندگی کاپہلہ زینہ یہ ہے کہ مرداپنے لیے ایک ایسی عورت کاانتخاب کرے جونیک، پاک باز،سلیقہ شعار،تعلیم یافتہ اورحسنِ اخلاق والی ہواورمردکوعورت کی صورت پرسیرت کوترجیح دینا چاہیے اورعورت کوایسے خاوند کاانتخاب کرنا چاہیے جودین پرعمل کرنے والا ہواور اخلاقِ حسنہ کامالک ہو۔تعلیم یافتہ ہوعقل منداورسمجھ دارہودوسرایہ کہ ایسا انتخاب ہونا چاہیے جس میں لڑکے اورلڑکی میں ذہنی ہم آہنگی اورمناسبت ہوسکے۔حدیثِ مبارکہ ہے کہ:

"اذا خطب الیکم من ترضون دینه و خلقه فزوجوه الا تفعلوا تکن فتنة فی الارض وفساد اعریض"

سنن ترمذی، کتاب النکاح، باب ماجاء فی من ترضون دینہ فزوجوہ

حضوراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایاجب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص نکاح کاپیغام بھیجے جس کے دین اوراخلاق سے تم راضی ہو،تواس سے نکاح کرادو!اگرتم ایسا نہ کروگے توزمین میں فتنہ اورلمباچوڑا فسادرونما ہوگا۔

marfat.com

"وعن ابی هريرة عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال و تنكح المراة لاربع لمالها ولحسبها ولجمالها ولدينها فاظفر بذات الدين تربت يداك"

صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب استحباب نکاح ذات الدین

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کسی عورت سے چار چیزوں کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے اس کے مال کی وجہ سے، اس کے حسب ونسب کی وجہ سے، اس کے حسن و جمال کی وجہ سے اور اس کے دین کی وجہ سے، لیکن دیکھو تم دین والی عورت سے نکاح کرنا، تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں۔

احادیثِ مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ عورت کا انتخاب کرتے وقت دین کو ترجیح دینی چاہیے یعنی ایسی عورت کو ترجیح دینا چاہیے جو نیک سیرتِ پاک باز اور دین سے رغبت رکھنے والی ہو۔ حسن و جمال، مال و دولت اور حسب ونسب کو بھی دیکھنا چاہیے لیکن ان سب پر دین کو ترجیح دینی چاہیے۔

منگیتر کو دیکھنا

منگنی کرنے سے پہلے عورت کو دیکھنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ ضرور دیکھ لینا چاہیے یہ عجیب بات ہے کہ جن کی شادی ہونی ہے اور جنھوں نے ایک دوسرے کا بستر بننا ہے اور جنہوں نے ایک ساتھ زندگی بسر کرنی ہے ان کا ایک دوسرے کو دیکھنا، بات چیت کرنا، ایک دوسرے کو پسند کرنا بہت معیوب تصور کیا جاتا ہے اور ان کو ایک دوسرے سے ملنے کی اجازت نہیں دی جاتی ان پر والدین کی پسند اور ناپسند مسلط کر دی جاتی ہے جو کہ اسلام کی تعلیمات کے بالکل خلاف ہے اسلام نے عورت اور مرد کو اپنی پسند کی شادی کرنے کی اجازت دی ہے جیسا کہ قرآنِ مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

﴿فَانْكِحُوْا مَاطَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ﴾ نکاح کرو ان عورتوں سے جو تمہیں پسند ہوں۔

النساء ۴:۳

اگر مرد کو عورت دیکھنے کی اجازت ہی نہ دی جائے تو وہ عورت کو پسند کیسے کرے گا جب تک مرد عورت سے ملے گا نہیں، اس سے بات چیت نہیں کرے گا، اس کو دیکھے گا نہیں تو مرد کی

marfat.com

پسنداورناپسندکاکس طرح پتہ چلے گااس لیے ضروری ہے کہ منگنی کے وقت مردکوعورت سے گفتگو کرنے اوراسے دیکھنے کاموقع دیاجائے تاکہ پتہ چلے کہ اس نے جس عورت کے ساتھ زندگی بسرکرنی ہےاسے یہ پسندبھی ہے یاکہ نہیں۔حضوراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منگنی سے پہلے عورت کودیکھنے کی تلقین کی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات سے پتہ چلتاہے کہ جب کوئی کسی عورت سے منگنی کرنے کاارادہ کرےتواس کے لیےاگرمنگیترکودیکھ لیناممکن ہوتوضرور دیکھ لے حضوراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافرمان ہے کہ ''تم میں سے اگرکوئی کسی عورت سے منگنی کرےتواسے دیکھ لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے بشرطیکہ منگنی کےارادے سے دیکھے۔خواہ اس کی منگیترکواس کاعلم نہ ہو۔''

سنن ابوداؤد، کتاب النکاح، باب فی الرجل ینظر المراۃ وھو یرید تزویجھا

''عن المغيرة بن شعبة انه خطب امراة فقال النبى صلى الله عليه وآله وسلم انظر اليها فانه احرىٰ ان يودم بينكما''

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک عورت سے منگنی کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایااسے دیکھ لوتمہاری باہمی محبت کوقائم رکھنے کے لیے یہ زیادہ مناسب ہے۔

جامع ترمذی، کتاب النکاح، باب ماجاء فی النظر الی المخطوبۃ

حدیثِ مبارکہ ہے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے حاضر ہوکرعرض کیا، میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیاہے۔حضوراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا''**ھل نظرت الیھا؟**''تم نے اسے دیکھ لیاہے؟اس شخص نے عرض کیا''**لا**''نہیں۔فرمایا''**فامرہ ان ینظر الیھا**'' جاؤدیکھ لو! کیونکہ انصارکی عورتوں میں کچھ ہوتاہےیعنی انصارکی عورتوں کی آنکھیں چھوٹی ہوتی ہیں۔

سنن النسائی، کتاب النکاح، باب اباحۃ النظر قبل التزویج

بلااجازت کسی منگنی پرمنگنی کرنے کی ممانعت

اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ کوئی آدمی کسی کی منگنی پرمنگنی کرے یاکسی کی منگنی پرمنگنی کاپیغام دے احادیثِ مبارکہ سے پتہ چلتاہے کہ حضوراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا کرنے سے بڑی سختی سے منع فرمایاہے کیونکہ اس سے ایک بھائی کے دل کوتکلیف اورحق تلفی

marfat.com

ہوتی ہے اسلام کسی کی حق تلفی اور کسی کو تکلیف دینے کی اجازت نہیں دیتا۔ حدیثِ مبارکہ ہے کہ:

"عقبه بن عامر رضی الله تعالیٰ عنه علیٰ المنبر یقول ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال المومن اخو المومن فلایحل للمومن ان یبتاع علی بیع اخیه ولایخطب علی خطبة اخیه حتیٰ یذر"

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مومن مومن کا بھائی ہے اور کسی مومن کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کی بیع پر بیع کرے یا اس کی منگنی پر منگنی کرے حتی کہ وہ اسے چھوڑ دے۔

صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم الخطبة علی خطبة ----

"عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال لایبع الرجل علیٰ بیع اخیه ولا یخطب علی خطبة اخیه الا ان یاذن له"

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور نہ کوئی شخص اپنے بھائی کی اجازت کے بغیر اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی کرے۔

صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم الخطبة علی خطبة اخیه حتیٰ یاذن اویترک

منگنی پر منگنی کرنے کے احکام

علامہ نووی:

علامہ نووی فرماتے ہیں کہ جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ جب منگنی کرنے والے کا پیغام صراحتاً منظور کرلیا جائے اور وہ اس رشتہ کو ترک نہ کرے تو اب کسی اور شخص کے لیے پیغام دینا جائز نہیں ہے اور اگر کسی شخص نے اس صورت میں پیغام دیا اور نکاح کرلیا تو گنہگار ہوگا لیکن نکاح صحیح ہے اور فسخ نہیں ہوگا۔

شرح نووی، ج ۱، ص ۴۵۴

داؤد ظاہری:

اس صورت میں نکاح فسخ ہو جائے گا۔ شرح نووی، ج ۱، ص ۴۵۴

marfat.com

امام مالک:

امام مالک سے اس سلسلے میں دو روایتیں ہیں بعض اصحابِ مالکیہ نے یہ کہا کہ دخول سے پہلے نکاح فسخ ہو جائے گا اور دخول کے بعد نکاح فسخ نہیں ہوگا۔

منگنی پر منگنی کرنے کی تحریم اس صورت میں ہے جب رشتہ منظور کرلیا گیا ہو اور اگر رشتہ یا پیغام منظور نہ کیا ہو تو منگنی پر منگنی جائز ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی روایت میں ہے کہ انہیں ابوجہم اور معاویہ دونوں نے نکاح کا پیغام دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر انکار نہیں کیا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حضرت اسامہ کے لیے ایک تیسرا پیغام دیا۔ شرح نووی، ج ۱، ص ۴۵۴

منگنی میں عجلت بازی کی ممانعت

ازدواجی زندگی کی سب سے مشکل اور اس بندھن کے کمزور پڑنے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ رفیقہ حیات یا شریکِ زندگی کے انتخاب میں بڑی عجلت اور جلد بازی سے کام لیا جاتا ہے اور کسی قسم کی چھان بین اور جستجو نہیں کی جاتی اکثر لڑکے اور لڑکیاں محض حسن کی چمک اور چہرے کی رنگت پر مسحور ہو جاتے ہیں اور نکاح کی ڈور میں ایک دوسرے کے ساتھ بندھ جاتے ہیں پھر انجام کار زندگی کی دوڑ میں سر کے بل گرتے ہیں اور بڑی بڑی تکالیف اٹھاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اسلام نے نیک، صالح، با اخلاق، دیندار، عفت شعار گھرانوں سے رشتہ کرنے پر زور دیا ہے۔

منگنی کے وقت زوجہ میں درج ذیل خصلتیں دیکھنی چاہئیں

۱۔ حسن واخلاق:

عورت کا خوش خلق ہونا بہت بڑی نعمت ہے جو شخص فارغ البال رہنے کا طالب اور دین پر مدد کا خواہاں ہو اس کے لیے خوش خلق عورت کا ہونا بہت بڑی غنیمت ہے کیونکہ اگر عورت زبان دراز اور نعمت کی ناشکری ہوگی تو نفع کی نسبت اس سے نقصان زیادہ ہوگا۔

۲۔ دین (Religion):

عورت نیک بخت، دین دار ہو یہ وصف تمام خوبیوں کا منبع و جڑ ہے اس وصف کا خیال

marfat.com

رکھنا بہت ضروری ہے کیونکہ اگر عورت اپنے دین، اپنی ذات اور شرم وحیاء کے معاملے میں ناقص اور ناپختہ ہوگی تو خاوند کے لیے پریشانی کا باعث بنے گی اس کی عزت کو پامال کرے گی۔

۳۔حسن وجمال (Beauty):

خوبصورتی ایک ایسا وصف ہے جو میاں بیوی میں پیار ومحبت اور الفت وچاہت کا سبب بنتا ہے اگر بیوی خوبصورت ہوتو خاوند برائی سے محفوظ رہتا ہے کیونکہ انسان کی یہ فطرت ہے کہ وہ خوبصورتی کو پسند کرتا ہے اگر انسان کی یہ فطری خواہش جائز طریقے سے گھر میں ہی اپنی بیوی سے پوری ہوجائے گی تو وہ باہر نہیں جائے گا اور برائی سے بچ جائے گا کیونکہ اگر بیوی بد صورت ہوگی تو مرد اس پر اکتفا نہیں کرے گا دوسرا یہ کہ صورت اور سیرت کا اچھا ہونا لازم وملزوم ہے جس کی صورت اچھی ہوگی اس کی سیرت بھی غالبًا اچھی ہوگی اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ صرف حسن وجمال کو ہی نہیں دیکھنا چاہیے حسنِ وجمال اس صورت میں قابلِ قبول ہونا چاہیے جب بیوی میں باقی خوبیاں بھی پائی جائیں جیسے حسنِ اخلاق، حسنِ سیرت اور دین کے ساتھ لگاؤ وغیرہ۔

۴۔کم مہر:

عورت میں ایک یہ خوبی بھی دیکھنی چاہیے کہ اس کا مہر کم ہوتا کہ مرد پر مالی بوجھ نہ پڑے مہر کم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مہر نہ اتنا زیادہ ہو کہ مرد کے لیے ادا کرنا مشکل ہوجائے اور نہ ہی اتنا کم ہو کہ عورت کے لیے اس کی کوئی حیثیت ہی نہ رہے مہر میاں بیوی کی مالی حیثیت اور ان کے معیار کے مطابق ہونا چاہیے۔

۵۔اولاد پیدا کرنے والی:

شادی کرنے سے پہلے اس چیز کا خیال بھی رکھنا چاہیے کہ عورت بانجھ نہ ہو ایسی عورت سے شادی کرنی چاہیے جس کے ہاں اولاد ہونے کی امید ہو شادی سے پہلے اس بات کا معلوم کرنا بے شک مشکل ہے لیکن اگر یہ چیز دیکھ لی جائے کہ عورت صحت مند ہو اس کے خاندان میں کسی کو کوئی موروثی مرض نہ ہو جب ان چیزوں کا خیال رکھا جائے گا تو غالبًا اس سے اولاد ہوگی۔

marfat.com

٦۔باکرہ (Maid):

باکرہ اس عورت کو کہتے ہیں جو کنواری ہو جس کی پہلے شادی نہ ہو چکی ہو۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا کہ:

"وعن جابربن عبدالله قال تزوجت امراة فاتيت النبى صلى الله عليه وآله وسلم فقال اتزوجت ياجابر فقلت نعم قال بكرا ام ثيبا فقلت لابل ثيبا فقال هلا جارية تلاعبها وتلاعبك"

جامع ترمذی، کتاب النکاح، باب ماجاء فی تزویج الابکار

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے! جابر تم نے باکرہ سے شادی کی ہے یا کہ ثیبہ سے؟ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا ثیبہ سے، تو اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا تو باکرہ سے شادی کرتا تا کہ وہ تجھ سے کھیلتی اور تو اس کے ساتھ کھیلتا۔

کنواری نے اس سے پہلے کسی مرد کو چکھا نہیں ہوتا اور نہ ہی کسی مرد کی طرف اس کی رغبت پہلے سے ہوتی ہے اس وجہ سے وہ خاوند کے ساتھ شدید محبت اور الفت کا اظہار کرتی ہے کیونکہ اس سے پہلے اس کو کسی کے ساتھ اس طرح انس ومحبت، پیار و دل لگی اور الفت و چاہت کا موقع نہیں ملا ہوتا جبکہ شادی شدہ عورت پہلے سب کچھ دیکھ چکی ہوتی ہے اور اس کا تجسس کسی حد تک کم ہو چکا ہوتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس کو پہلے خاوند کی بعض خوبیاں نئے خاوند سے زیادہ اچھی لگتی ہوں اور بعض چیزیں جو اس نے پہلے خاوند میں دیکھی تھیں اس خاوند میں نہ ملیں اور جو جنسی تسکین اس کو پہلے خاوند سے ملتی تھی ممکن ہے اس سے نہ ملے۔اس طرح اس عورت کو یہ خاوند اچھا نہیں لگے گا اور یہ بھی ممکن ہے کہ خاوند کے ذہن میں یہ چیز بھی آسکتی ہے کہ اس کو پہلے کسی اور نے بھی ہاتھ لگایا ہوا ہے یہ کسی کا بچھونا رہ چکی ہے تو اس سے میاں بیوی کے مابین وہ تعلق قائم نہ ہو سکے گا جو ایک کنواری عورت کے ساتھ شادی کرنے سے میاں بیوی کے مابین پیدا ہوتا ہے اور یہ چیز ازدواجی زندگی کی پائیداری کے لیے بڑی نقصان دہ ہے۔

marfat.com

۷۔اچھے حسب ونسب والی:

ازدواجی زندگی کو پائیدار بنانے والی ایک چیز عورت کا حسب ونسب بھی ہے عورت اچھے خاندان والی ہو جس میں اچھے اخلاق پائے جائیں اور جس کو معاشرے میں عزت اور مقام ومرتبہ حاصل ہو اگر عورت کا خاندان نیک سیرت، دیانت دار اور پڑھا لکھا (Educated) ہو گا تو ظاہر ہے کہ ایسے خاندان کی عورت بھی نیک سیرت، پاکباز، باشعور، مؤدب، پڑھی لکھی (Educated) اور حسنِ اخلاق والی ہوگی اگر عورت ان خوبیوں کی حامل ہوگی تو اپنے شوہر کے حقوق کا بھی خیال رکھے گی اور اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت بھی اچھے طریقے سے کر سکے گی۔

۸۔قریبی رشتہ داروں میں سے نہ ہو:

عورت قریبی رشتہ داروں میں سے ہونے کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ آدمی بار بار اس سے مل چکا ہوتا ہے جس سے اس کا تجسس ختم ہو جاتا ہے اور میاں بیوی کے مابین وہ ازدواجی تعلقات قائم نہیں ہو سکتے جو ہونے چاہیے تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے شہوت کم ہو جاتی ہے کیونکہ شہوت نظر اور لمس کی قوت سے اٹھتی ہے اور جو عورت ہر وقت یا اکثر سامنے رہے اس کو دیکھتے دیکھتے مرد کے لیے اس میں شہوت کم ہو جاتی ہے۔

درج ذیل خصلتوں والی عورتوں سے شادی کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے

کسی عرب کا قول ہے کہ چھ قسم کی عورتوں سے نکاح مت کرو۔

۱۔انانۃ: زیادہ رونے والی۔ جو ہر وقت کراہتی اور آہ آہ کرتی رہے اور ہر وقت اپنا سر پٹی سے باندھے رکھے یعنی جو عورت دائم المرض یا تکلفاً مریض ہی رہے اس کے نکاح میں کچھ برکت نہیں۔

۲۔حنانۃ: کسی اور کی طرف میلان رکھنے والی۔ حنانہ وہ عورت ہے جو اپنے پہلے شوہر پر یا اپنی اولاد پر جو پہلے شوہر سے ہو فریفتہ رہے تو ایسی عورت سے بھی اجتناب مناسب ہے۔

۳۔منانۃ: احسان جتلانے والی۔ منانہ اس کو کہتے ہیں جو خاوند پر اکثر احسان جتائے، کہ میں نے تیری خاطر یہ کیا اور وہ کیا۔

۴۔حداقۃ: حداقۃ ایسی عورت کو کہتے ہیں جو خاوند کو خریداری پر تنگ کرے، ہر طرف نظریں اٹھانے والی ہو، ہر چیز پر نظر ڈالتی رہے اور اس کی خواہش کرے۔

marfat.com

۵۔براقة :۔ چہرہ چمکانے والی۔ براقہ کے دو معنی ہیں ایک اہلِ حجاز کے موافق یعنی جو عورت دن بھر اپنے چہرے کے بناؤ سنگھار میں رہے تا کہ بناوٹ میں اس کے آب وتاب ہو جائے اور دوسرا معنی اہلِ یمن کے محاورے کے مطابق یعنی جو عورت کھانے پر روٹھے اور اکیلے ہی کھائے اور ہر چیز میں سے اپنا حصہ جدا کرے۔

۶۔شداقه :۔ منہ پھٹ، بکواس کرنے والی۔ شداقہ اس عورت کو کہتے ہیں جو ہر وقت بکتی رہے۔

حجۃ الاسلام امام غزالی بیان کرتے ہیں کہ سیاح ازدی نے اپنی سیاحت میں حضرت الہاس علیہ السلام کی زیارت کی آپ نے ازدی کو نکاح کے لیے ارشاد فرمایا اور مجرد رہنے سے ممانعت کی اور فرمایا کہ چار قسم کی عورتوں سے نکاح مت کرنا۔

۱۔اول طالبِ خلع سے کہ ہر وقت بلا سبب خلع کا مطالبہ کرے۔

۲۔دوم شیخی والی کہ دوسری عورتوں پر دنیا کے لوازم سے فخر کرے۔

۳۔تیسرے فاسقہ سے جو خفیہ آشنا رکھتی ہے اور اس بات میں مشہور ہو۔

۴۔ چوتھی زبردست کہ خاوند پر قول وفعل میں بڑھ چڑھ کر رہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ جو عادتیں مردوں میں بری ہیں وہ عادتیں عورتوں میں اچھی ہوتی ہیں اور وہ بخل، تکبر اور نامردی ہے۔اس لیے کہ اگر عورت بخیل ہوگی تو اپنا مال اور شوہر کا مال بچائے گی اور اگر متکبر ہوگی تو ہر شخص سے نرم اور فریفتہ کرنے والے کلام سے نفرت کرے گی اور جب نامرد ہوگی تو ہر چیز سے ڈرے گی اور اپنے گھر سے نہیں نکلے گی اور شوہر کے ڈر کے مارے تہمت کی جگہوں سے اجتناب کرے گی۔ احیاالعلوم، ج ۲، باب نکاح، فصل نمبر ۲

بحث دوم نکاح اور اس کے احکام

نکاح کا معنیٰ ومفہوم

نکاح کا لغوی معنیٰ :۱۔لسان العرب میں علامہ ابن منظور لکھتے ہیں کہ:

''اصل النکاح فی کلام العرب الوطء، وقیل للتزوج نکاح لانه سبب للوطء المباح''

لسان العرب، ۱۴۔۲۷۹

کلامِ عرب میں نکاح کا مطلب ''وطی'' یعنی عملِ ازدواج ہے اور تزوج کو یعنی شادی کو بھی نکاح اس لیے کہتے ہیں کہ وہ عملِ ازدواج کا سبب ہے۔

marfat.com

۲۔المنجد میں نکاح کا لغوی معنیٰ یہ ہے کہ

"المراۃ تزوجھا"

المنجد ،ص۔۸۳۶

عورت کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہونا۔

۳۔کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعہ میں ہے کہ

"ھو الوطء والضم یقال تناکحت الاشجار اذا تمایلت وانضم بعضھا الی بعض"

کتاب الفقہ علی مذاھب الاربعہ ۴:۱

نکاح کا لغوی معنیٰ وطی اور باہم ملنے کے ہیں۔ چنانچہ درخت کی شاخیں جب ایک دوسرے سے مل جائیں اور وہ باہم پیوست ہو جائیں تو کہا جاتا ہے کہ درختوں کا ہجوم ہو گیا یا درخت گڈمڈ ہو گئے۔

نکاح کا اصطلاحی معنیٰ: ۱۔فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ

"فھو عقد یرد علی ملك المتعة قصدا" عالمگیری ۱:۲۶۷

شرح میں نکاح ایسے عقد کو کہتے ہیں جو قصداً ملک متعہ یعنی نفع اٹھانے پر وارد ہوتا ہے۔

۲۔منہاج الفتاویٰ میں ہے کہ:

نکاح سے مراد یہ بھی ہے جس میں ایک شخص بلا شرکت غیرے ایک عورت کے تمام جسم بشمول عضوِ مخصوص سے لطف اندوز ہونے کا مالک ہو۔ منہاج الفتاویٰ ۳:۳۰

۳۔فقہ اسلامی کے مطابق عورت سے تمتع حاصل کرنے کا حق حاصل کر لینا نکاح کہلاتا ہے۔

منہاج الفتاویٰ ۳:۳۰

نکاح کی فضیلت

امام غزالی فرماتے ہیں کہ نکاح کی فضیلت میں علماء کا اختلاف ہے بعض علماء نے نکاح کی فضیلت میں مبالغہ کیا اور کہا کہ تنہائی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے سے نکاح افضل ہے اور بعض دوسرے علماء نے کہا کہ نکاح میں فضیلت ہے لیکن عبادتِ الٰہی سے افضل نہیں ہے اور نفلی عبادات نکاح سے افضل ہیں تاوقتیکہ خواہشاتِ نفسانیہ اتنی بڑھ جائیں جس سے گناہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو۔

احیاء العلوم الدین ۲:۴۰

marfat.com

قرآن وحدیث کی روشنی میں نکاح کی فضیلت

قرآن مجید کی روشنی میں نکاح کی فضیلت

ا۔اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں نکاح کی فضیلت کو بیان کرتے ہوئے ارشادفرماتے ہیں کہ:

﴿فَانْكِحُوْامَاطَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ﴾ تم نکاح میں لاؤ جوعورتیں تمہیں پسند آئیں دو دواور تین تین اور چار چار۔

النساء ۴:۳

۲۔﴿وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ﴾ اور نکاح کر دو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہوں اوراپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا۔

النور ۲۴:۳۲

۳۔﴿فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ﴾ تواے عورتوں کے والیو! انہیں نہ روکو اس سے کہ اپنے شوہروں سے نکاح کرلیں جبکہ آپس میں موافقِ شرع رضامند ہوجائیں۔

البقرة ۲:۲۳۲

۴۔﴿فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ توان سے نکاح کروان کے مالکوں کی اجازت سے، حسبِ دستور مہران کودو۔

النساء ۴:۲۵

۵۔﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً .....﴾ ہم نے آپ سے پہلے بھی رسول بھیجے اور ان کے لیے ازدواج اوراولاد کے رشتے قائم کیے۔

الرعد ۱۳:۳۸

۶۔﴿وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ﴾ جولوگ یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں ایسی بیویاں اوراولاد عطا فرما جو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں۔

الفرقان ۲۵:۷۴

marfat.com

احادیثِ مبارکہ کی روشنی مین نکاح کی فضیلت

ا۔نکاح سنت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

"عن عائشة:النكاح من سنتي فمن لم يعمل بسنتي فليس مني"

سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب ماجاء فی فضل النکاح

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نکاح میری سنت ہے جس نے میری سنت پر عمل نہ کیا وہ مجھ میں سے نہیں۔

۲۔نصف دین کی حفاظت

"عن انس قال قال رسول صلى الله عليه وآله وسلم اذاتزوج العبد فقد استكمل نصف الدين فليتق الله في النصف الباقي"

مشکواۃ ،ص:۔ ۲۶۸

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی بندہ نکاح کرلیتا ہے تو اپنے نصف دین کو بچالیتا ہے اور باقی نصف (بچانے) کے لیے اللہ سے ڈرے۔

۳۔فتنہ فساد سے بچاؤ

"عن ابي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذا خطب اليكم من ترضون دينه و خلقه فزوجوه الا تفعلوا تكن فتنه في الارض وفساد عريض"

جامع ترمذی، کتاب النکاح، باب ماجاء فی من ترضون دینہ

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص نکاح کا پیغام بھیجے جس کے دین اور اخلاق سے تم راضی ہو، تو اس سے نکاح کرادو! اگر تم ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور لمبا چوڑا فساد رونما ہوگا۔

۴۔گناہوں سے بچاؤ کا سبب

"عن عبدالله بن مسعود قال خرجنامع رسول الله صلى الله عليه

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ نکلے

marfat.com

وآله وسلم ونحن شباب لانقدر علیٰ شیء، فقال یامعشر الشباب علیکم بالباءۃ فانه اغض للبصر واحصن للفرج فمن لم یستطع منکم الباءۃ فعلیه بالصوم فان الصوم له وجاء "

جامع ترمذی، باب النکاح، باب ماجاء فی فضل التزویج والحث علیه

اس وقت ہم جوان تھے ہمارے پاس مال ومتاع کچھ نہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے نوجوانو! نکاح کرو کیونکہ یہ نگاہ اور شرمگاہ کو زیادہ محفوظ رکھتا ہے جو نکاح کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ روزے رکھے کیونکہ روزے اس کی شہوت کو کم کردیتے ہیں۔

۵۔طاہر مطاہر رہنے کا ذریعہ

"عن انس قال قال رسول صلی الله علیه وآله وسلم من اراد ان یلقی الله طاهراً مطهراً فلیتزوج الحرائر"

سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب تزیج الحرائر والولود

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص یہ ارادہ رکھتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ وہ طاہر مطاہر ہو تو پس وہ آزاد عورتوں سے شادی کرلے۔

۶۔دنیا کا بہترین متاع

"عن عبدالله بن عمرو قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم الدنیا متاع وخیر متاع الدنیا المراۃ الصالحة"

صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب خیر متاع الدنیا المراۃ صالحہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دنیا ساری کی ساری مال ہے اور اس کا بہترین مال نیک عورت ہے۔

۷۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فخر کا سبب

"تزوجوا الودود الولود فانی مکاثر بکم الامم"

سنن ابوداؤد، کتاب النکاح، باب النھی عن تزویج من لم یلد من النساء

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شادی کرو زیادہ چاہنے والی اور زیادہ بچے دینے والی عورتوں سے، میں تمہاری کثرت پر باقی امتوں پر فخر کروں گا۔

marfat.com

۸۔صدقہ جاریہ

"اذامات الانسان انقطع عمله الا من ثلاث صدقة جارية وعلم ينتفع به وولد صالح يدعوله"

جامع ترمذی، کتاب الاحکام، باب فی الوقف

جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہوجاتے ہیں البتہ تین اعمال منقطع نہیں ہوتے ایک صدقہ جاریہ، دوسرا وہ علم جس سے فائدہ حاصل کیا جائے، تیسرا نیک اولاد کی دعا۔

۹۔ سنتِ انبیاء

"عن ابی ایوب قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اربع من سنن المرسلین الحیاء والتعطر والسواك والنكاح "

سنن ترمذی، کتاب النکاح، باب ماجاء فی فضل التزویج والحث علیہ

حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چار چیزیں سنتِ انبیاء سے ہیں۔ حیاء کرنا، عطر لگانا، مسواک کرنا اور نکاح کرنا۔

ترکِ نکاح کی ممانعت

اسلام نے انسان کو یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ اگر نکاح کرنے پر ہر حوالے سے قادر ہو اور اس کے باوجود وہ نکاح نہ کرے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ:

"عن سعیدبن المسیب ان سعدبن ابی وقاص قال رد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم علی عثمان بن مظعون التبتل ولواذن له لاختصینا "

جامع ترمذی، کتاب النکاح، باب ماجاء فی النہی عن التبتل

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعونؓ کی ترکِ نکاح کی درخواست رد فرمادی اور اگر آپ انہیں اجازت دے دیتے تو ہم سب خصی ہوجاتے۔

اقوالِ صحابہؓ

امام غزالی احیاء علوم الدین میں بیان کرتے ہیں:۔

حضرت عمرؓ کا فرمان: نکاح نہ کرنے کی دو وجہیں ہیں عجز یا گناہ۔

marfat.com

حضرت ابنِ عباسؓ کا فرمان: جب تک انسان شادی نہ کرے اس کی عبادت مکمل نہیں ہوتی۔ حضرت ابنِ عباس کا ارادہ یہ تھا کہ انسان شادی کے بغیر وساوسِ شہوانیہ سے محفوظ نہیں رہتا اور جب تک وساوسِ شہوانی سے دل محفوظ نہیں ہوگا خضوع وخشوع سے عبادت نہیں کر سکے گا۔

حضرت ابنِ مسعودؓ کا فرمان: اگر میری عمر میں دس روز بھی باقی ہوں گے تو میں نکاح کرنا پسند کروں گا کیونکہ میں یہ نہیں چاہتا کہ میں اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کروں کہ میں غیر شادی شدہ ہوں۔ احیاء العلوم الدین ۲:۴۲

نکاح کی شرعی حیثیت

۱۔واجب: ایسے شخص کے لیے شادی کرنا واجب ہے جو غلبہ شہوت کی حالت میں ہو کہ اس کے لیے صبر کرنا ممکن نہ ہو یہ کہ وہ نان ونفقہ اور حق مہر ادا کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو۔

۲۔حرام: ایسے شخص کے لیے شادی کرنا حرام ہے جسے گناہ میں پڑ جانے کا ڈر تو نہ ہو لیکن رزقِ حلال کے ساتھ بیوی کا خرچہ نہ چلا سکتا ہو یا اس سے مباشرت کے لائق نہ ہو اگر دونوں صورتوں میں عورت راضی ہو تو پھر شادی کر سکتا ہے۔

۳۔سنتِ موکدہ: نکاح اس صورت میں سنتِ موکدہ ہو جاتا ہے جب کوئی شخص نکاح کی خواہش رکھتا ہو لیکن یہ خواہش معتدل ہو اتنی شدید نہ ہو کہ وہ شادی کے بغیر گناہ کا مرتکب ہو جائے گا۔

۴۔مباح: نکاح اس شخص کے لیے مباح ہے جسے نکاح کی خواہش نہ ہو جیسے عمر رسیدہ شخص وغیرہ۔

۵۔مکروہ: اس صورت میں شادی مکروہ ہے جبکہ وہ شادی کارِ ثواب کی انجام دہی سے باز رکھے۔

۶۔مستحب: اگر کوئی نکاح کا خواہش مند تو ہو لیکن یہ اندیشہ نہ ہو کہ وہ گناہ میں ملوث ہو جائے گا تو شادی کر لینا مستحب ہے بشرطیکہ وہ شادی کا بوجھ برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

marfat.com

نکاح کے ارکان وشرائط

نکاح کے ارکان: نکاح کے دو ارکان ہیں ان کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا۔

۱۔ایجاب ۲۔قبول

فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ میں ہے۔

"النکاح ینعقد بالایجاب والقبول" ترجمہ: نکاح ایجاب و قبول سے منعقد ہوتا ہے۔

ہدایہ اولین کتاب النکاح

"النکاح ینعقد بالایجاب و القبول بلفظین یعبر بھما عن الماضی او یعبر باحدھما عن الماضی و الآخر عن المستقبل مثل ان یقول زوجنی فیقول زوجتک"

قدوری، ج ۱، کتاب النکاح

نکاح منعقد ہو جاتا ہے ایجاب وقبول کے دو ایسے لفظوں سے جن سے تعبیر کیا جائے ماضی یا تعبیر کیا جائے ان میں سے ایک سے ماضی کو اور دوسرے سے مستقبل کو مثلاً یوں کہے تو مجھ سے نکاح کر لے اور مرد کہے میں نے تجھ سے نکاح کر لیا۔

۱۔ایجاب: ایجاب وہ کلام ہے جو پہلے بولا جاتا ہے چاہے وہ مرد کی طرف سے ہو یا عورت کی طرف سے مثلاً مرد عورت سے یا عورت مرد سے یہ کہے کہ میں تجھ سے نکاح کرتا ہوں یا کرتی ہوں۔

۲۔قبول: پہلے (ایجاب) کے جواب کو قبول کہتے ہیں اس کے جواب میں عورت مرد کو یا مرد عورت کو کہے میں نے قبول کیا۔

نکاح کی شرائط: نکاح کی تین شرائط ہیں جن کا نکاح سے پہلے پایا جانا ضروری ہے۔

۱۔عاقل ہونا: نکاح کے لیے عقل کا ہونا ضروری ہے مجنون یا ناسمجھ بچے نے نکاح کیا تو نکاح منعقد نہیں ہوگا کیونکہ عقل اہلیت تعریف کی شرائط سے ہے۔

۲۔بالغ ہونا: بالغ ہونا نفاذ نکاح کے لیے شرط ہے انعقاد نکاح کی نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نے بالغ ہونے سے پہلے نکاح کر لیا تو نکاح تو ہو جائے گا لیکن نکاح کا نفاذ نہیں ہوگا۔

۳۔گواہ ہونا: نکاح یعنی ایجاب وقبول کے لیے ضروری ہے کہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہ ہوں گواہ آزاد، عاقل، بالغ اور مسلمان ہوں اور سب نے ایک ساتھ نکاح کے الفاظ سنے

marfat.com

ہوں بچوں، پاگلوں کی گواہی قابل قبول نہیں ہے اور نہ ہی غلام کی۔ مسلمان مرد عورت کا نکاح کافر کی شہادت سے نہیں ہوسکتا قدوری میں ہے کہ

"ولا ینعقد نکاح المسلمین الا بحضور شاھدین حرین بالغین عاقلین مسلمین او رجل و امراتین" مسلمانوں کا نکاح منعقد نہیں ہوتا مگر دو آزاد بالغ عاقل مسلمان گواہوں کی موجودگی میں یا ایک مرد دو عورتوں کی موجودگی میں۔

قدوری، ج:۲، کتاب النکاح

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:

"عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال البغایا اللاتی ینکحن انفسھن بغیر بینۃ"

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا گواہوں کے بغیر نکاح کرنے والی عورتیں زانیہ ہیں۔

جامع ترمذی، کتاب النکاح، باب ماجاء لانکاح الابینۃ

عقدِ نکاح کے آداب

حجۃ الاسلام امام غزالیؒ عقدِ نکاح کے آداب میں لکھتے ہیں کہ

☆عقدِ نکاح کا پہلا ادب یہ ہے کہ عورت کے ولی کو پہلے نکاح کا پیغام دیا جائے لیکن اگر عورت عدت میں ہو تو پیغام نہیں دینا چاہیے بلکہ ایسی صورت میں عدت گزرنے کے بعد پیغام دینا چاہیے۔

☆ عقدِ نکاح کا دوسرا ادب یہ ہے کہ نکاح سے پہلے خطبہ ہو اور ایجاب وقبول کے ساتھ حمد ونعت ہو مثلاً ولی عقد یوں سے کہے کہ الحمد للہ والصلوٰۃ علی رسول اللہ میں نے اپنی فلاں لڑکی کا نکاح تجھ سے کیا اور شوہر کہے کہ الحمد للہ والصلوٰۃ علی رسول اللہ میں نے اس کا نکاح اس مہر کے عوض قبول کیا اور مہر معین اور تھوڑا ہونا چاہیے اور حمد ونعت خطبہ کے پیشتر بھی مستحب ہے۔

☆ تیسرا یہ کہ شوہر کا حال منکوحہ کے گوش گزار کر دینا چاہیے اگر چہ کنواری ہو کیونکہ یہ امر موافقت اور آپس کی الفت کے لیے زیادہ مناسب ہے اور نکاح سے پیشتر زوجہ کو دیکھ لینا بھی مستحب ہے۔

☆ چوتھا ادب یہ ہے کہ نکاح میں دو گواہوں کے علاوہ کچھ نیک بندے بھی نکاح میں اکٹھے کرنے چاہئیں۔

marfat.com

☆ پانچواں ادب یہ ہے کہ نکاح اس نیت سے کرے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ کی بجا آوری ہو اور یہ کہ نگاہ کا نیچے رکھنا اور اولاد کا حصول ہو صرف خواہشِ نفس ہی نہ ہو۔
☆ چھٹا یہ کہ نکاح مسجد میں اور ماہِ شوال میں کرنا مستحب ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے نکاح بھی شوال میں کیا اور ہمبستر بھی ماہِ شوال میں ہوئے۔

احیاالعلوم، ج ۲، باب نکاح، فصل نمبر ۲

نکاح کا اعلان کرنا

شادی پر دف اور ڈھول وغیرہ بجانا اور گانے گانا

شادی خوشی کا موقع ہوتا ہے اس خوشی کے موقع پر بعض لوگ کم علمی کی وجہ سے ڈھول وغیرہ بجانے اور گانا گانے کو قطعی حرام تصور کرتے ہیں اور خاموشی کے ساتھ شادی کرنا جس میں نہ ڈھول ہو اور نہ گانے کی آواز ہو، نیکی، پرہیز گاری سمجھتے ہیں حالانکہ نیکی و پرہیز گاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ماننے میں ہے نہ کہ ترک کرنے میں ہے۔ خوشی کے موقع پر دف بجانا اور گانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے شادی پر دف بجانے اور گانے کی حکمت یہ ہے کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ فلاں لڑکے کی فلاں لڑکی سے شادی ہوگئی ہے بعد میں لوگ انہیں ایک ساتھ دیکھ کر کسی قسم کا اعتراض نہ کریں دوسری حکمت یہ ہے کہ خوشی کے موقع پر دوست واحباب، رشتہ دار اور عزیز واقارب اظہارِ مسرت بھی کرلیں کیونکہ یہ فطری تقاضہ ہے خوشی کے موقع پر لطف اندوز ہونا، Enjoy کرنا فطری امر ہے انسان خوشی کے موقع پر خوشی کا اظہار کرتا ہے لیکن اس میں ایک چیز کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ حدود اللہ کو کراس نہ کیا جائے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا اِنَّه لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ﴾ اور کھاؤ پیو اور حد سے نہ بڑھو! بے شک وہ (اللہ) حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ الاعراف ۷:۳۱

اسلام ہر کام میں میانہ روی کی تلقین کرتا ہے ان کاموں میں بھی میانہ روی کی ضرورت ہے آج کل لوگ ان کاموں میں یا تو بہت مبالغہ سے کام لیتے ہیں اور فضول خرچی کی حد تک پہنچ جاتے ہیں یا پھر بالکل ان کاموں کی طرف توجہ ہی نہیں دیتے اور ان کو حرام تصور کرتے ہیں لہذا مناسب حد تک ہی شادی پر ڈھول بجانا، گانے گانا اور چراغاں (Lighting) وغیرہ کرنا جائز ہے جس میں اسراف اور فضول خرچی نہ ہو۔ اس میں ایک چیز واضح ہے کہ شادی کے

marfat.com

موقع پر ایسا کوئی کام جائز نہیں جس میں فضول خرچی ،لہو ولعب،فحاشی وعریانی کا عنصر پایا جاتا ہو۔گانے میں احتیاط کی بہت ضرورت ہے گانے کی اجازت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ فحاشی عریانی والے ،جذبات کوابھارنے والے انڈین،انگلش گانے شروع کر دیں بلکہ گانوں ، غزلوں کا مواد اچھا ہونا چاہیے جن سے آدمی کچھ سبق حاصل کر سکے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:

"عن محمد بن حاطب الجمحی قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فصل مابین الحلال والحرام الدف والصوت"

حضرت محمد بن جمحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حلال اور حرام کے درمیان دف اور تشہیر سے فرق ہے۔

جامع ترمذی، کتاب النکاح، باب ماجاء فی اعلان النکاح

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنهاقالت قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اعلنوا هذا النکاح واجعلوه فی المساجد واضربوا علیه بالدفوف"

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نکاح کی تشہیر کرو، مسجدوں میں نکاح کرواوران مواقع پر دف بجایا کرو۔

جامع ترمذی، کتاب النکاح، باب ماجاء فی اعلان النکاح

حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میری شبِ زفاف کی صبح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور میرے بستر پر بیٹھے جہاں (اے خالد بن ذکوان!) تم بیٹھے ہو ہمارے خاندان کی لڑکیاں دف بجارہی تھیں اور جنگِ بدر میں شہید ہونے والے میرے باپ دادا کی تعریف کر رہی تھیں یہاں تک کہ ان میں سے ایک نے کہا "ہم میں سے ایسے نبی بھی ہیں جو کل ہونے والی بات کو بھی جانتے ہیں" نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس بات سے خاموش رہو اور وہی کلمات کہو جو پہلے کہتی تھیں۔

جامع ترمذی، کتاب النکاح، باب ماجاء فی اعلان النکاح

marfat.com

حضرت عامر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک شادی کے موقع پر قرضہ بن کرعب اور ابو مسعود الانصاری کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھتا کیا ہوں کہ لڑکیاں گارہی ہیں میں نے کہا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھیو! اور بدر کے مجاہدو! تمہارے پاس یہ سب کچھ ہورہا ہے انھوں نے کہا چاہو تو ہمارے پاس بیٹھ کر سنو! اور چاہو تو تشریف لے جاؤ! ہمیں شادی بیاہ میں کھیل کود کی اجازت دی گئی ہے۔

سنن نسائی، کتاب النکاح، باب اللھو والغناء عند العروس

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے ہاں تشریف لائے، آپؓ کے پاس عید کے دنوں دو لڑکیاں گارہی تھیں دف بجارہی تھیں اور پاؤں ماررہی تھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کپڑے میں لیٹے ہوئے تھے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو جھڑکا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چہرہ اقدس سے کپڑا ہٹایا فرمایا ابو بکر ان کو چھوڑ دے، یہ عید کے دن ہیں یہ منیٰ میں قیام کے دن تھے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا مجھے پردے میں کرتے تھے اور میں مسجد میں کھیلتے ہوئے حبشیوں کو دیکھتی تھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو ڈانٹا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انہیں امن سے چھوڑ دے۔

جامع ترمذی، کتاب النکاح، باب مایقال للمتزوج

نکاح کرنے والے کو مبارک باد دینا اور اس کے لیے دعا کرنا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا کہ جب کسی کا نکاح ہوتا تو اس کو ملتے اور نکاح کی مبارک باد دیتے اور ان کے لیے بھلائی اور برکت کی دعا کرتے حدیثِ مبارکہ ہے کہ:

"عن ابی هريرة ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم کان اذا رفاء الانسان اذا تزوج قال بارك الله و بارك عليك وجمع بينكمافی خير"

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب کوئی نکاح کرتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو مبارک باد دیتے ہوئے اس کے لیے یوں دعا فرماتے، اللہ تعالیٰ مبارک کرے تمہیں برکت دے اور تم دونوں کو بھلائی میں جمع کرے۔

جامع ترمذی، کتاب النکاح، باب مایقال للمتزوج

marfat.com

ٹیلی فون اور انٹرنیٹ کے ذریعے نکاح

نکاح منعقد ہونے کے لیے ضروری ہے کہ نکاح کی تمام شرائط پوری ہوں نکاح کی شرائط میں سے اگر ایک بھی رہ جائے تو نکاح منعقد نہیں ہوتا چونکہ ٹیلی فون پر نکاح کرنے سے نکاح کی شرائط پوری نہیں ہوتیں اس لیے ٹیلی فون پر نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ نکاح کے لیے یہ شرط ہے کہ دو مسلمان گواہوں کے سامنے مجلسِ نکاح میں ایجاب وقبول کیا جائے جبکہ ٹیلی فون پر نکاح کیا جارہا ہو تو اس کا یہ قبول کرنا مجلس میں موجود دو گواہوں کے سامنے نہیں ہے، اور شرعاً اور قانوناً لڑکے کے قبول کرنے کی گواہی نہیں ہوسکتی اس لیے ٹیلی فون پر نکاح منعقد نہیں ہوسکتا۔

شرح صحیح مسلم، جلد ۳، ص ۸۲۹

لڑکا ایک ملک میں اور لڑکی دوسرے ملک میں ہو تو نکاح کی صورت

لڑکا اور لڑکی دو مختلف ملکوں میں مثلاً لڑکا انگلینڈ میں اور لڑکی پاکستان میں ہو اور ان کا ایک ملک میں اکٹھے ہونا ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں ان کا نکاح کرنے کے لیے ضروری ہے کہ لڑکا، پاکستان میں جہاں لڑکی ہے خط یا ٹیلی فون کے ذریعے اپنا وکیل مقرر کرے اور وکیل لڑکے کی طرف سے ایجاب وقبول کرلے یہ ایجاب وقبول حسبِ دستور دو گواہوں کے سامنے مجلسِ نکاح میں ہو اس طرح نکاح منعقد ہو جائے گا اور لڑکی کو لڑکے کے پاس بھیجا جاسکتا ہے۔

شرح صحیح مسلم، جلد ۳، ص ۸۲۹

جہیز (Dowry)

جہیز والدین کی محبت کی نشانی اور جدائی کی حالت میں ماں باپ کی قربت کا احساس دلانے والا ایک تحفہ تھا لیکن آج کے دور میں جہیز تحفہ کی بجائے داماد کی قیمت بن چکا ہے لوگ جہیز کی قیمت میں بیٹی کے لیے داماد خریدتے ہیں کیونکہ داماد کی طرف سے یہ شرط ہوتی ہے کہ اتنا جہیز دو گے تو تمہاری بیٹی سے شادی کروں گا۔ جہیز نہ ہونے کی وجہ سے لوگ غریب گھرانوں میں شادی نہیں کرتے غریب گھرانوں کی لڑکیاں جہیز نہ ہونے کی وجہ سے شادی سے محروم رہ جاتی ہیں۔

marfat.com

جہیز کی حرص سنگین سماجی برائی

نکاح نبیوں کی سنت ،اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ عمل ،بقائے نسلِ انسانی اور استحکامِ معاشرہ کا بڑا ذریعہ ہے خاندانی نظام کے تسلسل کو برقرار رکھنے کے لیے نکاح ایک ضمانت کا درجہ رکھتا ہے سوسائٹی کو جنسی آوارگی اور اخلاقی فساد و بگاڑ سے محفوظ رکھنے کا مؤثر اور آسان راستہ ہے جس قوم یا معاشرے میں نکاح کا عمل مشکل بنا دیا جاتا ہے وہاں زنا کو فروغ حاصل ہوتا ہے اور زنا تمدنِ انسانی کے انہدام اور بربادی کا سبب بنتا ہے نگاہوں اور دلوں کی پاکیزگی اس سے دور ہو جاتی ہے۔

اسلام کی تعلیم ہے کہ نکاح کے عمل کو سادہ سہل اور مؤثر بنایا جائے وہ تمام رسمیں اور روایات اسلام کے منافی ہیں جن سے ازدواجی رشتوں کا قیام اور استحکام ممکن نہ رہے ۔آج ہمارے ہاں جہیز کی رسم اور عربوں کے ہاں مہر کے غیر معقولانہ اور بے رحم تقاضوں نے والدین کے لیے اولاد کی شادی کو زندگی کا سب سے کٹھن اور پریشان کن مسئلہ بنا دیا ہے۔ یہود اور ہنود نے اسلام اور مسلم معاشرے کی جڑیں کھوکھلی کرنے کے لیے بڑی مکاری اور حکمت عملی کے ساتھ جن لعنتوں کو ہمارے معاشرے کا رواج بنا دیا ہے ان میں برصغیر میں سب سے بڑی لعنت مطالبہ جہیز ہے آج شادی کی شرائط میں لڑکی کے اوصاف اور اخلاق کی بجائے اس سامان کو دیکھا اور پوچھا جاتا ہے جو اسے والدین کی طرف سے جہیز میں ملنا ہوتا ہے بیوی کے اندر جوہرِ وفا، حیاء، پاکیزگی، سلیقہ شعاری اور سیرت و کردار کی کسی کو جستجو نہیں ہوتی۔ مطالبہ محاسن میں ایک ہی خوبی کا تقاضہ ہوتا ہے کہ لڑکی زیادہ سے زیادہ جہیز لائے۔ اس قبیح رجحان اور روایات کا اسلام کی تعلیمات سے کوئی تعلق نہیں ہے اسلام بیویوں میں جس جوہر کی تلاش کی تعلیم دیتا ہے ان میں دین ،اخلاق، شرم وحیا اور ازدواجی اہلیت وقابلیت بنیادی جوہر ہیں قرآن وحدیث سے ایک معیاری، مثالی اور باعثِ راحت وسکون بیوی کی جو خصوصیات ہمارے سامنے آتی ہیں ان میں مال کو کہیں بھی شرط نہیں بنایا گیا۔

جہیز کے بارے میں پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا موقف

''میں سمجھتا ہوں کہ جہیز کی رسم جس حد کو پہنچ چکی ہے وہ میرے نزدیک معاشرے کی لعنتوں میں سے ایک بہت بڑی لعنت ہے اور بہت سے گھرانے صرف بیٹیوں کو ایک حد تک

marfat.com

جہیز دینے کے لیے تباہ ہوگئے ہیں۔قرض کے بوجھ تلے دب رہے ہیں اور ہزاروں گھرانوں کی بیٹیاں شادی کی عمر کو پہنچ کر بغیر شادی کے اپنے گھروں میں محض اس لیے بیٹھی ہیں کہ ان کے والدین کے پاس جہیز دینے کے لیے سرمایہ نہیں ہے اور بہت سے گھرانے غریب گھر کی بیٹی کا رشتہ محض اس وجہ سے لینے کے لیے تیار نہیں ہوتے کہ وہ ان کی حسبِ منشاء جہیز نہیں دے سکتے چنانچہ جہیز کی یہ نہج معاشرتی برائی اور بُری رسم بلکہ ظالمانہ رسم کی شکل اختیار کر چکی ہے اس کے خاتمے کے لیے ٹھوس اقدامات کیے جانے چاہئیں۔دوسری صورت یہ ہے کہ حکومت اس کی کوئی حد مقرر کردے اس سے اس برائی کے خاتمے میں مدد ملے گی اور از روئے شرع وہ حد بھی مقرر کرسکتی ہے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کو بہت قلیل جہیز عطا فرمایا تھا لہذا جہیز کو کلیتاً حرام نہیں قرار دیا جاسکتا حدیں تو حکومت نے قانوناً پہلے بھی مقرر کی ہیں کہ شادی پر خرچ اس حد سے زیادہ نہیں ہوسکتا یا جہیز اس حد سے زیادہ نہیں دیا جاسکتا لیکن اگر قانون پر عمل نہ ہو تو قانون سازی تماشہ بن جاتی ہے حکومت کے اندر کارندے اور بااثر افراد اور ریاست کے بڑے بڑے امراء اور موثر لوگ جن کو دیکھ کر معاشرہ اپنا رخ متعین کرتا ہے وہ اپنی بیٹیوں کو جہیز دیتے ہیں تو گاڑیوں اور ٹرکوں میں بھر کر اسے بیٹیوں کے گھر پہنچاتے ہیں اس طرح امیر نے تو اپنی بیٹی بیاہ لی لیکن غریب جہیز نہ ہونے کی وجہ سے اپنی بیٹی کو نہیں بیاہ سکتا لہذا اس کے خلاف کوئی ایسا تعزیری قانون ہونا چاہیے جو اس کو توڑے اس کو سخت سے سخت سزا دی جائے تاکہ اس لعنت کو موثر طور پر ختم کیا جاسکے بلکہ منگنی اور مہندی کی رسموں پر اہلِ ثروت جو لاکھوں روپے خرچ کرنے لگے ہیں میرے خیال میں ان کا بھی کوئی جواز نہیں اور یہ سب ہندوانہ رسم ورواج سے لی گئی ہیں۔"

عصرِ حاضر کے جدید مسائل اور پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری، ص ۱۱

شہزادی اسلام حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ازدواجی زندگی

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمیؒ نے حضرت فاطمۃ الزہرہ کی شادی، ان کا جہیز اور ان کی خانگی زندگی کو بہت اچھے انداز میں نظم کی صورت میں بیان کیا ہے جو ہمارے لیے ایک بہت ہی اعلیٰ اسوۂ حسنہ ہے اگر ہم بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے پیاری لختِ جگر، شہزادی اسلام، ملکہ دارالسلام اور جنتی عورتوں کی سردار کی شادی مبارک کو اپنے لیے نمونہ اور اس کو اپنا آئیڈیل بنائیں تو ہماری ازدواجی زندگیوں میں بھی سکون، اطمینان اور امن آسکتا ہے اور

marfat.com

ہم بھی تباہی سے بچ سکتے ہیں۔ہمیں شہزادی السلام کی ازدواجی زندگی کا حال جان کر اپنے لیے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالی عنہا کا نکاح

گوشِ دل سے مومنوا سن لو ذرا ہے یہ قصہ فاطمہؓ کے عقد کا !
پندرہ سالہ نبی کی لاڈلی اور تھی بائیس سال عمرِ علیؓ
ؓعقد کا پیغام حیدرؓ نے دیا مصطفےٰ ؐنے مرحبا اھلاً کہا
پیر کا دن سترہ ماہ رجب دوسرا سنِ ہجرت شاہِ عرب
پھر مدینہ میں ہوا اعلانِ عام ظہر کے وقت آئیں سارے خاص وعام
اس خبر سے شور برپا ہو گیا کوچہ بازار میں غل سا مچا
آج ہے مولےٰ کی دختر کا نکاح آج ہے اس نیک اختر کا نکاح
آج ہے اس پاک و سچی کا نکاح آج ہے بے ماں کی بچی کا نکاح
خیر سے جب وقت آیا ظہر کا مسجدِ نبوی میں مجمع ہو گیا
ایک جانب ہیں ابو بکرؓ و عمرؓ ایک طرف عثمانؓ بھی ہیں جلوہ گر
ہر طرف اصحاب و انصار ہیں درمیان میں احمدِ مختار ہیں
سامنے نوشہ علی مرتضےٰؓ حیدرِ کرار شاہِ لافتیٰ
آج گویا عرش آیا ہے اتر یا کہ قدسی آ گئے ہیں فرش پر
جمع جب یہ سارا مجمع ہو گیا سید الکونین ؐنے خطبہ پڑھا
جب ہوئے خطبے سے فارغ مصطفےٰ ﷺ عقد زہراؓ کا علیؓ سے کر دیا
چار سو مثقال چاندی مہر تھا وزن جس کا ڈیڑھ سو تولہ ہوا
بعد میں خرمے لٹائے لا کلام ماسواء اس کے نہ تھا کوئی طعام
ان کے حق میں پھر دعائے خیر کی اور ہر اک نے مبارک باد دی
گھر سے رخصت جس گھڑی زہرا ہوئیں والدہ کی یاد میں رونے لگیں
دی تسلی احمدِ مختارؐ نے اور فرمایا شہِ ابرار نے

marfat.com

فاطمہؓ ہر طرح سے بالا ہو تم
میکہ و سسرال میں اعلیٰ ہو تم

باپ تیرا ہے امام الانبیاء
اور شوہر اولیاء کے پیشوا!

ماہِ ذی الحجہ میں جب رخصت ہوئی
تب علیؓ کے گھر میں ایک دعوت ہوئی

جس میں تھیں دس سیر جو کی روٹیاں
کچھ پنیر اور تھوڑے خرمے بیگماں

اس ضیافت کا ولیمہ نام ہے
اور یہ دعوت سنتِ اسلام ہے

سب کو ان کی راہ چلنا چاہیے
اور بری رسموں سے بچنا چاہیے

حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جہیز

فاطمہ زہرا کا جس دن عقد تھا
سن لو ان کے ساتھ کیا کیا نقد تھا

ایک چادر سترہ پیوند کی
مصطفیٰؐ نے اپنی دختر کو دی

ایک توشک جس کا چمڑے کا غلاف
ایک تکیہ ایک ایسا ہی لحاف

جس کے اندر نہ اون نہ ریشم روئی
بلکہ اس میں چھال خرمے کی بھری

ایک چکی پیسنے کے واسطے
ایک مشکیزہ تھا پانی کے لیے

ایک لکڑی کا پیالہ ساتھ میں
نقری کنگن کی جوڑی ہاتھ میں

اور گلے میں ہار ہاتھی دانت کا
ایک جوڑا بھی کھڑاؤں کا دیا

شہزادی سید الکونینؐ کی
بے سواری ہی علیؓ کے گھر گئی

واسطے جن کے بنے دونوں جہان
ان کے گھر تھیں سیدھی سادی شادیاں

اس جہیزِ پاک پر لاکھوں سلام
صاحبِ لولاک پر لاکھوں سلام

شہزادی کونین حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی

آئیں جب خاتونِ جنت اپنے گھر
پڑ گئے سب کام ان کی ذات پر

کام سے کپڑے بھی کالے پڑ گئے
ہاتھ میں چکی سے چھالے پڑ گئے

دی خبر زہرا کو اسد اللہ نے
بانٹے ہیں قیدی رسول اللہ نے

ایک لونڈی بھی اگر ہم کو ملے
اس مصیبت سے تمہیں راحت ملے

سن کے زہرا آئیں صدیقہؓ کے گھر
تاکہ دیکھیں ہاتھ کے چھالے پدر

marfat.com

پر نہ تھے دولت کدہ میں شاہ دیں — والدہ سے عرض کر کے آ گئیں
گھر میں جب آئے حبیبِ کبریا — والدہؓ نے ماجرا سارا کہا
فاطمہؓ چھالے دکھانے آئیں تھیں — گھر کی تکلیفیں سنانے آئیں تھیں
آپ کو گھر میں نہ پایا شاہ دیں — مجھ سے اپنا سب دکھ درد کہہ گئیں
ایک خادم آپ اگر ان کو بھی دیں — چکی اور چولہے کے وہ دکھ سے بچیں
شب کو آئے مصطفیٰؐ زہرا کے گھر — اور کہا دختر سے اے جان پدر
ہیں یہ خادم ان یتیموں کے لیے — باپ جن کے جنگ میں مارے گئے
تم پہ سایہ ہے رسول اللہؐ کا — آسرا رکھو فقط اللہ کا
ہم تمہیں تسبیح اک ایسی بتائیں — آپ جس سے خادموں کو بھول جائیں
اولاً **سبحان اللہ** ۳۳ بار ہو — اور پھر **الحمدللہ** اتنی ہی بار پڑھو
اور ۳۴ بار ہو **تکبیر** بھی — تاکہ سو (۱۰۰) ہو جائیں یہ مل کے سبھی
پڑھ لیا کرنا اسے ہر صبح و شام — ورد میں رکھنا اسے اپنے مدام
خلد کی مختار راضی ہو گئیں — سن کے یہ گفتار خوش خوش ہو گئیں
سالک ان کی راہ جو کوئی چلے — دین و دنیا کی مصیبت سے بچے

اسلامی زندگی، ص ۵۲۔۴۹

بحث سوم ولیمہ کا بیان

ولیمہ کا بیان

شادی ایک خوشی کا موقع ہوتا ہے اس میں دو دلوں کا ملاپ ہوتا ہے اور اس موقع پر رشتہ داروں اور دوست احباب کی دعوت کرنے، ان سے میل ملاپ، ایک جگہ جمع کرنے، گپ شپ کرنے اور ان کو اپنی خوشی میں شریک کرنے کا بہترین موقع ہوتا ہے دنیا کی ہر قوم کے کچھ خوشی کے مواقع ہوتے ہیں اور ان مواقع پر خوشی کا اظہار ہر قوم اپنے طریقے، اپنی روایات، اپنے کلچر اور اپنے رسم و رواج کے مطابق کرتی ہے۔ اسلام خوشی کے مواقع پر خوشی کے اظہار کی نہ صرف اجازت دیتا ہے بلکہ اس کی ترغیب دیتا ہے بشرطیکہ اس میں کوئی فحاشی، عریانی، بے حیائی اور اسلام کے منافی کوئی عمل نہ ہو۔ ولیمہ یہ ہے کہ شادی کے موقع پر عزیز و اقارب اور دوست

marfat.com

احباب کوایک وقت کا کھانا کھلایا جائے۔شادی کے موقع پر ولیمہ کرنا سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اوراس صورت میں سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جب اس میں امیروں کے ساتھ ساتھ رشتہ داروں، دوستوں، غریبوں اور پڑوسیوں وغیرہ کو بھی دعوت دی جائے اور ہر آدمی اپنی مالی حیثیت کے مطابق اس پر عمل کرے اپنی مالی حیثیت سے بڑھ کر اور قرض لے کر ولیمہ کرنا جائز نہیں اور ولیمہ میں نمائش اور دکھاوا کرنا جائز نہیں ہے یہ محض سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمجھ کر کیا جائے۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنی شادی مبارک پر حسب توفیق کھانے کی دعوت دی جس میں کسی قسم کی کوئی نمائش نہیں تھی۔

وجوبِ ولیمہ

ولیمہ کے حکم میں مختلف فقہاء کے مذاہب میں اختلاف پایا جاتا ہے بعض کے نزدیک ولیمہ کرنا فرضِ عین ہے اور بعض کے نزدیک ولیمہ سنت ہے اور بعض کے نزدیک ولیمہ مستحب ہے۔

علامہ شافعی حنفی:

دعوت قبول کرنے میں اختلاف ہے بعض علماء نے کہا ہے کہ دعوت قبول کرنا واجب ہے اور اس کا ترک کرنا جائز نہیں ہے اور عام فقہاء نے کہا ہے کہ یہ سنت ہے اور افضل یہ ہے کہ شادی کی دعوت ہو تو قبول کرے ورنہ اسے اختیار ہے اور قبول کرنا بہتر ہے کیونکہ اس سے مسلمانوں کا دل خوش ہوتا ہے جب دعوت میں چلا گیا تو حکم پر عمل ہو گیا خواہ کھانا کھائے یا نہ کھائے شادی کی دعوت ولیمہ سنت قدیمہ ہے اگر اس کو قبول نہیں کرے گا تو گنہگار ہوگا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے دعوت قبول نہیں کی اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کی اگر روزہ دار ہو تو دعوت میں جائے اور دعا کرے اور اگر روزہ دار نہیں تو کھائے اور دعا کرے اور اگر اس نے نہ کھایا اور نہ دعا کی تو وہ گنہگار ہوگا کیونکہ اس نے میزبان کی توہین کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے اگر مجھے بکری کے کُھر کی بھی دعوت دی جائے تو میں اس کو بھی قبول کروں گا۔

اس عبارت کا مقتضی یہ ہے کہ دعوتِ ولیمہ کو قبول کرنا سنتِ موکدہ ہے اور اگر دعوت میں معصیت اور بدعت نہ ہو تو دعوت کو قبول کرنا واجب ہے۔ہمارے زمانہ میں دعوت کا

marfat.com

معصیت اور بدعت سے محفوظ ہونا بہت مشکل ہے۔ ردالمختار، ج۵، ص۳۰۴

جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا شادی کے لیے ولیمہ ضروری ہے۔

"عن انس بن مالك ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم راى على عبدالرحمٰن بن عوف اثرصفرة فقال ماهذا فقال انى تزوجت امراة على وزن نواة من ذهب فقال بارك الله لك اولم ولو بشاة"

جامع ترمذی، کتاب النکاح، باب ماجاء فی الولیمۃ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے (کپڑوں پر) زردی کا نشان دیکھا تو فرمایا یہ کیا ہے؟ انھوں نے عرض کیا ایک گٹھلی بھر سونے کے بدلے میں نے ایک خاتون سے نکاح کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، خدا تمہیں برکت دے، ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری ہی کا کرو!۔

ولیمہ کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتِ مبارکہ ہے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی زوجہ مطہرہ سے نکاح فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولیمہ کا انتظام کرتے تھے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"عن انس بن مالك ان النبى صلى الله عليه وآله وسلم اولم على صفية بنت حيى بسويق وتمر"

جامع ترمذی، کتاب النکاح، باب ماجاء فی الولیمۃ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ تعالیٰ عنہا (سے نکاح پر) ستو اور کھجوروں سے ولیمہ کیا۔

دعوتِ ولیمہ میں حاضر ہونا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا﴾ الاحزاب ۵۳:۳۳

لیکن جب تمہیں بلایا جائے، تو جاؤ! اور جب کھانا کھا چکو، تو اٹھ کر چلے جایا کرو۔

marfat.com

حدیثِ مبارکہ ہے کہ:

"عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اذا دعی احدکم الی الولیمة فلیاتها"

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جب کسی شخص کو ولیمے میں بلایا جائے تو وہ ضرور جائے۔

صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب الامر بالاجابۃ الداعی الی دعوۃ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پہلے دن کا کھانا واجب ہے دوسرے دن کا سنت اور تیسرے دن کا سنانا (ریاکاری) ہے اور جو کوئی شہرت تلاش کرے اللہ تعالیٰ اسے اس کا بدلہ دے گا۔

جامع ترمذی، کتاب النکاح، باب ماجاء فی الولیمۃ

وہ عذر جن کی بنا پر ولیمہ کی دعوت قبول کرنے کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے

۱۔ طعام مشتبہ ہونا۔
۲۔ دعوت میں صرف امیروں کو مدعو کیا گیا ہو۔
۳۔ دعوت میں کوئی ایسا شخص ہو جس سے جانے والے کو تکلیف پہنچے۔
۴۔ دعوت کسی خوف یا لالچ کی بنا پر دینا۔
۵۔ دعوت میں شراب، گانا بجانا، ریشم کا فرش، جاندار کی تصاویر، سونے چاندی کے برتن یا کوئی اور شرعی خرابی ہو تو ایسی دعوت قبول کرنے کا وجوب یا استحباب ساقط ہو جاتا ہے بلکہ ایسی دعوت میں جانا مکروہ ہے۔

شرح مسلم، ج ۱، ص ۴۶۲

دعوتِ ولیمہ میں صرف مالداروں کو بلانا حرام ہے

حدیثِ مبارکہ ہے کہ:

"عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه انه کان یقول بئس الطعام طعام الولیمة یدعی الیه الاغنیاء ویترک المساکین فمن لم یات الدعوة فقد

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بدترین ولیمہ کا کھانا وہ ہے جس میں مالداروں کو دعوت دی جائے اور غریبوں کو چھوڑ دیا جائے اور جو شخص

marfat.com

عصی اللہ ورسولہ" دعوت میں نہیں گیا اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کی۔

صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب الامر بالاجابۃ الداعی الی دعوۃ

غریبوں کے ولیمہ میں مالدار بھی حصہ لیں

ولیمہ کی دعوت قبول کرنا اور اس میں جانا سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اس میں امیر اور غریب کی کوئی تفریق نہیں کی گئی جس طرح امیروں کے ولیمہ میں جانا سنت ہے اسی طرح غریبوں کے ولیمہ میں جانا بھی سنت ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ مالدار لوگ غریبوں کے ولیمہ میں بھی جائیں تا کہ ان کی حوصلہ افزائی ہو اور ان کو بھی معاشرے میں عزت ملے۔ حدیثِ مبارکہ میں مطلق ولیمہ میں جانے کی تاکید کی گئی ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امیروں کا غریبوں کے ولیمہ میں بھی شرکت کرنا ضروری ہے حدیثِ مبارکہ ہے کہ:

"عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا دعی احد کم الی الولیمۃ فلیاتھا"

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جب کسی شخص کو ولیمے میں بلایا جائے تو وہ ضرور جائے۔

صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب الامر بالاجابۃ الداعی الی دعوۃ

شادی کے اغراض ومقاصد اور فوائد واہمیت

ا۔ افزائشِ نسل:

اللہ تعالیٰ نے نکاح کو نسلِ انسانی کے تسلسل اور بقاء کا ایک ذریعہ بنایا ہے۔

﴿یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّ خَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّ نِسَآءً﴾

النساء ۴: ۱

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں نفسِ واحد (Single Cell) سے پیدا کیا اور اس کی جنس سے اس کا جوڑا تخلیق کیا اور دونوں کے ذریعے کثیر تعداد میں مردوں اور عورتوں کو پھیلا دیا۔

marfat.com

آیت کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانی دنیا کے نقشِ اول حضرت آدمؑ سے ان کا جوڑا حضرت حوّاؑ کو پیدا کیا اور ان کے ذریعے اولادِ آدم کا سلسلہ جاری کر کے کرہ ارض کی آبادی کا سامان کر دیا یوں تو اس کائناتِ رنگ و بو میں لاکھوں انواع کی مخلوقات کا وجود ملتا ہے لیکن باعثِ تخلیق کائنات ہونے کا شرف انسان کے حصے میں آیا اور جملہ مظاہرِ فطرت کو انسان کے تابع کر دیا تا کہ وہ ان سے کام لے کر ارتقائی منازل طے کرتے ہوئے بلندیوں کی جانب محوِ پرواز رہے حدیثِ مبارکہ ہے کہ:

"وتزوجوا فانی مکاثر بکم"

اور نکاح کرو بیشک میں تمہاری کثرتِ تعداد پر فخر کا اظہار کروں گا۔

سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب ماجاء فی فضل النکاح

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:

"خیر النسائکم الولود الودود"

تم میں سے بہترین عورتیں زیادہ دودھ دینے والی اور بچے دینے والی ہیں۔

احیاء العلوم الدین ۲۔۲۶

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:

"تزوجوا الودود الولود فانی مکاثر بکم الامم"

زیادہ چاہنے والی اور زیادہ اولاد پیدا کرنے والی عورتوں سے شادی کرو کیونکہ میں باقی امتوں پر تمہاری کثرتِ تعداد پر فخر کا اظہار کروں گا۔

سنن ابوداؤد، کتاب النکاح، بان النھی عن تزویج من لم یلد من النساء

۲۔ شر سے محفوظ:

نکاح کے ذریعے انسان شیطان کے شر سے محفوظ ہو جاتا ہے اور شہوانی خرابیوں کا سدباب ہو جاتا ہے انسان کی شہوت کا زور ٹوٹ جاتا ہے اس کی نظر پاکیزہ ہو جاتی ہے اور شرم گاہ گناہوں سے بچی رہتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا معشر الشباب من استطاع منکم الباء فلیتزوج فانہ اغض للبصر واحصن للفرج ومن لم یستطع فعلیہ بالصوم فانہ لہ وجاء"

تم میں سے جو شخص گھر بسانے کی طاقت رکھتا ہو وہ شادی کرے کیونکہ نکاح سے نظر نہیں بہکتی اور شرم گاہ محفوظ رہتی ہے اور جو نکاح کیا ستطاعت نہ رکھتا ہو وہ روزے رکھے کیونکہ روزے اس کی شہوت کو کم کر دیتے ہیں۔

صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب من لم یستطع الباء۔۔۔

marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاارشادگرامی ہے کہ:

"یتزوج لکسر الشھوۃ واعفاف النفس و تکثیر النسل" فتح الباری ۲۱:۲۷

نکاح کروشہوت کوتوڑنے ،نفس کے پاک رکھنےاورنسل کوبڑھانے کے لیے۔

۳۔تقویٰ وپرہیزگاری کاموجب:

نکاح کا مقصدتقوی وپرہیزگاری بھی ہےاللہ تعالیٰ نے نکاح کا مقصد بیان کرتے ہو ے فرمایا"مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسَافِحِیْنَ" یعنی چاہیے کہ تمھارانکاح اس نیت سے ہوکہ تم تقویٰ اور پرہیزگاری کے قلعہ میں داخل ہوجاؤایسانہ ہومحض نطفہ نکالناہی تمھارامطلب ہو۔

۴۔پاک دامنی کاذریعہ:

شادی کرلینے سےانسان گناہوں سے بچ جاتاہےشادی پاک دامنی کاسبب بنتی ہے اس طرح شادی انسان کی ہدایت ونجات کاذریعہ بن جاتی ہے غیرشادی شدہ شخص ناجائزطریقے سے جنسی خواہش پوری کرنے کی کوشش کے باعث گناہوں میں ملوث ہوجاتاہےقرآن وحدیث سے ثابت ہوتاہے کہ شادی عفت وپرہیزگاری اورحفظِ صحت ونسل کے لیے ہوتی ہےارشادباری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَلْیَسْتَعْفِفِ الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ نِکَاحًا حَتّٰی یُغْنِیَھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ﴾ النور ۲۴:۳۳

یعنی جولوگ نکاح کی طاقت نہ رکھیں(جوکہ پرہیزگاررہنےکااصل ذریعہ ہے)توان کوچاہیے کہ(اورتدبیروں سے)طلبِ عفت کریں۔

اس آیہ کریمہ سے ثابت ہوتاہے کہ نکاح عفت وپرہیزگاری کاضامن ہےشادی شدہ انسان برائیوں سے محفوظ ہوجاتے ہیں احادیثِ مبارکہ سے بھی اس کی تائیدملتی ہےحدیثِ مبارکہ ہے:

"عن عبداللہ بن مسعودقال خرجنامع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ونحن شباب لانقدر علیٰ شیء فقال یامعشر الشباب علیکم بالباءۃفانہ اغض للبصر واحصن

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں،ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ نکلےاس وقت ہم جوان تھے ہمارے پاس مال ومتاع کچھ نہ تھارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایااے نوجوانو!نکاح کروکیونکہ

marfat.com

للفرج فمن لم يستطع منكم الباء ة فعليه بالصوم فان الصوم له وجاء "

جامع ترمذی، باب النکاح، باب ماجاء فی فضل التزویج والحث علیہ

یہ نگاہ اور شرمگاہ کوزیادہ محفوظ رکھتا ہے جونکاح کی استطاعت نہ رکھتا ہووہ روزے رکھے کیونکہ روزے اس کی شہوت کوکم کردیتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاارشادگرامی ہے کہ:

"عن انس قال قال رسول صلی الله علیه وآله وسلم من اراد ان یلقیٰ الله طاهرا مطهرا فلیتزوج الحرائر"

سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب تزویج الحرائر والولود

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص یہ ارادہ رکھتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ وہ طاہر مطہر ہوتو پس وہ آزادعورتوں سے شادی کرلے۔

۵۔نصف دین کی حفاظت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاارشادگرامی ہے کہ:

"عن انس قال قال رسول صلی الله علیه وآله وسلم اذاتزوج العبد فقد استکمل نصف الدین فلیتق الله فی النصف الباقی"

مشکواۃ، ص:۲۶۸

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی بندہ نکاح کرلیتا ہے تو اپنے نصف دین کو بچالیتا ہے اور باقی نصف (بچانے) کے لئے اللہ سے ڈرے۔

۶۔جنسی لذت کاحصول

شادی کاایک مقصد جنسی خواہش کی تسکین کاسامان فراہم کرنا بھی ہے جنسی خواہش کی تسکین ایک فطری امر ہے جواللہ تعالیٰ نے انسان میں رکھ دیا ہے خالقِ کائنات کی قدرتِ کاملہ اورحکمتِ بالغہ سے یہ امر بعیداز قیاس ہے کہ وہ اپنی مخلوق کے اندرکوئی داعیہ تورکھ دے لیکن اس کی تسکین کاکوئی سامان پیدانہ کرے اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے اعتدالیوں سے بچانے کے لیے نکاح کے ذریعے اس کی جنسی تسکین کاسامان فراہم کیاہے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿هُوَالَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہیں نفسِ واحدہ

marfat.com

﴿وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا﴾

الاعراف ۷:۱۸۹

(Single Cell) سے پیدا کیا اور اسی کی جنس میں سے اس کا جوڑا بنایا تا کہ اس سے سکون واطمینان حاصل کرے۔

انسان کو بیوی کے ذریعے سکون ملتا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کے لیے حضرت حوا کو زوج بنانے کی حکمت بیان فرمائی ''**لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا**'' تا کہ حضرت آدم کو حواء سے سکون ملے اور جب انسان بیوی کے ساتھ ملاعبت کرتا ہے تو اسے سکون ملتا ہے اور اس کے بعد وہ یکسوئی اور اطمینان کے ساتھ کام اور عبادت کر سکتا ہے بیوی اس کی زندگی کے تمام معاملات میں رفیق، مونس اور غمگسار ہوتی ہے ذہنی اور جسمانی قرب جس قدر انسان کو اپنی بیوی سے ہو سکتا ہے کسی اور سے نہیں ہوتا۔

۷۔ جسمانی صحت:

شادی جسمانی صحت کے لیے بھی ضروری ہے اگر مادہ تولید ایک عرصہ تک جسم میں رکا رہے تو کئی بیماریوں کا سبب بنتا ہے اس کا اخراج جسم پر صحت مند اثرات مرتب کرتا ہے اس کے اخراج سے انسان سکون وراحت محسوس کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس کی زیادتی کے وقت انسانی طبیعت اسے نکالنے کے لیے بے چین ہو جاتی ہے ماہرینِ طب کے مطابق انسانی صحت کی حفاظت کے اسباب میں سے ایک سبب جماع بھی ہے۔ علامہ نفیسی فرماتے ہیں کہ ''مادہ تولید اگر خود نکلنے کے لیے بے چین ہو تو اس کا نکالنا بہت ضروری ہے تا کہ غذا کو قبول کرنے کی صلاحیت پیدا کر سکے''

نفیسی ص ۴۱۴

علامہ نووی فرماتے ہیں کہ ''بسا اوقات مرد پر جنسی میلان کا غلبہ زیادہ ہو جاتا ہے اگر اس تقاضے کی تکمیل میں زیادہ تاخیر سے کام لیا جائے تو بدن، دل اور بینائی کو نقصان پہنچتا ہے''

نووی شرح مسلم ۱:۴۵۰

یہ امر بھی قابلِ غور رہنا چاہیے کہ مادہ تولید کے اخراج میں فطری اور غیر فطری تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھنا بھی ضروری ہے مادہ تولید کے اخراج میں فطری اور غیر فطری طریقوں کا انسانی صحت کے ساتھ گہرا تعلق ہے اگر مادہ تولید کا اخراج غیر فطری طریقے سے کیا جائے تو یہ صحت کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتا ہے انسانی صحت پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں اسی طرح

marfat.com

بیوی کے ساتھ بھی ہمبستری میں اعتدال کی ضرورت ہوتی ہے جنسی فعل میں کثرت کے ساتھ مشغول ہونامضرِ صحت ہے۔

۸۔اولاد کاحصول:

نکاح کے فوائد میں سے ایک اہم فائدہ اولاد کاحصول ہے اسی مقصد کے لیے نکاح کو مشروع کیا گیا ہے نیک اولاد انسان کے لیے اس دنیامیں بھی اور آخرت میں بھی نفع کا باعث ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے کہ نکاح کرواور نکاح کے ذریعے صالح اولاد کے لیے دعا کرواسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے کہ ان عورتوں سے شادی کروجو زیادہ بچے جننے والی ہوں یعنی بیوی کی قربت سے اولاد کا قصد کروجس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے مقدر فرمایا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاارشاد گرامی ہے کہ:

"خیر النساء کم الولو د الودود" بہترین عورتیں زیادہ چاہنے والی اورزیادہ بچے دینے والی ہیں۔

احیاء العلوم الدین ۲:۲۶

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاارشادِ گرامی ہے کہ:

"تزوجو االودودالولود فانی مکاثربکم الامم" زیادہ چاہنے والی اور زیادہ بچے دینے والی عورتوں سے شادی کرو کیونکہ روزِ قیامت میں تمہاری کثرتِ تعداد پرفخر کااظہار کروں گا۔

سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب النھی عن تزویج من لم یلد من النساء

نیک اولاد کے فوائد

ا۔نیک اولاد کاسب سے بڑافائدہ والدین کے لیے بخشش کی دعا کرنا ہے حدیثِ مبارکہ ہے کہ:

"اذامات الانسان انقطع عمله الا من ثلاث صدقة جارية و علم ينتفع به وولد صالح يدعوله" جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہوجاتے ہیں البتہ تین اعمال منقطع نہیں ہوتے ایک صدقہ جاریہ، دوسراوہ علم جس سے فائدہ حاصل کیاجائے، تیسرانیک اولاد کی دعا۔

سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب ماجاء فی فضل النکاح

۲۔بسااوقات اولاد کی نیکیوں سے ماں باپ کی مغفرت ہوجاتی ہے۔امام رازی لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بن مریم کاایک قبر سے گزر ہوا تو دیکھا کہ عذاب کے فرشتے میت کوعذاب دے

marfat.com

رہے ہیں جب دوبارہ اس قبر سے گزرے تو دیکھا کہ رحمت کے فرشتے اس کے پاس نور کے طباق لیے بیٹھے ہیں۔ حضرت عیسیٰ یہ دیکھ کر حیران ہوئے انھوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی کی۔ اے عیسیٰ یہ شخص گناہگار تھا اور جب سے مرا ہے عذاب میں تھا جب یہ مرا تھا تو اس کی بیوی حاملہ تھی اس کا بچہ پیدا ہوا تو اس کی ماں نے اسے مدرسے میں داخل کرا دیا اور عالم نے اسے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (اس سے مراد یہ الفاظ نہیں اس کا معنیٰ مراد ہے خواہ کسی الفاظ میں ہو) پڑھائی۔ پھر مجھے اس بات سے حیاء آئی کہ میں اس شخص کو زمین کے نیچے عذاب دوں جس کا بیٹا زمین کے اوپر میرا نام لیتا ہے۔ تفسیر کبیر ۱:۸۸

۳۔ اولاد اگر بچپن میں فوت ہو جائے تو والدین کے لیے باعث شفاعت ہے۔

"عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان السقط لیراغم دبہ اذاادخل ابویہ النار فیقال ایھا السقط المراغم ربہ ادخل ابویك الجنة فیجرھمابسررہ حتیٰ یدخلھما الجنة"

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب ایک ناتمام بچے کے ماں باپ کو جہنم میں داخل کیا جائے گا تو وہ بچہ اپنے ماں باپ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے جھگڑا کرے گا پھر کہا جائے گا جھگڑالو ناتمام بچے اپنے ماں باپ کو جنت میں داخل کر دے پھر وہ بچہ اپنی ناف کے ذریعے اپنے ماں باپ کو کھینچ کر جنت میں لے جائے گا۔

سنن ابن ماجہ، کتاب ماجاء فی الجنائز، باب ماجاء فیمن اصیب بسقط

۴۔ انسان اولاد کی پرورش اور تربیت کر کے اللہ تعالیٰ کی صفتِ ربوبیت کا مظہر ہو جاتا ہے۔

۵۔ انسان اولاد کی اچھی تعلیم و تربیت کر کے قوم و ملت کی خدمت کرتا ہے۔

۶۔ اولاد کی وجہ سے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے اس حصے پر عمل پیرا ہونے کا موقع ملتا ہے جس کا تعلق اولاد سے ہے۔

۷۔ جب بچے چھوٹے ہوتے ہیں تو ان کی وجہ سے انسان کا گھر میں دل بہلتا رہتا ہے۔

۸۔ اولاد انسان کا دست و بازو ہوتی ہے جب انسان بوڑھا ہو جاتا ہے تو اس کا سہارا بنتی ہے جب بیمار ہوتا ہے تو اس کی تیمارداری کرتی ہے انسان کی عزت میں اضافہ ہوتا ہے۔

۹۔ ایک مونس و غمگسار ساتھی اور دوست کا ملنا: شادی کے ذریعے انسان کو ایک مونس و غمگسار ساتھی

marfat.com

اور دوست میسر آتا ہے جو پوری زندگی اس کے دکھ درد، مصائب وآلام، خوشی وغمی میں اس کے ساتھ رہتا ہے کبھی بھی اس سے جدا نہیں ہوتا۔

۱۰۔شادی کی ملی وفوجی اہمیت: شادی ملی وفوجی اہمیت کی بھی حامل ہے اس کے ذریعے قوم وملت کوافرادی قوت میسر آتی ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَاَعِدُّوالَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ﴾ (مسلمانو!) جہاں تک ہو سکے قوت پیدا کر کے مقابلہ کے لیے اپنا ساز وسامان مہیا کیے رہو۔

الانفال ۸:۶۰

قومی وملی طاقت وتوانائی کا دارومدار کثرتِ آبادی اوران کی مادی اور اندرونی زور وقوت پر منحصر ہے آبادی ہوگی تو اس میں سے قابل محنتی، ذہین اور اعلیٰ قسم کے افراد میسر آئیں گے جو قوم وملت کا نام روشن کریں گے اسی افرادی قوت سے ہی قوم وملت کو سائنس دان، ڈاکٹر، انجینیئر، معیشت دان، سیاست دان، قانون دان اور ماہر تعلیم وغیرہ میسر آتے ہیں افرادی قوت کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر اسلام نے تاکید کی ہے کہ ایسی عورتوں سے شادی کرو جن سے زیادہ اولاد پیدا ہونے کی توقع ہو۔

۱۱۔گھریلو بوجھ میں کمی: شادی کرنے سے مرد کو بیوی کی صورت میں ایک (Partner) مل جاتا ہے جس سے اس پر بوجھ کم ہو جاتا ہے بیوی اس کا ساتھ دیتی ہے اور اس کے بوجھ میں کمی کا باعث بنتی ہے گھر کا سارا کام کاج اور انتظام بیوی سنبھال لیتی ہے جس کی وجہ سے مرد ایک طرف یعنی گھر کی فکر سے آزاد ہو جاتا ہے جس سے مرد کے گھریلو بوجھ میں کمی واقع ہوتی ہے مرد اپنے کاروبار پر مکمل توجہ دے سکتا ہے۔

بحث چہارم شادی کی رسومات

بگھی اور ڈولی

دولہا یا دلہن کا بگھی میں بیٹھنا جائز ہے بگھی کی سواری عزت واکرام اور اعزاز کی علامت سمجھی جاتی ہے جس طرح ملکی سربراہوں اور معزز مہمانوں کو عزت دینے اور ان کو اعزاز واکرام دینے کے لیے بگھی میں سوار کیا جاتا ہے بالکل اسی طرح شادی کے موقع پر دولہا یا دلہن کو اعزاز بخشنے کی خاطر بگھی میں سوار کیا جاتا ہے تو اس میں حرج کیا ہے؟ برائی کیا ہے؟ ناجائز ہونے کی وجہ کیا ہے؟ شرعی ممانعت کیا ہے؟ اسی طرح اگر دلہن کو ڈولی میں بٹھا کر والدین کے گھر

marfat.com

سے روانہ کیا جاتا ہے تو اس میں کیا حرج ہے یہ تو والدین اپنی بیٹی کو اعزاز اور عزت دیتے ہیں۔

رسمِ حنا

مہندی لگانا جائز ہے لیکن آج کے دور میں مہندی کی رسم نے جو فضول خرچی اور فحاشی و عریانی کا روپ اختیار کر لیا ہے اس کی وجہ سے بعض صورتوں میں مہندی کی رسم ناجائز ہو جاتی ہے شادی کے موقع پر مہندی لگانے میں کوئی حرج نہیں، مہندی کی رسم کے نام پر فضول خرچی اور فحاشی عریانی میں حرج ہے جہاں فضول خرچی ہوگی اور فحاشی و عریانی ہوگی وہاں یہ مہندی کی رسم ناجائز ہو جائے گی۔

ہار، مالا، سہرا اور ہاتھ پر گانہ باندھنا

شادی خوشی کا موقع ہوتا ہے اور اس موقع پر خوشی کے اظہار کے لیے گلے میں پھولوں کے ہار، مالا، سہرا اور گانہ وغیرہ باندھنے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ یہ خوشی کے اظہار کے لیے ہو نہ کہ یہ بے جا نمود و نمائش کے لیے ہو۔

شادی پر کھانا کھلانا

شادی پر رشتہ داروں، دوست احباب اور پڑوسیوں کو دعوت دے کر ان کو حسبِ توفیق کھانا کھلا کر خوشی کا اظہار کرنا جائز ہے لیکن اس میں فضول خرچی اور نمود و نمائش کا عنصر نہیں ہونا چاہیے اعتدال سے کام لینا چاہیے کنجوسی اور فضول خرچی دونوں سے بچنا چاہیے امیروں کے ساتھ ساتھ غریبوں کو بھی خوشی میں شریک کرنا چاہیے۔

چراغاں کرنا (Lighting)

شادی کے موقع پر نمود و نمائش کے لیے غیر معمولی روشنی کرنا جو فضول خرچی اور نمود و نمائش کا باعث ہونا جائز ہے آج کل Lighting کی رسم فضول خرچی اور نمود و نمائش کی علامت بن چکی ہے لوگ لاکھوں روپیہ نمود و نمائش کی خاطر خرچ کر دیتے ہیں جو کہ مڈل کلاس طبقے کے لیے پریشانی کا باعث بنتے ہیں مناسب لائٹنگ کر کے جو نمود و نمائش کی خاطر نہ ہو خوشی کا اظہار کرنے

marfat.com

میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جہیز کا مطالبہ

لڑکے والوں کی طرف سے جہیز کا مطالبہ کرنا ناجائز ہے اسلام اس چیز کی اجازت نہیں دیتا بلکہ اس سے روکتا ہے جہیز کا مطالبہ کرنا گھٹیا پن اور کم ظرفی کی علامت ہے۔

نیوتا کی رسم

نیوتا (نیوندرا) کی رسم کا مقصد یہ تھا کہ شادی والے گھرانے کی اپنی استطاعت کے مطابق مدد کی جائے لیکن جس شکل وصورت میں یہ رسم آج چل رہی ہے یہ ناجائز ہے اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے اس نے بھی نمود ونمائش کا روپ اختیار کرلیا ہے اور کمزور لوگوں پر بوجھ بن گئی ہے اس کی وجہ سے غریب لوگ شادی میں شرکت کرنے سے کتراتے ہیں امیر لوگ زیادہ رقم دے کر اپنے ہی خاندان کے غریب افراد کو شرمندہ کرتے ہیں انہیں احساسِ کمتری کا شکار کرتے ہیں اس رقم کا باقاعدہ حساب رکھا جاتا ہے جو آدمی جتنے پیسے دیتا ہے ان کو نوٹ کیا جاتا ہے اور ان کی شادی پر اس سے زیادہ رقم واپس کی جاتی ہے اگر کوئی اس سے زیادہ دینے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اس کو طعنے دیئے جاتے ہیں۔

نیوتا کی رسم میں تبدیلی کی ضرورت ہے ہر کوئی اپنی استطاعت کے مطابق مدد کے طور پر رقم دے جس میں رسم اور واپسی کی نیت نہ ہو اور یہ توقع نہ رکھے کہ اگلا بھی اسے اتنے ہی یا اس سے زیادہ واپس کرے گا اس صورت میں اس رسم کا اصل مقصد پورا ہوگا۔

بحث پنجم محرمات کا بیان

محرمات سے مراد:

محرمات سے مراد وہ عورتیں ہیں جن سے نکاح کرنا حرام ہے یعنی یہ وہ عورتیں ہیں جو مرد پر حرام ہیں اللہ تعالیٰ محرمات کا قرآن مجید میں ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ

تم پر حرام ہوئیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں

marfat.com

اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَاجُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾

اور تمہاری دودھ پلانے والی مائیں اور تمہاری دودھ میں شریک بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور ان کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں ان بیویوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو پھر اگر تم نے ان سے صحبت نہیں کی تو ان کی بیٹیوں میں حرج نہیں اور تمہارے حقیقی بیٹوں کی بیویاں اور دو بہنیں اکٹھی کرنا مگر جو (اسلام سے پہلے) ہو چکا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

النساء ۲۳:۴

جن عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے

ابوالحسن احمد بن محمد قدوری لکھتے ہیں کہ مرد کے لیے ان عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے نسب و نسل، رضاعت اور نکاح کی وجہ سے عورتیں جو انسان پر حرام ہوتی ہیں یعنی جن سے نکاح کرنا حرام ہو جاتا ہے وہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔دادی ۲۔نانی ۳۔ماں ۴۔بیٹی ۵۔پوتی ۶۔بہن ۷۔بھانجی ۸۔پھوپھی
۹۔خالہ ۱۰۔بھتیجی ۱۱۔ساس ۱۲۔بہو ۱۳۔رضاعی ماں
۱۴۔رضاعی بہن ۱۵۔پوتوں کی بیوی ۱۶۔باپ کی بیوی ۱۷۔دادا کی بیوی
۱۸۔اس بیوی کی لڑکی جس سے صحبت کر چکا ہو

قدوری، جلد دوم، کتاب النکاح

جن رشتوں کی حرمت نسب اور مصاہرت کے سبب سے حرام ہے وہ رشتے رضاعت کے سبب سے بھی حرام ہیں کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے کہ جو رشتے نسب سے حرام ہو جاتے ہیں وہ رضاعت سے بھی حرام ہو جاتے ہیں حدیث مبارکہ ہے کہ

"عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ان الله حرم من الرضاع ماحرم من النسب"

ترمذی، کتاب الرضاع، باب ماجاء یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو (رشتہ) نسب سے حرام کیا ہے وہی رضاعت سے بھی حرام فرمایا ہے۔

marfat.com

وہ عورتیں جن کوایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے

ا۔دوبہنیں ۲۔پھوپھی اور بھتیجی ۳۔خالہ اور بھانجی ۴۔ایک نکاح میں ایسی دوعورتوں کو جمع کرنا حرام ہے کہ اگر ان میں سے ایک عورت کو مرد تصور کیا جائے تو دوسری عورت سے اس کا نکاح کرنا جائز نہ ہو۔

قدوری شریف، جلد دوم، کتاب النکاح

وہ غیر مسلم عورتیں جن سے نکاح جائز نہیں

ا۔آتش پرست عورتوں سے ۲۔بت پرست عورتوں سے ۳۔صابیہ عورتوں سے اگر وہ ستاروں کو پوجتی ہوں اور کسی نبی اور کتاب پر ایمان نہ رکھتی ہوں۔قدوری شریف، جلد دوم، کتاب النکاح

وہ غیر مسلم عورتیں جن سے نکاح جائز ہے

ا۔کتابیہ عورتیں:

کتابیہ عورتوں سے وہ عورتیں مراد ہیں جو کسی آسمانی کتاب پر اور کسی نبی پر ایمان رکھتی ہوں۔

۲۔صابیہ عورتیں:

صابیہ عورتوں سے مراد ستارہ پرست عورتیں ہیں اگر یہ عورتیں کسی نبی پر ایمان رکھتی ہوں اور آسمانی کتاب پڑھتی ہوں تو ان سے نکاح جائز ہے۔ قدوری شریف، جلد دوم، کتاب النکاح

بحث ششم رضاعت کابیان

رضاعت کی شرعی اور اصطلاحی تعریف:

عورت کے پستان سے مدتِ رضاعت میں بچہ کے پیٹ میں دودھ پہنچنا خواہ بچہ منہ کے ذریعے دودھ چوسے یا بچے کی ناک کے ذریعے دودھ پہنچ جائے۔

منہاج الفتاوی، ج ۳، ص ۲۲۵

رضاعت کا ثبوت:

رضاعت کی مدت میں بچہ خود دودھ چوسے، بچے کے حلق میں دودھ ٹپکایا جائے، ناک کے راستے پیٹ میں دودھ پہنچ جائے۔

marfat.com

احکامِ رضاعت

جو رشتے نسب سے حرام ہوجاتے ہیں وہ رشتے رضاعت سے بھی حرام ہوجاتے ہیں دودھ پینے والے پراس کے رضاعی ماں باپ اوران کے تمام اصول وفروع حرام ہوجاتے ہیں خواہ وہ نسبًا اصول وفروع ہوں یارضاعًا اصول وفروع ہوں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْۤ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ﴾ النساء ۴:۲۳ وہ تمہاری مائیں ہیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایااوردودھ پینے والی بہنیں۔

حدیثِ مبارکہ ہے کہ:

"یحرم من الرضاع ما یحرم من الولادة" جو رشتے نسب سے حرام ہوتے ہیں وہ رضاعت سے بھی حرام ہوجاتے ہیں۔

صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب یحرم من الرضاعۃ یحرم من الولادۃ

رضاعت کی مدت

مدتِ رضاعت میں مذاہب میں اختلاف پایا جاتا ہے بعض کے نزدیک تین سال ہے جبکہ بعض کے نزدیک مدتِ رضاعت اڑھائی سال ہے اور بعض کے نزدیک یہ مدت دو سال ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ:

امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک رضاعت کی مدت اڑھائی سال ہے امام اعظم ابوحنیفہ قرآنِ مجید کی اس آیتِ مبارکہ کواپنے موَقف کی بنیاد بناتے ہیں۔

﴿وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا﴾ الاحقاف ۴۶:۱۵ اس کو پیٹ میں رکھنے اور دودھ چھڑانے کی مدت میں ماہ ہے۔

امام شافعی:

امام شافعی کے نزدیک رضاعت کی مدت دو سال ہے۔ان کے موقف کی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ ہے۔

marfat.com

﴿وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾

البقرہ ۲:۲۳۳

مائیں اپنے بچوں کو دو سال کامل دودھ پلائیں یہ مدت اس کے لیے ہے جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہے۔

حقوقِ رضاعت

اسلام نے دودھ پلانے والی عورت کو حقیقی اور نسبی ماں کا درجہ دیا ہے کیونکہ عورت اپنے دودھ سے بچے کی جسمانی تعمیر و تشکیل میں اہم کردار ادا کرتی ہے بچے کی شخصیت میں ماں کے دودھ کا بڑا دخل ہے اس لیے اسلام نے دودھ پلانے والی عورت کو ماں کا درجہ دیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی رضاعی ماں کی بہت عزت کیا کرتے تھے اور نہایت ادب واحترام کے ساتھ پیش آیا کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی ماں حضرت حلیمہ سعدیہؓ جب بھی آتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ادب میں کھڑے ہو جاتے اور ان کے لیے اپنی چادر مبارک بچھا دیتے جس پر حضرت حلیمہ سعدیہؓ تشریف فرما ہوتیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی رضاعی بہن کے لیے بھی اسی قدر ادب واحترام اور عزت کے ساتھ پیش آتے تھے اس کا اندازہ ہمیں اس روایت سے ہوتا ہے۔

غزوہ حنین سے واپسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی بہن (شیما) سعدیہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے آئیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیکھ کر مرحبا کہا اور ان کے لیے چادر بچھائی تاکہ وہ اس پر بیٹھ جائیں انھوں نے ادباً اس سے احتراز کیا لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصرار پر بیٹھ گئیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے حتیٰ کہ آنسوؤں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک بھیگ گئی قوم میں سے ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ رو رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کے حالات دیکھ کر اس پر رحمت کی وجہ سے، اگر تم میں سے کسی کے پاس احد پہاڑ جتنا سونا ہو اور وہ رضاعت کا حق ادا کرنے کے لیے وہ سونا دیدے تو رضاعت کا حق ادا نہیں کر سکتا۔

marfat.com

بحث ہفتم حرمتِ مصاہرت کا بیان

حرمتِ مصاہرت کیا ہے؟

حرمتِ مصاہرت کا مطلب ہے جس عورت سے کسی شخص نے حلال (نکاح) یا حرام (زنا) طریقے سے وطی (مباشرت) کی یا شہوت سے چھوا یا اس کی اندام نہانی (شرمگاہ) کی طرف شہوت سے نظر کی یا شہوت سے بوسہ لیا ان تمام صورتوں میں اس عورت کے اصول وفروع (ماں، بیٹی وغیرہ) اس مرد پر حرام ہو جائیں گے اور اس مرد کے اصول وفروع (باپ، بیٹا وغیرہ) اس عورت پر حرام ہو جائیں گے یعنی ان کے ساتھ زندگی بھر نکاح نہیں کر سکتا جس طرح باقی محرمات سے۔ اگر پہلے سے نکاح ہو تو نکاح فوراً ٹوٹ جاتا ہے حرمتِ مصاہرت کے بعد کسی صورت میں بھی رجوع نہیں ہو سکتا۔ منہاج الفتاوٰی، ج ۳، ص ۲۱۳

حرمتِ مصاہرت کا ثبوت

حرمتِ مصاہرت کے ثبوت کے لئے گواہوں یا اقرار وغیرہ کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ حرمتِ مصاہرت جن اسباب سے ثابت ہوتی ہے وہاں گواہی وغیرہ کا امکان بہت کم ہوتا ہے بعض اوقات ایک فریق کو اس کا احساس ہوتا ہے اور دوسرے فریق کو اس کا پتہ ہی نہیں ہوتا لیکن حرمتِ مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے۔

حرمتِ مصاہرت میں احتیاط

حرمتِ مصاہرت کے معاملے میں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ اگر یہ ایک دفعہ ثابت ہو جائے تو اس سے کئی رشتے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے حرام ہو جاتے ہیں اس کے واقع ہونے میں احناف کا مؤقف بہت سخت ہے احناف کے ہاں اگر غلط فہمی کی بنا پر بھی کوئی ایسا فعل سرزد ہو جائے جس سے حرمتِ مصاہرت لازم آتی ہے مثلاً غلط فہمی سے خاوند شہوت کی حالت میں اپنی بیوی کی بجائے اپنی بیٹی کو ہاتھ لگا لے (ایسا ہو سکتا ہے کہ شام کو خاوند نے دیکھا کہ فلاں چارپائی پر اس کی بیوی لیٹی تھی رات کو جب خاوند نے شہوت کی حالت میں مقاربت کیلئے اسے اٹھانے کیلئے ہاتھ لگایا تو دیکھا کہ اس کی بیوی کی بجائے بیٹی تھی بیوی دوسری چارپائی پر چلی گئی

marfat.com

تھی) تو احناف کے ہاں حرمتِ مصاہرت ثابت ہو جائے گی اور اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا اور اس کی بیوی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اس پر حرام ہو جائے گی اس لیے ضروری ہے کہ اس سے بہت زیادہ احتیاط سے کام لیا جائے۔

لاعلمی میں بیوی کی بجائے بیٹی پر شہوت کے ساتھ ہاتھ پھیرنا

احناف نے حرمتِ مصاہرت میں بہت شدت برتی ہے لاعلمی میں ہو یا غلطی سے، سہو سے ہو یا خطا سے، جب بھی شہوت کے ساتھ کسی کو ہاتھ لگ گیا حرمتِ مصاہرت ثابت ہو جائے گی، لاعلمی میں بیٹی کو بیوی سمجھ کر ہاتھ لگ گیا بیوی ہمیشہ کیلئے حرام ہو جائے گی مگر اس پر کوئی شرعی دلیل نہیں ہے اسی لیے فتح القدیر میں امام ابن ھمام نے کچھ رعایتی صورتیں نکالی ہیں مگر ناکافی ہیں علامہ ابن عابدین شامی نے صورتِ مسئلہ کی تفصیل بیان کرنے کے بعد اس پر بڑا حقیقت پسندانہ تبصرہ کیا ہے۔

مفتی عبدالقیوم خاں ہزاروی اس مسئلے پر فتویٰ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ لاعلمی کی صورت میں بیوی کی بجائے بیٹی وغیرہ کو چھو لینے سے حرمتِ مصاہرت ثابت نہیں ہوتی اور بیوی ہمیشہ کیلئے بالکل حرام نہیں ہو جاتی بیوی سے الگ ہونے کی ضرورت نہیں بحیثیت میاں بیوی ان کا زندگی بسر کرنا جائز ہے۔ قرآن وسنت میں خطاء انسان کو معاف فرمایا گیا ہے یہاں تک قتلِ خطاء اور قتلِ عمد برابر نہیں پھر چھونا ہر صورت میں کیونکر برابر ہو سکتا ہے؟ منہاج الفتاوی، ج ۳، ص ۲۱۳

بیٹی سے ناجائز تعلقات کی صورت میں نکاح کا حکم

بیٹی سے ناجائز تعلقات کی صورت میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے نکاح ٹوٹ جاتا ہے نکاح ٹوٹنے کیلئے زنا کا ہی ہونا ضروری نہیں، نکاح تو شہوت کے ساتھ چھونے، شہوت کے ساتھ بوسہ لینے اور شہوت کے ساتھ اس کی شرم گاہ کو دیکھنے سے بھی ٹوٹ جاتا ہے اور حرمتِ مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے اس آدمی پر بیوی ہمیشہ کیلئے حرام ہو جاتی ہے۔

جس عورت سے زنا کیا ہو اس کے اصول وفروع سے نکاح کرنے کا حکم

جس عورت سے زنا کیا ہو یا شہوت کے ساتھ چھوا ہو یا شہوت کے ساتھ اس کی شرمگاہ

marfat.com

کو دیکھا ہوتو اس مرد پر اس عورت کے اصول وفروع حرام ہو جاتے ہیں یعنی اس کی ماں، بیٹی، نواسی، پوتی وغیرہ حرام ہو جاتی ہیں اسی طرح اس مرد کے اصول وفروع یعنی باپ، بیٹا وغیرہ اس عورت پر حرام ہو جاتے ہیں اس کے باوجود بھی نکاح کر دیا جائے تو نکاح منعقد نہیں ہوگا اور جب تک ساتھ رہیں گے حرام کے مرتکب رہیں گے فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ

"من مس امراۃ بشھوۃ حرمت علیه امھا و ابنتھا" فتاویٰ عالمگیری، ج۱،ص۲۷۴

جس آدمی نے کسی عورت کو شہوت کے ساتھ ہاتھ بھی لگالیا، اس پر اس عورت کی ماں اور بیٹی حرام ہوگئی۔

ساس سے ناجائز تعلقات کی صورت میں نکاح کا حکم

اگر کوئی شخص ساس سے ناجائز تعلقات قائم کرتا ہے یہ ناجائز تعلقات خواہ بوس وکنار تک ہی محدود ہوں یا زنا تک ہوں ان ناجائز تعلقات کی وجہ سے اس شخص پر فوری طور پر اس عورت (ساس) کی بیٹی یعنی اس کی بیوی حرام ہو جائے گی اب کسی صورت میں بھی اس کے لیے حلال نہیں ہو سکتی وہ آزاد ہے عدت گزار کر جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔

سسر اور بہو کے ناجائز تعلقات سے بیٹے کے نکاح کا حکم

بہو کے ساتھ ناجائز تعلقات قائم کرنے سے بیٹے کا نکاح فوراً ٹوٹ جاتا ہے اور بہو باپ اور بیٹے دونوں پر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے حرام ہو جاتی ہے بیٹے پر باپ کی مطوءۃ ہونے کی وجہ سے باپ پر بیٹے کی مطوءۃ ہونے کی وجہ سے حرام ہو جاتی ہے عورت آزاد ہو جاتی ہے اور عدت گزار کر جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ حرمت ثابت ہونے کے لیے زنا ضروری نہیں ہے یہ شہوت کے ساتھ چھونے، بوسہ لینے اور شرم گاہ کو دیکھنے سے بھی ثابت ہو جاتی ہے۔

"ھذا لحرمۃ بالوطء ثبت باللمس والتقبل و النظر الی الفرج بشھوۃ" ھدایہ، ج۲،ص۲۷۷

یہ حرمت جیسے وطی سے ثابت ہوتی ہے چھونے، بوسہ دینے اور شہوت سے شرم گاہ کو دیکھنے سے بھی ثابت ہو جاتی ہے۔

marfat.com

فصل نمبر۳

کفو کا بیان

بحث اول کفو ازدواجی زندگی کو پائیدار بناتا ہے

کفو کا لغوی معنیٰ:

سید محمد مرتضیٰ زبیدی تاج العروس میں کفو کا لغوی معنیٰ یوں لکھتے ہیں کہ کفو کا معنیٰ ہے

مثلہ، ہر چیز کی مثال کو" **کفو** " کہتے ہیں۔ **تاج العروس ۱:۱۰۸**

علامہ ابن منظور افریقی "لسان العرب" میں کفو کا لغوی معنیٰ یوں بیان فرماتے ہیں کہ:

"الکفو النظیر والمساوی، ومنه الکفاة فی النکاح وهو ان یکون الزوج مساویا للمراة فی حسبها ودینها ونسبها وبیتها غیر ذالك" **لسان العرب ۱۲:۱۱۲**

کفو کا مطلب نظیر اور برابری ہے اسی سے نکاح میں کفائتَ مراد ہے وہ یہ ہے کہ خاوند کا حسب، دین، نسب، اور گھر وغیرہ میں عورت کے برابر ہونا۔

کفو کا اصطلاحی معنیٰ:

کفو کا معنی ہے صفاتِ مخصوصہ ممتازہ میں مساوی اور نظیر ہونا، نکاح میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ لڑکا، لڑکی کے معیار سے کم اور نیچ تو نہیں ہے کیونکہ جو لڑکی صفاتِ مخصوصہ ممتازہ کے اعتبار سے اعلیٰ ہو وہ اس لڑکے کا فراش بننے کو ناپسند کرے گی جو اس سے صفات میں ادنیٰ ہو اور لڑکی کے وارث بھی اس بات کو اپنے لئے باعثِ عار سمجھتے ہیں۔

نکاح میں کفو کی حیثیت

ہدایہ شریف میں ہے کہ

"الکفاءۃ فی النکاح معتبرۃ قال علیه السلام الا لایزوج النساء الا لاولیاء ولا یزوجن الا من الکفاء ولان انتظام کفو کا ہونا نکاح میں معتبر ہے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبردار نہ نکاح کرے عورتوں کا مگر ہمسروں سے اور اس لیے کہ

marfat.com

المصالح بين المتكافيين عادة لان الشريفة تابى ان تكون مستفرشة للخيس فلا بد من اعتبارها بخلاف جانبها لان الزوج مستفرش فلا تغيظه دناءة الفراش"

انتظام مصالح عادۃ دو ہمسروں کے درمیان حاصل ہوسکتے ہیں اس لیے کہ شریفہ عورت کمینے مرد کا فراش بننے سے انکار کرے گی۔ پس ضروری ہے کفائت کا اعتبار بخلاف عورت کی جانب کے اس لیے کہ شوہر فراش بنانے والا ہے لہذا فراش کا کمینہ ہونا اس کو غضبناک نہیں بنائے گا۔

ہدایہ شریف ؛کتاب النکاح ؛باب فی الاولیاء والاکفاء

کفو میں کن چیزوں کا خیال رکھنا ضروری ہے

امام قدوری لکھتے ہیں کہ:

"والكفاءة في النكاح معتبرة ---- الكفاءة تعتبر في النسب والدين والمال وهو ان يكون مالكا للمهر والنفقة وتعتبر في الصنائع"

نکاح میں ہم سری معتبر ہے ---- کفائت معتبر ہے نسب میں دین میں مال میں اور وہ یہ ہے کہ مالک ہو شوہر مہر کا اور نان ونفقہ کا اور معتبر ہے پیشوں میں۔

قدوری شریف، جلد دوم، کتاب النکاح

کفو میں عموماً چھ چیزوں کا لحاظ رکھا جاتا ہے

۱۔اسلام ۲۔نسب ۳۔تقویٰ اور دینداری ۴۔ حریت یعنی آزاد ہو غلام نہ ہو
۵۔مال ودولت ۶۔پیشہ (صنعت وحرفت وغیرہ)۔

کفو ازدواجی زندگی کو پائیدار بناتا ہے

کفو ازدواجی زندگی کو پائیدار بناتا ہے کفو سے ازدواجی زندگی میں پائیداری اس لیے آتی ہے کیونکہ کفو سے لڑکی اور لڑکے میں ہر لحاظ سے مناسبت پائی جاتی ہے جس کی وجہ سے دونوں کی ذہنی ہم آہنگی آسان ہوجاتی ہے اور دونوں کو ایک دوسرے کو سمجھنے میں آسانی رہتی ہے اگر درج ذیل امور کا خیال رکھا جائے تو رشتہ ازدواج میں مضبوطی، پائیداری اور استحکام آتا ہے۔

marfat.com

نکاح کے وقت دین کو باقی امور پر ترجیح دینا

اسلام کی منشاء تو یہی ہے کہ رنگ ونسل اور صنعت وحرفت کے امتیازات سے بالاتر ہو کر صرف اسلام، دین اور تقوی کی بنیاد پر رشتے قائم کیے جائیں۔ دوسرا یہ کہ رشتہ کرتے وقت بے شک دوسری خوبیاں بھی دیکھنی چاہیے اور ان کا خیال ولحاظ بھی رکھنا چاہیے لیکن رشتہ کا انتخاب کرتے وقت ان تمام خوبیوں پر ترجیح دین، مذہب اور تقوی کو دینی چاہیے یعنی مال ودولت، حسب ونسب، حسن وجمال اور شکل وصورت پر سیرت وکردار اور اخلاقِ حسنہ کو ترجیح دینی چاہیے حدیثِ مبارکہ ہے کہ:

"عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال تنكح المراة لاربع لمالها ولحسبها ولجمالها ولدينها فاظفر بذات الدين تربت يداك"

صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب استحاب نکاح ذات الدین

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چار وجوہ کی بناپر عورت سے نکاح کیا جاتا ہے اس کے مال کی وجہ سے اس کے حسب کی وجہ سے، اس کے حسن کی وجہ سے اور اس کی دینداری کی وجہ سے تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں تم دیندار عورت کے حصول کی کوشش کرو۔

اسلام دینِ فطرت ہے اسلام نے لوگوں کے مزاج، ان کی نفسیات اور ان کے ماحول کو بھی پیش نظر رکھا کیونکہ نکاح کے ذریعے جب ایک مرد اور عورت رشتہ ازدواج میں منسلک ہوجاتے ہیں تو یہ ازدواجی زندگی کے بندھن میں گرفتار ہوجاتے ہیں انھوں نے ساری زندگی ایک ساتھ گزارنی ہوتی ہے اس لیے ان کے ماحول، مزاج، نفسیات اور اذہان میں مکمل مناسبت اور یگانگت ہونی چاہیے۔ لڑکے اور لڑکی میں مکمل مناسبت اور یگانگت کے لیے ضروری ہے کہ ان کے خاندان حیثیت کے اعتبار سے ایک جیسے ہوں ان کی حیثیت میں زیادہ اونچ نیچ نہ ہو جس لڑکی کے خاندان اور گھرانے کو معاشرے (Society) میں اعلیٰ مقام حاصل ہو اور ان کو معاشرے میں بڑی عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہو اگر ایسی لڑکی کی شادی کسی ایسے لڑکے سے کردی جائے جس کی معاشرے میں کوئی عزت ومقام نہ ہو بلکہ اسے اور اس کے خاندان (Family) کو معاشرے میں گھٹیا سمجھا جاتا ہو تو یہ لڑکی اور اس کے خاندان کے لیے باعثِ عار ہوگا اور اس

marfat.com

لڑکی کا ایسے خاندان اور گھرانے میں اور ایسے لڑکے کے ساتھ زندگی گزارنا اجیرن اور دشوار ہو جائے گا۔

تعلیم و پیشہ میں ہم آہنگی

لڑکے اور لڑکی کی ذہنی ہم آہنگی کے لیے ضروری ہے کہ لڑکا اور لڑکی تعلیم اور پیشہ کے لحاظ سے مناسبت رکھتے ہوں کیونکہ اگر ان میں سے ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ (Highlly qualified) ہو اور دوسرا ان پڑھ (ILLiterate) ہو یا معمولی تعلیم یافتہ ہو تو ان میں ذہنی ہم آہنگی کا پیدا ہونا مشکل ہوتا ہے اعلیٰ تعلیم یافتہ فریق معمولی تعلیم یافتہ فریق کو اپنے لیے عار محسوس کرے گا اور ان کی سوچ اور ذہن کا آپس میں ملنا مشکل ہو جائے گا۔ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ایک ان پڑھ کی سوچ ،فکر اور ذہن میں بہت فرق پایا جاتا ہے دوسرا یہ کہ پیشہ اور ذات (Caste) میں بھی مناسبت رکھتے ہوں کیونکہ معاشرے میں ذات اور پیشوں کا بہت خیال رکھا جاتا ہے اعلی ذات والے نیچی ذات والوں کو گھٹیا اور کمتر خیال کرتے ہیں اس لیے بہتر یہی ہے کہ لڑکے اور لڑکی کی ذات (Caste) ایک ہونی چاہیے تا کہ کوئی ان کو طعنہ نہ دے اور یہ ایک دوسرے کے لیے شرمندگی کا باعث نہ بنیں۔

تقوی و پرہیز گاری میں مناسبت

لڑکے اور لڑکی میں تقوی و پرہیز گاری میں بھی مناسبت ہونی چاہیے تا کہ ان کی آپس میں Under Standing اچھی ہو جائے ۔اگر زوجین میں ایک متقی و پرہیز گار ہو اور دوسرا رنگین مزاج ہو تو ان کی آپس میں Under Standing ہونا بہت مشکل ہے۔ان کے مزاج میں یکسانیت نہیں پائی جاتی بلکہ ان کے مزاج ایک دوسرے کے برعکس ہیں ایک کی پسند دوسرے کی ناپسند ہے ایک تقوی وطہارت کو پسند کرتا ہے جبکہ دوسرا عیش وعشرت کو پسند کرتا ہے ایک کا مزاج مذہبی ہے اور دوسرا رنگین مزاج ہے تو ایسی صورت میں ان کو ازدواجی بندھن میں باندھنا مناسب نہیں ہوگا کیونکہ ان کی ذہنی ہم آہنگی نہیں ہوگی اور وہ مقاصد حاصل نہیں ہوں گے جو نکاح سے ہوتے ہیں۔یہ محبت و پیار، الفت وچاہت، سکون اور اطمینان قلب کا باعث بننے کی بجائے ایک دوسرے کے لیے نفرت وکدورت اور مصائب وآلام کا باعث بنیں گے۔اس لیے ضروری

marfat.com

ہے کہ رشتہ طے کرتے وقت لڑکے اورلڑکی کی ذہنی ہم آہنگی کا خیال رکھا جائے اور ایسے رشتے کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے جن میں مناسبت نہ ہو کیونکہ ایسے رشتے پائیدار نہیں ہوتے اور ان کی عمر بہت کم ہوتی ہے۔

نکاح کے وقت نسب وغیرہ غلط ظاہر کرنا

نکاح کے وقت اگر شوہر نے اپنا نسب چھپایا یا دوسرا نسب بتا کر دھوکے سے نکاح کرلیا اور نکاح کے وقت عورت اوراس کے اولیاء کو پتہ نہ چلا اور یہ نسب عورت کے کفو کے برابر نہ ہوا تو عورت اوراس کے اولیاء کو حق ہے کہ وہ اس نکاح کو فسخ کردیں اگر اتنا کم نہیں کہ کفو نہ ہو تو اولیاء کو حق نہیں ہے کہ وہ نکاح کو فسخ کریں جبکہ عورت کو حق حاصل ہے وہ اپنی مرضی سے نکاح فسخ کر سکتی ہے اور اگر مرد کا نسب اس سے بڑھ کر ہو جو اس نے نکاح کے وقت ظاہر کیا ہو تو عورت اوراس کے اولیاء کو حق حاصل نہیں ہے کہ وہ نکاح کو فسخ کریں اور اگر عورت نے نکاح کے وقت نسب غلط ظاہر کیا تو شوہر کو نکاح فسخ کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔

بحث دوم کفو نکاح کے لیے شرط نہیں

''کفو'' کی حقیقت اتنی ہے کہ لڑکے اورلڑکی میں ہر ممکن حد تک مناسبت کا لحاظ رکھا جائے۔ بے جوڑ اور غیر مناسب رشتوں سے بچا جائے تا کہ دونوں میں ہم آہنگی مطابقت وموافقت اور الفت ہو۔ کالے، گورے، سید غیر سید۔ ذات پات کا نظام اسلام میں نہیں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث ہے کہ تمام لوگ کنگھی کے دندانوں کی طرح ہیں، کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں ہے فضیلت صرف تقویٰ سے حاصل ہوتی ہے اسلام کے نزدیک مال ودولت، حسب ونسب، حسن وجمال اور صنعت وحرفت بزرگی وبڑائی اور عزت وتکریم کا معیار اور سبب نہیں ہیں بلکہ اسلام کے نزدیک عزت وتکریم اور بزرگی وبڑائی کا معیار تقویٰ وطہارت اور حسنِ اعمال ہیں اگر کفو کو نکاح کی شرط بنا دیا جائے اور نکاح صرف مال ودولت، حسب ونسب، حسن وجمال اور صنعت وحرفت کی بنیاد پر کیا جائے تو یہ اسلام سے روگردانی ہوگی اور اس طرح عزت وتکریم کا معیار تقویٰ وطہارت کی بجائے مال ودولت اور حسب ونسب بن جائے گا۔

marfat.com

ذات پات اور نسلی تفاخر کی بنا پر رشتہ ٹھکرانا

ذات پات، حسب ونسب اور قبیلے اور خاندان پر فخر کرنا مسلمانوں کا شیوہ نہیں ہے اسلام کے نزدیک ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے ماسوائے یہ کہ یہ محض معرفت اور شناخت کے لیے بنائے گئے ہیں صرف اور صرف نسلی تفاخر کی بنیاد پر رشتہ ٹھکرا دینا جائز نہیں ہے مسلمان ممالک میں خاص کر پاکستان میں بھی رشتہ داری کے وقت ذات پات اور حسب ونسب کو بنیاد بنایا جاتا ہے اونچی ذات والے نیچی ذات والوں کے ساتھ رشتہ داریاں کرنا تو دور کی بات ہے ان سے تعلقات بھی قائم نہیں کرتے تاکہ ان کی شان میں کوئی فرق نہ آئے اور ان کو اپنے برابر تسلیم ہی نہیں کرتے ان کو اپنا خادم سمجھتے ہیں اور اپنی ذات پر گھمنڈ، غرور، ناز اور فخر کرتے ہیں یہ لوگ انسان کو نہیں پرکھتے بلکہ یہ انسان کی ذات کو پرکھتے ہیں، انسان کو عزت وتکریم اور اہمیت نہیں دیتے بلکہ انسان کی ذات کو عزت وتکریم اور اہمیت دیتے ہیں۔ یہ گمراہ کن تصورات آج کے تعلیم یافتہ اور ترقی یافتہ دور میں بھی پائے جاتے ہے اگرچہ پہلے کی نسبت اس گمراہ کن نظریہ میں کچھ کمی واقع ہوئی ہے لیکن آج بھی یہ پسماندہ علاقوں (Backword Areas) میں بہت شدت کے ساتھ پایا جاتا ہے یہ ذات پات کا نظریہ اسلام اور انسانیت کے خلاف ہے اسلام کے نزدیک عزت وتکریم اور اعلیٰ وبلند درجے کا دارومدار ذات پات پر نہیں ہے۔ ذات پات اور قبائل تو محض انسان کی جان پہچان اور تعارف کے لیے بنائے گئے ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت وتکریم اور اعلیٰ وارفع ہونے کا دارومدار تقوی وپرہیزگاری، سیرت وکردار اور اخلاقِ حسنہ پر ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقٰكُمْ﴾ الحجرات ۱۳:۴۹

اے لوگو! ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہارے گروہ اور قبیلے بنا دیے تاکہ تم پہچانے جاسکو۔ بے شک عزت وتکریم کا دارومدار تقوی پر ہے۔

قرآن مجید سے غیر کفو میں نکاح کا ثبوت: بعض لوگوں نے کہا کہ غیر کفو میں نکاح کرنا حرام ہے یہ نکاح زنا کے مترادف ہے۔ خواہ ان کے ورثاء واولیاء کی اجازت ہی کیوں نہ ہو لیکن ان بزرگوں نے قرآن مجید کے حکم پر غور نہیں فرمایا کہ قرآن مجید نے ان تمام عورتوں کا ذکر فرمایا جو نسب، رضاعت، جمع فی النکاح اور منکوح غیر ہونے کے اعتبار سے حرام ہیں۔

marfat.com

محرمات کے علاوہ باقی ساری عورتیں حلال ہیں خواہ کفو ہو یا کہ نہ ہو

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّاوَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ﴾

النساء ۴:۲۴

اور ان محرمات کے سوا سب عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں بشرطیکہ تم مال کے عوض اپنی پاکبازی کے تحفظ کی خاطر ان سے عقد کرو درآنحالیکہ تم زنا کرنے والے نہ ہو۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے کلمہ ''مـــا'' عموم کا استعمال فرما کر بتادیا کہ مذکورہ حرام کردہ عورتوں کے علاوہ سب حلال ہیں اس میں کفو اور غیر کفو کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔

اپنی پسند کی عورتوں سے شادی کرو، خواہ کفو میں ہوں یا غیر کفو میں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿فَانْكِحُوْا مَاطَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ﴾

النساء ۴:۳

پس نکاح کرو ان عورتوں سے جو تمہیں پسند ہوں، دو دو سے، تین تین سے اور چار چار سے۔

مندرجہ بالا آیت میں بھی لفظ ''ما'' جو کہ عموم کے لئے ہے یعنی محرمات کے علاوہ جو عورتیں تمہیں پسند آئیں خواہ وہ کفو سے ہوں یا غیر کفو سے ہوں باہمی رضامندی سے نکاح کرلو۔

قبائل اور خاندان محض شناخت و پہچان کے لیے بنائے گئے ہیں

ارشادی باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقٰكُمْ﴾

الحجرات ۴۹:۱۳

اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہاری شناخت کے لئے الگ الگ خاندان اور قبیلے بنائے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔

علامہ آلوسی نے اس آیت کے حوالے سے لکھا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

marfat.com

نے بنو بیاضہ کو حکم دیا کہ وہ ابوالہند کے ساتھ اپنی ایک عورت کی شادی کر دیں انہوں نے کہا **یا رسول اللہ تزوج بناتنا موالینا؟** کیا ہم اپنی بیٹیوں کا نکاح غلاموں سے کر دیں۔اس موقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی **یاایھاالناس انا خلقنٰکم** ۔۔۔۔۔، بنو بیاضہ معزز لوگ تھے ابو ہندان کے غلام تھے اور فصد لگاتے تھے انھوں نے اس رشتہ کو ناپسند کیا تو قرآن حکیم کا حکم نازل ہو گیا پھر وہ لوگ راضی ہو گئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آزاد عورت کا نکاح ایک غلام سے کر کے حسب ونسب، صنعت وحرفت، ذات پات اور نسلی تفاخر اور غرور وگھمنڈ کے سارے بت توڑ دیئے اور ثابت کر دیا کہ تمام مسلمان برابر ہیں قبیلہ حسب ونسب اور نسلی تفاخر عظمت وبرتری کا معیار نہیں ہے۔

روح المعانی، ج۲۶، ص۱۶۳

مسلمان آزاد لڑکیوں کا نکاح غلام مسلمانوں سے کرنا جائز ہے

﴿وَلَا تُنۡكِحُوا الۡمُشۡرِكِيۡنَ حَتّٰى يُؤۡمِنُوۡا وَلَعَبۡدٌ مُّؤۡمِنٌ خَيۡرٌ مِّنۡ مُّشۡرِكٍ وَّلَوۡ اَعۡجَبَكُمۡ﴾

البقرۃ۲:۲۲۱

اور (مسلمان عورتوں کو) مشرک کے نکاح میں نہ دو جب تک وہ ایمان نہ لائیں خواہ وہ مشرک تمہیں (حسب ونسب اور مال ودولت کے لحاظ سے) اچھے ہی کیوں نہ معلوم ہوں اور بے شک غلام مسلمان آزاد مشرک سے بہتر ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صراحتاً بتا دیا کہ مسلمان آزاد لڑکیوں کا نکاح غلام مسلمانوں سے کرنا جائز ہے۔حالانکہ غلام آزاد کا کفو نہیں ہوتا مندرجہ بالا آیاتِ مقدسہ سے غیر کفو میں نکاح کے جواز کا ثبوت ملتا ہے۔

احادیثِ مبارکہ سے غیر کفو میں نکاح کا ثبوت

احادیث مبارکہ سے غیر کفو میں نکاح کرنے کا ثبوت بھی ملتا ہے حدیث مبارکہ ہے کہ

"عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا خطب الیکم من ترضون دینہ وخلقہ فتزوجوہ الا تفعلوا تکن فتنہ .فی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تمہارے پاس ایسے شخص کے نکاح کا پیغام آئے جس کا دین اور اخلاق

marfat.com

الارض وفساد عریض"

ترمذی، کتاب النکاح، باب ماجاء اذا جاء کم من ترضون دینہ فزوجوہ

تمہیں پسند ہوں تو اس سے نکاح کرو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو زمین پر بہت فساد اور فتنہ پھیلے گا۔

ایک حبشی غلام کا ایک آزاد عربی عورت سے نکاح

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک انصاری کے گھر بھیجا تا کہ وہ اپنے رشتے کا پیغام دیں، ان انصاری کے گھر والوں نے کہا یہ تو حبشی غلام ہے! حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے تمہارے پاس آنے کے لیے نہ کہا ہوتا تو میں کبھی نہ آتا، انھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں حکم دیا ہے؟ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہاں، انھوں نے کہا تم اس رشتہ کے مالک ہو! حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی، اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سونے کا ٹکڑا آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا کہ یہ اپنی بیوی کے پاس لے جانا اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوستوں سے فرمایا تم اپنے بھائی کے ولیمہ کی تیاری کرو۔!''

امام ابوداؤد سجستانی، مراسیل ابوداؤد، ص ۱۱۔۱۲

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آزاد عربی عورت کا ایک حبشی غلام سے نکاح کر کے یہ تعلیم دی ہے کہ حسب ونسب، مال ودولت، صنعت وحرفت اور غلامی وآزادی کی کوئی حیثیت نہیں ہے حیثیت ہے تو دین کی، تقوی کی، حسنِ اخلاق کی اور اچھے سیرت وکردار کی ہے یعنی ایک اچھا مسلمان ہونا اگر کسی شخص کا اچھا حسب ونسب نہ ہو لیکن وہ شخص ایک اچھا مسلمان ہو تو اس کو رشتہ دے دینا چاہیے۔

marfat.com

فصل نمبر 4

حق مہر کا بیان

حق مہر

حق مہر عورت کے لیے عزت کی نشانی (Symbol of Respect) ہے۔ مہر وہ مال ہے جس کے معاوضہ میں مرد کو عورت پر حقوقِ زوجیت حاصل ہوتے ہیں اور جس کے بدلے مرد عورت کے عضوِ مخصوصہ کی ملکیت حاصل کرتا ہے اور اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ فقہاء کا قول ہے کہ "**المهر بدل البضع**" مہر بضع عورت (عورت کی شرمگاہ) کا مثل ہے یعنی مہر سے عورت کے عضوِ مخصوصہ کی ملکیت حاصل ہوتی ہے۔ نکاح کے لیے حق مہر کا تقرر ضروری ہے اس کے بغیر تعلقاتِ زوجیت قائم کرنا درست نہیں ہے کیونکہ مہر کی ادائیگی سے ہی مرد عورت کے عضوِ مخصوص کا مالک بنتا ہے جب تک ادا نہیں کرتا ملکیت حاصل نہیں کر سکتا اور نہ ہی فائدہ اٹھا سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے مہر کو فرض کیا ہے اسکی ادائیگی پر زور دیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشادات باری تعالیٰ ہیں کہ:

﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ﴾ النساء ۴:۲۴

جن عورتوں سے تم شادی کرنا چاہو ان کے مقررشدہ مہر انہیں ادا کر دیا کرو اور قرارداد کے بعد تمہاری آپس میں جو رضا مندی ہو جائے اس میں کچھ گناہ نہیں۔

﴿وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً﴾ النساء ۴:۴

اور تم بیویوں کو ان کے مہر خوش دلی سے دے دیا کرو۔

﴿اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ﴾ النساء ۴:۲۴

تم عورتوں کو اپنے مالوں کے عوض شہوت رانی کے لیے نہیں بلکہ پارسائی کی خاطر طلب کرو۔

جس نے مہر کے عوض کسی عورت سے نکاح کیا اور نیت یہ رکھی کہ وہ اس مہر کو ادا نہیں کرے گا وہ

marfat.com

دراصل زانی ہے حضوراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

"من اعطی فی صداق امراته مل ء کفیه سویقا اوتمرافعد استحل"

جس شخص نے اپنی عوت کودونوں ہاتھ بھر کرستویا کھجور بطور مہر دے دیئے اس شخص نے اس عورت کواپنے اوپر حلال کرلیا۔

سنن ابوداؤد، کتاب النکاح، باب قلۃ المہر

مہر فرض کرنے کی حکمت

حق مہر عورت کی عصمت، عزت اور مستقبل کا ضامن ہوتا ہے اور عورت کے لیے سیکورٹی (Security) کی حیثیت رکھتا ہے اس سے عورت کی عزت وآبرو اور جان ومال محفوظ رہتا ہے اور اس سے ازدواجی بندھن میں مضبوطی اور پائیداری آتی ہے اگر مہر کا مال معقول ہو تو مرد مال کے نقصان کی وجہ سے طلاق دینے سے بھی کتراتا ہے۔اس لیے عورت کو چاہیے کہ نکاح کے وقت مہر کے تعین میں شرم سے کام نہ لے بلکہ اپنی اور خاوند کی مالی حیثیت کے مطابق مناسب مہر مقرر کرے تا کہ اس کی ازدواجی زندگی محفوظ رہ سکے۔

مہر سے مرد کے لیے عورت کی حیثیت، مقام اور اس کی قدر ومنزلت میں اضافہ ہوتا ہے کیونکہ لوگ مال ودولت سے محبت کرتے ہیں اور جو چیز اس مال ودولت کے ذریعے سے خریدتے ہیں تو پھر اس چیز کی قدر وقیمت بھی ان کے نزدیک بڑھ جاتی ہے اگر مہر فرض نہ ہوتا تو مرد کے دل میں عورت کی اتنی حیثیت نہ ہوتی جتنی مہر کے ادا کرنے سے ہوتی ہے مہر کے سبب سے نکاح اور زنا میں امتیاز ہوتا ہے۔

مہر کی مقدار

مہر کی مقدار کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے شریعت نے مہر کی کم ازکم (Minimum) مقدار مقرر کی ہے زیادہ سے زیادہ مقدار کی کوئی حد نہیں، مہر کی کم ازکم مقدار میں بھی فقہاء میں اختلاف پایا جاتا ہے البتہ امام ابوحنیفہ کے ہاں کم ازکم مقدار دس درہم ہے۔

مہر کی کم سے کم مقدار:

شریعت میں حق مہر کی کم سے کم مقدار کے بارے میں ذکر ملتا ہے مختلف فقہاء کے درمیان حق مہر کی کم سے کم مقدار کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے البتہ فقہ حنفی کے مطابق حق

marfat.com

مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم ہے جو تقریباً اڑھائی تولہ چاندی کے برابر ہے اس سے کم مقرر کرنا جائز نہیں، اگر کسی نے کم مقرر کیا تو عورت کو دس ہی ملیں گے قدوری شریف میں ہے کہ:

"واقل المهر عشرة دراهم فان سمی اقل من عشرة فلها عشرة وان سمی عشرة فمازادفلهاالمسمی"

مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم ہے اگر کسی نے مہر دس درہم سے کم مقرر کیا تو عورت کو دس ہی ملیں گے اور اگر دس یا اس سے زائد مقرر کیا تو عورت کو مقرر کردہ ملے گا۔

قدوری شریف جلد۲ کتاب النکاح

حق مہر کی زیادہ سے زیادہ مقدار:

شریعت میں حق مہر کی کم از کم مقدار کے تعین کے بارے میں تو تصور پایا جاتا ہے لیکن زیادہ سے زیادہ (Maximum) کے مقرر کرنے کے متعلق کوئی تصور (Concept) حد، قید اور پابندی نہیں ہے جتنا کوئی چاہے مقرر کر سکتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَاٰتَيْتُمْ اِحْدٰاهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا﴾ النساء ۴:۲۰

اور اس (بیوی) کو ڈھیروں مال دے چکے تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو!

حق مہر کی وہی مقدار تسلیم (Accept) کی جائے گی جس پر فریقین راضی ہو جائیں حق مہر دس درہم سے زیادہ ہونا چاہیے دس درہم سے زیادہ، یہ ایک ہزار، ایک لاکھ اور ایک کروڑ بھی ہو سکتا ہے لڑکے کی مالی حیثیت کے مطابق ہونا چاہیے مہر نہ اتنا کم ہو کہ اس کی اہمیت، حیثیت اور قدر و قیمت ہی نہ رہے اور نہ ہی اتنا زیادہ ہونا چاہیے کہ یہ لڑکے کے لیے ادا کرنا ہی محال ہو جائے۔

حق مہر مقرر کرنے میں احتیاط

نکاح دس درہم مہر یا اس کے برابر مال مقرر کرنے سے ہو جاتا ہے لیکن اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ مہر عورت کے لیے عزت کا نشان (Symbol of Respect) سمجھا جاتا ہے لہذا مہر مقرر کرتے وقت عورت کی عزت کا خیال رکھنا چاہیے اور اسکی حیثیت کے مطابق مہر مقرر کرنا چاہیے۔ مہر مقرر کرتے وقت عورت اور مرد کی مالی حیثیت کا خیال رکھنا چاہیے اور ان کی مالی حیثیت کے مطابق مقرر کرنا چاہیے مہر نہ ہی اتنا کم ہونا چاہیے کہ عورت کو بتاتے ہوئے بھی شرم

marfat.com

آے، محض رسم ہی پوری نہ کی جائے اور نہ ہی اتنا زیادہ ہونا چاہیے کہ مرد ادا ہی نہ کر سکے اور اس کی ادائیگی کے لیے قرض اٹھاتا پھرے احادیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مہر میں مبالغہ کرنا اور مرد کی قوتِ برداشت سے زیادہ مقرر کرنا ایک ناپسندیدہ فعل ہے۔

حق مہر میں کمی بیشی کا حق

حق مہر چونکہ عورت کا ہی مال ہوتا ہے اس لیے اس میں کمی بیشی کا حق بھی عورت کو ہی حاصل ہے عورت کی مرضی کے بغیر اس میں کوئی کچھ بھی نہیں کر سکتا حتیٰ کہ عورت کے والدین کو بھی اس میں کمی بیشی کا اختیار نہیں ہے عورت اپنی مرضی سے اس میں کمی کر سکتی ہے کوئی بھی اس پر دباؤ نہیں ڈال سکتا البتہ مقرر شدہ مہر میں اضافہ خاوند کی مرضی سے ہوتا ہے اس میں عورت کو مطالبہ کرنے کا اختیار نہیں ہے اگر فریقین نے نکاح کے موقع پر مہر کا تعین کر لیا لیکن بعد میں زندگی کے کسی موڑ پر وہ باہمی رضا مندی سے اس میں کمی بیشی کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْ م بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ﴾ النساء ۴:۲۴

اور تم پر اس مقدار کے بارے میں جس پر تم لوگ مہر کے مقرر ہو جانے کے بعد باہم رضا مند ہو جاؤ کوئی گناہ نہیں ہے۔

حق مہر معاف کرنا

مہر کا مال عورت کی ملکیت ہوتا ہے عورت اپنی مرضی سے اس کو معاف کر سکتی ہے مہر کی معافی کے لیے مرد عورت کو مجبور نہیں کر سکتا عورت چاہے تو سارے کا سارا معاف کر دے، چاہے تو اس کا کچھ حصہ معاف کر دے اور چاہے تو بالکل معاف نہ کرے کیونکہ یہ اس کا حق ہے اور اس کو معاف کرنے کا حق بھی اسی کے پاس ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

﴿وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا﴾ النساء ۴:۴

اور تم بیویوں کو ان کے مہر خوش دلی سے دے دیا کرو اگر وہ خوش دلی سے اس میں سے تمہارے لیے کچھ چھوڑ دیں تو اسے مزیدار اور خوشگوار سمجھ کر کھاؤ۔

marfat.com

حق مہر کی ادائیگی کا مناسب وقت

حق مہر نکاح کے وقت ہی نقد ادا کر دینا چاہیے اگر نقد ادا نہ کر سکے تو زیورات وغیرہ کی صورت میں لڑکی کو ادا کر دیا جائے اور اسے مالک بنا دیا جائے اگر نکاح کے وقت نہ ہو سکے تو خاوند کو چاہیے کہ سہاگ رات کے وقت سب سے پہلے حق مہر ادا کرے۔

حق مہر کی اقسام

۱۔مہرِ معجّل: ایسا مہر جس کی ادائیگی خلوت سے پہلے ضروری ہو، مہر معجّل کہلاتا ہے شرعی طور پر عورت کو یہ حق پہنچتا ہے کہ مہر معجّل کی عدم ادائیگی کی صورت میں شوہر سے اپنے نفس کو روک لے۔

۲۔مہر مؤجل: مہر مؤجل اس مہر کو کہتے ہیں جس کی ادائیگی کی میعاد مقرر ہو۔ائمہ اربعہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مہر مؤجل کی عدم ادائیگی کی صورت میں عورت کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ اپنے آپ کو خاوند سے روکے رکھے کیونکہ عورت نے اپنا اختیار خود معیاد دینے سے ساقط کر دیا ہے۔

۳۔مہرِ مطلق: مہر مطلق وہ ہے جو نہ معجّل ہو اور نہ مؤجل۔زوجین کی باہمی رضامندی سے اس کی ادائیگی شوہر جب چاہے کر سکتا ہے اس قسم کے مہر کی وصولی کے لئے عورت شرعی طور پر مجاز نہیں کہ وہ اپنے نفس کو شوہر سے روک لے۔

۴۔مہرِ منجم: ایسا مہر جس کے متعلق زوجین میں طے پا جائے کہ اس کی ادائیگی یک مشت نہیں بلکہ قسط وار ہوگی، مہر منجم کہلاتا ہے۔

۵۔مہرِ مثل: اگر نکاح کے موقع پر مہر مقرر نہ کیا جائے یا مقدارِ مہر کے تعین میں زوجین کے درمیان اختلاف رونما ہو یا مہر کے بدلے کسی ایسی چیز کا نام لیا جائے جسے اسلام مال تصور نہیں کرتا مثلاً کوئی حرام چیز جیسے شراب یا سور وغیرہ تو ان تمام صورتوں میں عورت کو مہرِ مثل ملے گا۔

مہرِ مثل سے مراد وہ ہے جو عورت کے خاندان سے تعلق رکھنے والی دوسری عورتوں کا ہوتا ہے اس میں صرف ان عورتوں کے مہر کو دیکھا جائے گا جو باپ کی طرف سے اس کی رشتہ دار ہوں گی والدہ کے خاندان کی عورتوں کا مہر معتبر نہ سمجھا جائے گا لیکن اس سلسلے میں عمر، حسن و جمال، عقل و مال، دین، شہر اور زمانہ کے اوصاف کا بھی لحاظ رکھا جائے گا۔

۶۔مہرِ مسمی: وہ حق مہر جس کی مقدار متعین و مقرر ہو۔

marfat.com

باب دوم

حقوقِ زوجین

فصل اول خاوند کے حقوق

فصل دوم بیوی کے حقوق

marfat.com

حقوقِ زوجین

زوج عربی زبان کالفظ ہے اور یہ جوڑے کے لیے استعمال ہوتا ہے مرد جوڑ ہے عورت کے لیے اور عورت جوڑ ہے مرد کے لیے۔اگر عورت کے لیے استعمال ہوتو اسے ''زوجہ'' کہتے ہیں، اور اگر مرد کے لیے استعمال ہوتو اسے ''زوج'' کہتے ہیں اس لیے ان دونوں کے حقوق کو ''حقوقِ زوجین'' کہتے ہیں۔حق کی جمع حقوق آتی ہے۔''حقوقِ زوجین'' سے مراد وہ حقوق ہیں جو ایک مرد اور عورت کے رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کے باعث ایک دوسرے پر واجب ہوتے ہیں۔نکاح کے باعث میاں بیوی پر کچھ حقوق وفرائض جنم لیتے ہیں میاں بیوی کے حقوق کو ''حقوقِ زوجین'' کا نام دیا جاتا ہے۔

شوہر کے حقوق کی ادائیگی عورت پر واجب ہے۔یہ اس کے لیے فرائض ہیں یعنی شوہر کے جو حقوق ہیں وہ عورت کے لیے فرائض کا درجہ رکھتے ہیں اگر عورت یہ حقوق ادا نہیں کرتی تو وہ گناہگار ہوگی اور اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی برتے گی اسی طرح بیوی کے حقوق کی ادائیگی مرد پر واجب ہے اور یہ مرد کے لیے فرائض کا درجہ رکھتے ہیں یعنی بیوی کے حقوق مرد کے فرائض میں سے ہیں مرد پر ان حقوق کی ادائیگی واجب ہے اگر ان کو ادا نہیں کرتا تو گناہگار ہوگا جس طرح باقی فرائض وواجبات (نماز، روزہ) میں کوتاہی برتنے کی وجہ سے ہوتا ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ اور عورتوں کا حق مردوں پر ویسا ہی ہے جیسا مردوں کا حق عورتوں پر ہے۔ البقرة ۲:۲۲۸

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمادیا کہ عورتوں کا حق بھی مردوں پر ایسا ہی ہے جیسا مردوں کا حق عورتوں پر ہے اسلام نے جاہلیت کے اس تصور کا رد فرمایا ہے کہ عورت کی حیثیت گھر کی اشیاء کی طرح تھی اور پاؤں کی جوتی کی طرح اس کی خرید وفروخت ہوتی تھی انہیں اپنی ذات پر شادی بیاہ میں کسی قسم کا کوئی اختیار نہ تھا اس کے اولیاء اسے جس کے حوالے کردیتے وہاں جانا پڑتا تھا عورت مردوں کی ملکیت تصور کی جاتی تھی جبکہ عورت کی ملکیت کسی چیز پر نہ تھی یہاں تک کہ یورپ کے وہ ممالک جو آج دنیا کے زیادہ متمدن ممالک سمجھے

marfat.com

جاتے ہیں یہ عورت کے انسان ہونے کو بھی تسلیم نہ کرتے تھے۔۵۸۶ء میں فرانس نے عورت پر یہ احسان کیا کہ بہت سے اختلافات کے بعد یہ قرارداد پاس کی کہ عورت ہے تو انسان مگر صرف مرد کی خدمت کے لیے پیدا کی گئی ہے۔

حقوق کی ادائیگی میں برابری

اسلام نے حقوق کی ادائیگی کے اعتبار سے عورت اور مرد کو برابر درجہ دیا ہے جس طرح بیوی پر لازم ہے کہ وہ اپنے خاوند کے حقوق ادا کرے اسی طرح شوہر پر بھی لازم ہے کہ وہ اپنی بیوی کے حقوق ادا کرے یعنی حقوق کی ادائیگی کے لحاظ سے دونوں برابر ہیں۔اسلام نے حقوق میں برابری کا مغربی تصور رد کرتے ہوئے اپنا تصور دیا ہے۔مرد کے حقوق مرد ہونے کے لحاظ سے ہیں اور عورت کے عورت ہونے کی حیثیت سے ہیں کیونکہ دونوں کی ذمہ داریاں الگ الگ ہیں مرد اور عورت کے حقوق ہر لحاظ سے برابر نہیں ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ویسے ہی، یا ان جیسے ہی (Similer) کا لفظ استعمال کیا ہے۔وہی (Same) کا لفظ استعمال نہیں کیا، ان کے حقوق میں مثلیت ہے برابری نہیں ہے۔مثلیت کا مطلب برابری کا نہیں ہے، کہ ایک مہینہ شوہر بیوی کو کما کر کھلائے اور دوسرا مہینہ بیوی شوہر کو اور جس طرح عورت مرد کی خدمت کرتی ہے اسی طرح مرد عورت کی خدمت کرے بلکہ حقوق کی ادائیگی میں برابری مراد ہے۔

marfat.com

فصل نمبر 1

خاوند کے حقوق

حقِ زوجیت

خاوند کا سب سے بڑا حق ''حقِ زوجیت'' ہے جس کے لیے نکاح کو مشروع کیا گیا۔ حقِ زوجیت کا مطلب ہے خاوند کا اپنی بیوی کے ساتھ مباشرت، جماع یا ہمبستری کرنا۔ نکاح کے ذریعے ایک عورت اپنے جسم، اپنی عزت وآبرو کا مرد کو مالک بنادیتی ہے اور مرد کو یہ تمام حقوق نکاح کے ذریعے حاصل ہوتے ہیں کلامِ عرب میں نکاح انہی معانی میں استعمال ہوتا ہے۔

لفظ نکاح پر لغوی بحث کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کا مطلب ''وطی'' ہے اور وطی کا مطلب ہے خاوند کا بیوی سے مباشرت کرنا، جماع کرنا اور ہمبستری کرنا، زمانہ قدیم سے نکاح انہی معانی میں استعمال ہورہا ہے شریعت میں نکاح کا مقصد ومنبع بھی یہی ہے شریعت میں ایسے شخص کے لیے نکاح کرنا حرام ہے جو وطی کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ معلوم ہوا کہ نکاح مشروع کرنے کا بنیادی مقصد وطی ہے یعنی خاوند کا اپنی بیوی کے ساتھ مباشرت کرنا۔ مباشرت میں شادی کے دو بنیادی اور اہم مقاصد (Two Main & Important) مضمر ہیں ایک یہ کہ یہ افزائش نسل کا ذریعہ ہے دوسرا یہ کہ اس کے ذریعے زوجین تسکین حاصل کرتے ہیں۔

﴿اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْا اِلَيْهَا﴾ الروم ۳۰:۲۱

اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تاکہ ان کی طرف مائل ہوکر سکون حاصل کرو۔

عورت پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ خاوند کے لیے تسکین کا باعث بنے اور اس کی خواہش کا خیال رکھے اور اس کے ساتھ شدید محبت والفت کا اظہار کرے اور قربت کے وقت جنسی وجسمانی گرم جوشی کا مظاہرہ کرے۔ خاوند کے بلانے پر انکار نہ کرے سوائے کسی شرعی عذر (حیض ونفاس) کے۔ ایسی عورتوں کے بارے میں احادیث مبارکہ میں بہت وعید آئی ہے اور ان پر بہت

marfat.com

لعنت کی گئی ہے جو خاوند و کے بلانے پر نہیں آتیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت خاوند کے بلانے پر نہیں آتی اس پر فرشتے لعنت بھیجتے ہیں۔

"عن ابی هريرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله عليه وآله وسلم قال اذا باتت المراة ها جرة فراش زوجها لعنته الملائكة حتی تصبح"

صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم امتناعها من فراش زوجها

ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی عورت شوہر سے علیحدہ بستر پر رات گزارے تو صبح ہونے تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

"عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول صلی الله عليه وآله وسلم والذی نفسی بيده ما من رجل يد عو امراته الیٰ فراشها فتابیٰ عليه الا كان الذی فی السماء ساخطا عليها حتی يرضی عنها"

صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم امتناعها من فراش زوجها

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، جس شخص کی بیوی اپنے شوہر کے بلانے پر انکار کر دیتی ہے اس سے اللہ تعالیٰ اس وقت تک ناراض رہتا ہے جب تک اس کا شوہر اس سے راضی نہ ہو جائے۔

"عن طلق بن علی قال قال رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم اذاالرجل دعا زوجته لحاجته فلتاته ان كانت علی التنور"

جامع ترمذی، الرضاع، باب ماجاء فی حق الزوج علی المراۃ

حضرت طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت کوئی شخص اپنی عورت کو اپنی حاجت کے لیے بلائے یعنی جماع کے لیے تو عورت کو چاہیے کہ آ جائے اگر چہ وہ تنور پر ہی کیوں نہ بیٹھی ہوئی ہو۔

"عن ام سلمة قالت قال رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم ايما امراة باتت وزوجها عنها راض دخلت الجنة"

جامع ترمذی، الرضاع، باب ماجاء فی حق الزوج علی المراۃ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت اس حالت میں مرے کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہو وہ جنتی ہے۔

marfat.com

"عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللـــه لـو امـرت احـد ان يسـجـد لـزوجهـامـن عظم حقه ولا تجد امراة حـلاوة الايـمـان حتـى تـودى حـق زوجها ولـو سـالها نـفسها وهـى على ظهر قتب"

مسند احمد، کتاب مسند الکوفیین، حدیث عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا کہ اگر میں کسی شخص کو یہ حکم دیتا کہ وہ کسی شخص کو سجدہ کرے، تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے کیونکہ شوہر کا بہت عظیم حق ہے اور کوئی عورت اس وقت تک ایمان کی چاشنی نہیں پاسکتی جب تک وہ اپنے خاوند کا حق ادا نہ کرے اگر وہ سفر کے لیے جارہی ہو اور اس کا خاوند اسے مقاربت کے لیے بلائے تو سفر چھوڑ کر چلی آئے۔

احادیثِ مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ عورت کے لیے سب سے اہم اور ضروری فریضہ شوہر کے حقوق کی ادائیگی، شوہر کی خدمت اور اس کی فرمانبرداری ہے۔ شوہر کا سب سے بڑا حق "حقِ زوجیت" ہے اس لیے بیوی کو چاہیے کہ حقِ زوجیت کی ادائیگی میں کوتاہی، سستی، لاپرواہی اور بہانے وغیرہ سے کام نہ لے۔ خاوند جب بھی اس کو مباشرت کے لیے بلائے تو فوراً آجائے۔ خاوند کی رضا میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اور خاوند کی ناراضگی میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے عورت کو چاہیے کہ خاوند کو خوش اور راضی رکھ کر اللہ تعالیٰ کی خوشی اور رضا حاصل کرے تاکہ دنیا و آخرت میں فلاح پاسکے۔ بیوی اپنے خاوند کو ناراض کر کے اپنی دنیا و آخرت کو برباد مت کرے۔

شوہر کی اجازت کے بغیر عورت کو نفلی عبادت اور روزہ رکھنے کی ممانعت

اسلام نے شوہر کے حقوق کی ادائیگی کا اس قدر خیال رکھا ہے کہ نفلی عبادت کو بھی اس میں حائل نہیں ہونے دیا اگر عورت کا شوہر گھر پر ہو تو عورت کو شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنے اور نفلی عبادت میں مصروف رہنے کی اجازت نہیں ہے اگر نفلی روزہ رکھنا چاہتی ہے یا نفلی عبادت کرنا چاہتی ہے تو پہلے شوہر سے اجازت لے۔ اگر وہ اجازت دے تو پھر نفلی عبادت یا نفلی

marfat.com

روزہ رکھ سکتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر شوہر کا دل مقاربت کو کرے تو اس میں نفلی عبادت رکاوٹ نہ آئے کیونکہ نفلی عبادت تو مستحب کا درجہ رکھتی ہے اس کی ادائیگی پر اختیار ہے جبکہ شوہر کے حقوق کی ادائیگی عورت پر واجب ہے اور ان کی عدم ادائیگی پر سزا اور پکڑ ہے حق زوجیت ادا کرنا بیوی پر واجب ہے اگر اس نے نفلی روزہ رکھا ہوا ہو یا نفلی عبادت میں مصروف ہو جو کہ اس پر فرض نہیں ہے تو یہ حق زوجیت ادا کرنے میں رکاوٹ کا سبب ہے اس لیے شریعت میں نفلی عبادت اور نفلی روزے کی بیوی کے لیے شوہر کی اجازت کے بغیر ممانعت ہے کیونکہ واجب یا فرض کے مقابلے میں نفل کو ترجیح دینا جہالت ہے جو نفل، فرض یا واجب کی ادائیگی میں رکاوٹ ڈالے اس نفل کو ترک کر دینا ہی افضل ہے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے

"عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان حق الزوج على زوجته ان سالها نفسها وهي على ظهر بعير ان لاتمنعه نفسها ومن حق الزوج على الزوجة ان لاتصوم تطوعا الا باذنه فان فعلت جاعت وعطشت ولا يقبل ..."

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیوی پر خاوند کا یہ حق ہے کہ خاوند جب اسے (مقاربت کی لیے) بلائے تو فوراً آجائے خواہ اس وقت وہ اونٹ کی پیٹھ پر ہو اور بیوی پر خاوند کا یہ حق ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزے نہ رکھے، اور اگر وہ رکھے تو قبول نہیں ہوں گے وہ صرف بھوک اور پیاس ہے۔

مجمع الزوائد، ج ۳، ص ۳۰۷

"لاتصوم المراة وزوجها شاهد يوما من غير شهر رمضان الا باذنه"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا رمضان کے علاوہ جس دن عورت کا شوہر گھر پر ہو تو اس کی اجازت کے بغیر عورت کا روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔

صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب صوم المراة باذن زوجها تطوعا

حدیث مبارکہ ہے کہ:

"لاتصوم المراة وبعلها شاهد الا باذنه"

عورت کے لیے روزہ رکھنا جائز نہیں جب اس کا شوہر گھر پر ہو اس کی اجازت کے بغیر۔

marfat.com

حضرت ابوسعید خذری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک عورت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ میرے خاوند صفوان بن معطل، میرے نماز پڑھنے پر مارتے ہیں روزہ رکھتی ہوں تو روزہ تڑوا دیتے ہیں اور خود ان کا یہ حال ہے کہ دن چڑھے صبح کی نماز پڑھتے ہیں.....راوی کہتے ہیں کہ اس وقت صفوان مجلس میں موجود تھے.....حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے اس بارے میں دریافت فرمایا۔تو انھوں نے عرض کیا اے خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ جو کہتی ہے کہ نماز پڑھنے پر میں اسے مارتا ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ دو دو سورتیں ایک ساتھ پڑھتی ہے میں اسے منع کرتا ہوں۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک سورت بھی پڑھی جائے تو یہی لوگوں کے لیے کافی ہے۔پھر حضرت صفوان نے کہا اور یہ جو کہتی ہے کہ روزہ رکھتی ہوں تڑوا دیتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ رکھنے شروع کرتی ہے تو رکھتی چلے جاتی ہے میں جوان آدمی ہوں صبر نہیں کرسکتا۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شوہر کی اجازت کے بغیر بیوی کو (نفلی) روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔..... (ابو داؤد)

احادیثِ مبارکہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شریعت کو یہ پسند نہیں کہ عورت اپنے آپ کو کسی ایسی نفلی عبادت میں مصروف رکھے جو اس کے اور مرد کے جنسی جذبات کے درمیان حائل ہو کیونکہ اسلام کی نظر میں صحبت (Sexual Inter Course) کو بھی عبادت کی سی اہمیت حاصل ہے جو نفلی عبادت کے مقابلے میں بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہے یہ بیوی کے فرائض میں شامل ہے۔

بیوی کا یہ فریضہ ہے کہ وہ انکار نہ کرے سوائے عذرِ شرعی کے جب بھی خاوند اسے مقاربت کے لیے بلائے، لیکن خاوند کا یہ اخلاقی فریضہ بنتا ہے کہ وہ عورت کی جسمانی صحت، اسکے جذبات اور اس کی خواہشات کا بھی خیال رکھے اگر بیوی کا مباشرت کے لیے جی نہ چاہ رہا ہو یا اس کی صحت خراب ہو تو مرد کو صبر سے کام لینا چاہیے، کیونکہ یہی صورت حال خاوند کو بھی پیش آسکتی ہے اس لیے خاوند کو بھی بیوی کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے اور اس کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنا چاہیے بیوی کی پسند اور ناپسند کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔

marfat.com

شوہر کی اطاعت

بیوی پر شوہر کی اطاعت اوراس کی فرمانبرداری واجب قرار دی گئی ہے کیونکہ شوہر بیوی کے لیے حاکم کا درجہ رکھتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ﴾ مرد عورتوں پر محافظ و منتظم (حاکم) ہیں۔

النساء ۴:۳۴

جس طرح حاکم کی اطاعت رعایا (عوام) پر واجب ہوتی ہے اسی طرح شوہر کی اطاعت بھی بیوی پر واجب ہے کیونکہ وہ بیوی پر حاکم کا درجہ رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مرد کو حاکمیت کے ساتھ ساتھ عورت پر فضیلت بھی عطا کی ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ﴾ مردوں کو عورتوں (بیویوں) پر ایک درجہ فضیلت حاصل ہے۔

البقرۃ ۲:۲۲۸

مردوں کا عورتوں سے افضل ہونے کی حیثیت سے بھی عورتوں پر واجب ہوتا ہے کہ وہ مردوں کی اطاعت اور فرمانبرداری کریں ۔اللہ تعالیٰ نیک بیویوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ:

﴿فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ﴾ نیک عورتیں (خاوند کی) فرمانبرداری کرتی ہیں اور خاوند کی غیر موجودگی میں (اس کے مال، جان اور عزت کی) حفاظت کرتی ہیں۔

النساء ۴:۳۴

اس آیتِ مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ نیک بیویاں وہ ہیں جن میں یہ دو اوصاف ہوں ایک یہ کہ وہ شوہر کی فرمانبردار ہوں اس کا حکم مانیں کیونکہ وہ ان پر حاکم ہیں اگر اس کا حکم نہ مانا جائے تو حاکم کس بات کا، یہ اور بات ہے کہ حاکمِ مطلق صرف اللہ تعالیٰ ہے یہ دیکھا جائے گا کہ شوہر کا حکم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت میں ہے یا کہ مخالفت میں، اگر اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت میں ہو تو اس کی اطاعت عورت پر واجب ہے اگر مخالفت میں ہو تو اس کی اطاعت عورت کے لیے ضروری نہیں ہے ۔نیک بیویوں کا دوسرا وصف یہ ہے کہ وہ شوہر کے مال اور اس کی عزت، عصمت اور عفت کی حفاظت کرتی ہیں اس

marfat.com

آیت مبارکہ کی وضاحت حدیثِ مبارکہ سے بھی ہوتی ہے۔

"سئل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ای النساء خیر قال التی تسرہ اذا نظر الیھا وتطیعہ اذا امر ولاتخالفہ فیما یکرہ فی نفسھاولاملہ"

مسند احمد، کتاب باقی مسند المکثرین، باب باقی المسند السابق

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کون سی عورت اچھی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسے جب تو دیکھے تو خوش ہو جائے، اور تو اسے حکم دے تو وہ تیری اطاعت کرے، اور تو کہیں باہر جائے تو وہ تیری غیر موجودگی میں اپنی عصمت اور تیرے مال کی حفاظت کرے۔

اطاعت نیک کاموں میں واجب ہے گناہ کے کاموں میں نہیں

عورت کے لیے خاوند کی اطاعت صرف ان امور میں واجب ہے جو امور شریعت کے تابع ہوں وہ امور جو شریعت اور اسلام کے خلاف ہوں ان کی اطاعت عورت پر واجب نہیں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:

"عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال :علی المرء المسلم السمع والطاعۃ فیما احب و کرہ الاان یومر بمعصیۃ ،فان امر بمعصیۃ فلا سمع ولاطاعۃ"

صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: مسلمان کے لیے امیر کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا ضروری ہے ان چیزوں میں بھی جنہیں وہ پسند کرے اور ان میں بھی جنہیں وہ ناپسند کرے۔ جب تک اسے معصیت کا حکم نہ دیا جائے، تو پھر جب اسے معصیت کا حکم دیا جائے تو نہ سننا باقی رہتا ہے اور نہ اطاعت کرنا۔

اطاعت برائی کے کاموں میں واجب نہیں ہے اطاعت نیکی کے کاموں میں واجب ہے بیوی شوہر کا کوئی ایسا حکم ماننے کی پابند نہیں جو شریعتِ اسلامی کے تابع نہ ہو اگر ایسا حکم ماننے سے انکار کر دیتی ہے تو اس کی یہ نافرمانی نہیں ہوگی کیونکہ شریعت نے اسے اس کا مکلّف نہیں ٹھہرایا۔ بیوی کو شوہر کی نافرمانی سے بچنا چاہیے کیونکہ شوہر کی نافرمانی جنت سے محرومی کا سبب

marfat.com

ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا کہ جہنم میں ان عورتوں کی تعداد زیادہ ہے جو اپنے خاوندوں کی نافرمانی کرتی تھیں۔حدیثِ مبارکہ ہے کہ:

"عن عبداللہ بن عباس--- ورایت النار فلم ار کالیوم منظرا قط ورایت اکثر اھلھا النساء قالوا لم یارسول اللہ قال بکفرھن قیل یکفرن باللہ قال یکفرن العشیر ویکفرن الاحسان لو احسنت الی احد ھن الدھر ثم رات منك شیئا قالت مارایت منك خیرا قط"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں (کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا کہ) میں نے جہنم کی آگ دیکھی اس دن جیسا منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا اور میں نے دیکھا اس میں زیادہ تر عورتیں تھیں صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں؟ آپ نے فرمایا ان کی ناشکری کی وجہ سے ،پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرتی ہیں؟ فرمایا خاوند کی نافرمانی کرتی ہیں اور اس کے احسانات کا شکر ادا نہیں کرتیں اگر تم ساری عمر ان کے ساتھ احسان کرتے رہو اور صرف ایک دن وہ تم سے کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھیں تو کہتی ہیں کہ مجھے تم سے کبھی بھلائی نہیں پہنچی۔

صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب کفران العشیر

ایک صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ

"کتب اللہ الجھاد علی الرجل فان اصابوا اثروا وان استشھدوا کانوا احیاء عند ربھم یرزقون ممایعدل ذالك من اعمالھم" اللہ تعالیٰ نے مردوں پر جہاد فرض کیا ہے اور اگر وہ فتح یاب ہوں تو غنیمت پاتے ہیں اور اگر شہید ہوں تو اپنے رب کے پاس زندہ ہیں جہاں ان کو روزی ملتی ہے پس ہمارا کونسا عمل ان کے اس عمل کے برابر ہوگا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا **"طاعتہ ازدواجھن والمعرفتہ بحقوقھن"** اپنے شوہروں کی اطاعت اور ان کے حقوق کا پہچاننا۔

الترغیب والترہیب ج ۳،ص ۳۳۶

حدیثِ مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شوہر کی اطاعت کو بیوی کے لیے جہاد کا درجہ دیا ہے۔مرد جتنا اجر وثواب جہاد کے ذریعے سے حاصل کرتے ہیں اتنا اجر وثواب عورت اپنے خاوند کی اطاعت کر کے حاصل کر سکتی ہے۔

شوہر کی بیوی پر فضیلت

مرد (Husband) کو اللہ تعالیٰ نے عورت (Wife) پر فضیلت عطا فرمائی ہے مردوں کو عورتوں سے بعض معاملات میں افضل بنایا ہے اب عورتوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ مردوں کی اس فضیلت کا اقرار اپنے قول وفعل کے ساتھ کریں۔ مردوں کو یہ فضیلت اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ہے مردوں کی فضیلت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

﴿وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ﴾ البقرة ۲:۲۲۸ — مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ فضیلت حاصل ہے۔

قرآنِ مجید کے واضح حکم کے بعد عورتوں پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنے خاوندوں کو اپنے سے افضل، معزز، مکرم اور بہتر جانیں اور انکے حقوق کا خیال رکھیں اور ان کی اطاعت کریں اللہ تعالیٰ نے مردوں کو یہ فضیلت عورتوں پر جسمانی لحاظ سے، اخلاقی لحاظ سے، مقام ومرتبہ کے لحاظ سے، حکمرانی کے لحاظ سے، عقل کے لحاظ سے، اخراجات کے لحاظ سے، نگرانی کے لحاظ سے، دیکھ بھال کے لحاظ سے اور پاک رہنے کے لحاظ سے عطا فرمائی ہے۔ عورتوں کو مردوں کی اس فضیلت کو دل وجان سے تسلیم کرنا چاہیے اور کسی غلط فہمی اور احساسِ کمتری کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ مردوں کو یہ مقام ومرتبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شوہر کی فضیلت اور مقام ومرتبہ کو یوں بیان فرمایا:

"عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم لو كنت امرا احدا ان يسجد لاحد لامرت المراة ان تسجد لزوجها" — حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو خدا کے علاوہ کسی اور کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

جامع ترمذی، الرضاع، باب ماجاء فی حق الزوج علی المراۃ

اس حدیثِ مبارکہ سے عورت کے لیے خاوند کا مقام ومرتبہ اور اس کی حیثیت واضح ہوتی ہے کہ اللہ اور اس کے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقوق کے بعد سب سے زیادہ حق

marfat.com

عورت پراس کے خاوند کا ہے اور عورت کے لیے اللہ اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جو سب سے افضل ہستی ہے اور جس کا سب سے زیادہ مقام اور مرتبہ اور جس کی سب سے زیادہ حیثیت ہے وہ اس کا خاوند ہے لہذا عورت کو چاہیے کہ اپنے شوہر کی اطاعت کرے، اس کا حکم مانے اور اس کی عزت کرے۔

اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت پر جو ایک درجہ فضیلت عطا فرمائی ہے یہ فضیلت (Superiority) نہیں ہے کہ عورت محض عورت ذات ہونے کے ناطے مرد سے گھٹیا، کمتر (Inferior)، کند ذہن (Dull) ور پسماندہ (Backward) ہے اور مرد محض مرد ہونے کے ناطے عورت سے افضل اور اعلیٰ و برتر سمجھا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت پر صرف ایک درجہ فضیلت عطا فرمائی ہے اس ایک درجہ فضیلت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مرد کو یہ فضیلت غیر مشروط علی الاطلاق اور بغیر کسی حد کے ہے۔ اس فضیلت کے بل بوتے پر مرد کو ناجائز فائدہ نہیں اٹھانا چاہیے اور عورت کو پاؤں کی جوتی نہیں سمجھنا چاہیے مردوں کو یہ فضیلت ان کی چند خوبیوں کی وجہ سے عطا فرمائی گئی ہے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ:

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ﴾ مرد عورتوں پر محافظ و منتظم (حاکم) ہیں۔

النساء ۴:۳۴

قوام اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی چیز کی ضروریات کو مہیا کرنے والا ہو، اس کی نگہبانی اور حفاظت کرنے والا ہو اور اس کی اصلاح و درستی کا ذمہ دار ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر قوام یعنی حاکم بنا کر ان کی یہ ذمہ داری لگائی ہے کہ وہ عورتوں کے نان و نفقہ کے ذمہ دار ہیں عورتوں کی تمام معاشی ضروریات اور ان کی حفاظت و نگہبانی اور اصلاح و درستی کے ذمہ دار ہیں۔

مردوں کو ان وجوہات کی بنا پر عورتوں پر حاکم بنایا گیا ہے اور ایک درجہ فضیلت دی گئی ہے۔ یہ ان کا حق بنتا ہے کیونکہ وہ عورتوں کے تمام تر امور کے ذمہ دار ہیں عورتوں اور بچوں کی کفالت ان کے ذمہ ہے عورت اس معاملے میں آزاد ہے اس پر کسی قسم کی ذمہ داری عائد نہیں کی گئی۔ حکمت اور مصلحت کا تقاضہ یہی تھا کہ دنیاوی نظام میں مردوں کو عورتوں پر فضیلت اور حاکمیت دی جائے کیونکہ گھر کا نظام چلانے کے لیے میاں اور بیوی میں سے ایک کا بڑا ہونا ضروری تھا کیونکہ برابری کی سطح پر کوئی بھی نظام نہیں چل سکتا۔ مرد کو فضیلت دینے کی وجہ یہ ہے کہ

marfat.com

وہ جسمانی لحاظ سے بھی مضبوط ہے اور عقل اور فہم وفراست کے لحاظ سے بھی بہتر ہے۔ مرد کو یہ جو ایک درجہ فضیلت حاصل ہے یہ صرف اسی دنیا کے لیے ہے اس کا آخرت میں کوئی اعتبار نہ ہوگا آخرت میں جزاوسزا کا دارومدار اعمال پر ہوگا جو جتنا زیادہ متقی و پرہیز گار ہوگا اس کا مقام ومرتبہ اور درجات اتنے ہی بلند ہوں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فضیلت وعظمت اور بزرگی وبڑائی کا انحصار تقویٰ پر ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ﴾ بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے۔

الحجرات ۴۹:۱۳

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا:

"ایھاالناس ان ربکم واحد وان اباکم واحد کلکم لادم وادم من تراب اکرمکم عندا لله اتقاکم ولیس لعربی علی عجمی فضل الا بالتقویٰ"

المسند احمد بن حنبل، المجلد الخامس

لوگو! تمھارا رب بھی ایک ہے، تمھارا باپ بھی ایک ہے، تم سب آدم سے ہو اور آدم مٹی سے، تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو، کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں بجز تقویٰ کے۔

راحت وسکون

اللہ تعالیٰ نے مرد (Husband) کے لیے عورت (Wife) کو باعث سکون بنایا ہے اب عورت کے فرائض میں سے ہے کہ وہ اپنے شوہر کے لیے سکون اور اطمینانِ قلب کا ذریعہ بنے اور مرد اس کی طرف مائل ہو کر راحت وسکون محسوس کرے تاکہ شادی کا مقصد پورا ہو اور عورت کو پیدا کرنے کا مقصد بھی یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں تخلیقِ عورت کا مقصد سکون اور اطمینانِ قلب بیان فرمایا ہے ارشاد ربانی ہے کہ:

﴿اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْآ اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً﴾ الروم ۳۰:۲۱

بے شک میں نے تمہارے لیے تم میں سے جوڑے پیدا کیے تاکہ تم ان کی طرف مائل ہو کر سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور مودت پیدا کردی۔

نکاح کا مقصد ایک فرض کو ادا کرنا نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہر انسان کو ایک

marfat.com

مناسب رفیقِ حیات کی تلاش ہوتی ہے جس کے ساتھ امن وسکون سے زندگی گزار سکے۔قرآن مجید نے ایک لفظ سکون سے بیوی کی رفاقت کو جس حقیقت سے ظاہر کیا ہے وہ ازدواجی تعلق کے پورے فلسفے کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے اس لیے میاں بیوی کے باہمی تعلقات میں اتنی خوشگواری ہونی چاہیے کہ اس سے اس تعلق کے وہ خالص اغراض ومقاصد جن کے لیے خدا نے اس تعلق کو اپنے عجیب آثارِ قدرت میں شمار کیا پورے ہوں۔اس کی صورت یہ ہے کہ بیوی شوہر کی فرمانبرداری، اور شوہر بیوی کی دلجوئی کرے۔

شوہر بیوی پر حاکم ہے

اللہ تعالیٰ نے ازدواجی نظام کو چلانے کے لیے مرد(Husband) کو حاکم بنایا ہے اور عورت(Wife) کو شوہر کے تابع رکھا ہے۔اب عورت پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ شوہر کی اطاعت کرے اس کا حکم مانے اور جو وہ نظام دے اس پر عمل پیرا ہو۔مردوں کو حاکمیت کا اعزاز اس لیے عطا کیا گیا ہے کہ وہ بیوی، بچوں اور گھر کے تمام معاشی اور انتظامی معاملات کے ذمہ دار ہیں عورت ان تمام امور سے بری الذمہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مردوں کو حاکم بنانے کی یہی حکمت بیان فرمائی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَافَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ﴾

النساء ۴:۳۴

مرد عورتوں پر محافظ ومنتظم ہیں۔اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے (بھی) کہ مرد (ان پر) اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔

قوام کا معنیٰ: عربی میں قوام ایسے شخص کو کہتے ہیں جو کسی چیز کی ضروریات کا مہیا کرنے والا ہو، اس پر نگہبانی اور حفاظت کرنے والا ہو اور اس کی اصلاح ودرستی کا ذمہ دار ہو۔

مرد کو دو خوبیوں کی بنا پر عورتوں پر حاکم بنایا گیا ہے ایک خوبی وہبی ہے اور دوسری کسبی ہے۔وہبی خوبی یہ ہے کہ مرد اپنی جسمانی قوت، ذہنی برتری، معاملہ فہمی اور دور اندیشی میں عورت سے آگے ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

marfat.com

"هن ناقصات عقل ودين"

صحيح البخاری، كتاب الحيض

کہ وہ (عورتیں) عقل اور دین میں ناقص ہیں۔

مردوں کو حاکم بنانے کی دوسری وجہ کسبی ہے جو کہ لفظ قوام سے واضح ہوتی ہے کہ مرد بیوی، بچوں اور گھر کی تمام تر ضروریات واخراجات کا ذمہ دار ہے اور ان کی نگہبانی وحفاظت اور اصلاح ودرستی کا ذمہ دار ہے مرد عورتوں پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں جیسا کہ قرآنِ مجید میں ہے کہ:

﴿وَبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ﴾

النساء ۴:۳۴

اور مرد اپنے مالوں میں سے ان پر خرچ کرتے ہیں۔

حدیثِ مبارکہ ہے کہ:

"سئل النبی صلی الله علیه وآله وسلم ای النساء خیر قال التی تسره اذا نظر الیها وتطیعه اذا امر ولاتخالفه فیما یکره فی نفسهاولاماله"

مسند احمد، کتاب باقی مسند المکثرین، باب باقی المسند السابق

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کون سی عورت اچھی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسے جب تو دیکھے تو خوش ہو جائے، اور تو اسے حکم دے تو وہ تیری اطاعت کرے، اور تو کہیں باہر جائے تو وہ تیری غیر موجودگی میں اپنی عصمت اور تیرے مال کی حفاظت کرے۔

خطبہ حجۃ الوداع میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"الالایحل لامراۃان تعطی من مال زوجهاشئا الاباذنه"

مسند احمد بن حنبل، المجلد الخامس

عورت کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کا مال اس کی اجازت کے بغیر کسی کو دے۔

marfat.com

گھر اور بچوں کی حفاظت

عورت پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ گھر اور بچوں کی حفاظت کرے حدیثِ مبارکہ ہے کہ:

"عبدالله بن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال کلکم راع فمسئول عن رعیته، فالامیر الذی علی الناس راع وهو مسئول عنهم، والرجل راع علی اهل بیته وهو مسئول عنهم ،والمراة راعیة علی بعلها وولده وهی مسئول عنهم ،والعبد راع علی مال سیده وهو مسئول عنه ،الا فکلکم راع وکلکم مسئول عن رعیته"

صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب کراھیۃ التطاول۔۔۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر شخص حاکم ہے اور اس کی رعایا کے بارے میں اس سے سوال کیا جائے گا پس لوگوں کا امیر ایک حاکم ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا۔ دوسرا ہر آدمی اپنے گھر والوں پر حاکم ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا۔ تیسری عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں پر حاکم ہے اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا۔ چوتھا غلام اپنے آقا کے مال کا حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا پس جان لو کہ تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں (قیامت کے دن) پوچھ ہوگی۔

marfat.com

فصل نمبر2

بیوی کے حقوق

بحث اول زوجہ کے حقوق

حق مہر

حق مہر عورت کا حق ہے اور عورت ہی اس کی مالک بھی ہے خاوند پر مہر کی ادائیگی واجب ہے۔ مہر وہ مال ہے جس کے عوض خاوند کو حقوقِ زوجیت حاصل ہوتے ہیں مہر کی ادائیگی کے بغیر نکاح تو منعقد ہو جاتا ہے یعنی **شرعی معاهده** تو ہو جاتا ہے لیکن مہر کی ادائیگی کے بغیر خاوند تعلقاتِ زوجیت قائم نہیں کر سکتا۔ تعلقاتِ زوجیت قائم کرنے سے پہلے مہر ادا کرنا ضروری ہے اگر نقد ادا نہ کر سکتا ہو تو خاوند کے لیے بیوی سے مہلت لینا ضروری ہے۔

مہر کی ادائیگی مرد پر فرض ہے

مہر ادا کرنا مرد پر فرض ہے قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے مہر کی ادائیگی پر بہت زور دیا ہے اور تلقین کی ہے کہ مہر کی ادائیگی خندہ پیشانی کے ساتھ کی جائے ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً﴾ النساء ۴:۲۴

جن عورتوں سے تم شادی کرنا چاہو ان کے مقرر شدہ مہر انہیں ادا کر دیا کرو۔

﴿وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً﴾ النساء ۴:۴

اور تم بیویوں کو ان کے مہر خوش دلی سے دے دیا کرو۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ﴾ النساء ۴:۲۴

تم عورتوں کو اپنے مالوں کے عوض شہوت زنی کے لیے نہیں بلکہ پارسائی کی خاطر طلب کرو۔

marfat.com

قرآن مجید کی ان آیات مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ مہر خندہ پیشانی کے ساتھ ادا کرنا شوہر پر فرض ہے مہر مرد کو اپنے اوپر بوجھ تصور نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ بیوی کا شرعی حق ہے جو شریعت نے اسے عطا کیا ہے یہی وہ مال ہے جس کے عوض مرد، عورت کی "**ملكِ بضع**"، یعنی عورت کے عضوِ مخصوصہ کا مالک بنتا ہے اور اس کو حقوقِ زوجیت حاصل ہوتے ہیں اگر خاوند مہر دینے سے انکار کر دیتا ہے تو اس کا نکاح باطل ہو جائے گا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے شخص کے بارے میں بیان فرمایا کہ اس کا نکاح باطل ہے اور وہ زانی ہے حدیثِ مبارکہ ہے:

"من اعطی فی صداق امراته ملء کفیه سویقا او تمرا فقد استحل"

سنن ابو داؤد، کتاب النکاح ،باب قلة المهر

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنی عورت کو دونوں ہاتھ بھر کر ستو یا کھجور بطور مہر دے دیے اس شخص نے اس عورت کو اپنے اوپر حلال کر لیا۔

عورت کے لیے مہر بطورِ ضمانت (Security)

حق مہر عورت کی عصمت، عزت اور مستقبل کا ضامن ہوتا ہے اور عورت کے لیے سیکورٹی (Security) کی حیثیت رکھتا ہے اس سے عورت کی عزت و آبرو اور جان و مال محفوظ رہتا ہے اور اس سے ازدواجی بندھن میں مضبوطی اور پائیداری آتی ہے اگر مہر کا مال معقول ہو تو مرد مال کے نقصان کی وجہ سے طلاق دینے سے بھی کتراتا ہے اس لیے عورت کو چاہیے کہ نکاح کے وقت مہر کے تعین میں شرم سے کام نہ لے بلکہ اپنی اور خاوند کی مالی حیثیت کے مطابق مناسب مہر مقرر کرے تاکہ اس کی ازدواجی زندگی محفوظ رہ سکے۔

عورت کو مہر معاف نہیں کرنا چاہیے اگر عورت نے مہر معاف کر دیا تو اس نے خود ہی اپنی سیکورٹی ختم کر ڈالی اور اپنے مستقبل کو خطرے میں ڈال دیا۔ حالات تبدیل ہونے کا کوئی پتہ نہیں ہوتا یہ کسی وقت بھی اچانک تبدیل ہو سکتے ہیں اگر عورت کو مہر کی ضرورت نہیں یا وہ لینا نہیں چاہتی تو مہر معاف نہ کرے اس کا آسان حل یہ ہے کہ وہ خاوند سے نقد وصول نہ کرے مہر کو مؤخر کر دے اس شرط کے ساتھ کہ "عند الطلب"، یعنی جب وہ مطالبہ کرے تو اس کی ادائیگی شوہر پر لازم آئے اس طریقے سے عورت محفوظ رہے گی۔ عورتوں کو یہ بات بھی ذہن نشین کر لینی چاہیے

marfat.com

کہ مہر میں کمی یا معافی کا اختیار صرف اور صرف عورت کے پاس ہے اس کی مرضی کے بغیر نہ کوئی مہر میں کمی کرسکتا ہے اور نہ ہی معاف کرسکتا ہے قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے جہاں مہر کی معافی یا کمی کا ذکر کیا ہے وہاں ارشاد فرمایا کہ "**فان طبن لکم**" (النساء۴:۴) اگر تم اپنے دل کی خوشی سے معاف کرنا چاہو۔ اس لیے عورت اس اختیار کو اپنے پاس ہی محفوظ رکھے تا کہ کسی بھی برے وقت میں کام آسکے اس طرح سے اس کی عزت وآبرو اور اس کا مستقبل محفوظ رہے گا۔ مرد کو یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ مہر ایسا فرض ہے جس کی ادائیگی مرد پر ہر صورت لازمی ہے سوائے اس کے کہ عورت اسے معاف نہ کردے اگر وہ مہر ادا نہیں کرتا اور اس کا انتقال ہو جاتا ہے تو مہر اس کے ذمے قرض رہے گا اور اس کی میراث اس وقت تک تقسیم نہیں ہو سکے گی جب تک اس کی بیوی کا مہر ادا نہیں کر دیا جاتا کیونکہ مہر اس پر قرض تھا اس کے ورثاء کے لیے ضروری ہے کہ سب سے پہلے اس کے قرض کی ادائیگی کریں۔

عورت کے لیے مہر کی اہمیت

مہر سے عورت کی حیثیت، مقام اور اس کی قدر و منزلت میں اضافہ ہوتا ہے کیونکہ لوگ مال و دولت سے محبت کرتے ہیں اور جو چیز اس مال و دولت کے ذریعے خریدتے ہیں تو پھر اس چیز کی قدر و قیمت بھی ان کے نزدیک بڑھ جاتی ہے اگر مہر فرض نہ ہوتا تو مرد کے دل میں عورت کی اتنی حیثیت نہ ہوتی جتنی مہر کے ادا کرنے سے ہوتی ہے۔ اس لیے عورت کو مہر مقرر کرتے وقت دانشمندی سے کام لینا چاہیے اور اس کی اہمیت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے مہر کی مناسب اور معقول مقدار طلب (Demand) کرنی چاہیے جو اس کے مستقبل اور اس کی عزت و عصمت کا ضامن بن سکے۔

آج کے دور کا المیہ

آج کے دور کا یہ المیہ ہے کہ اکثر لوگ اسلام کی تعلیمات سے لاعلمی کی وجہ سے مہر کو باقی رسموں کی طرح محض ایک رسم تصور کرتے ہیں خاص کر عورتوں کو تو مہر کی اہمیت وافادیت اور اس کی شرعی حیثیت کا پتہ ہی نہیں اور ان کے والدین نکاح کے وقت خود ہی باقی رسموں کی طرح تھوڑا سا مہر مقرر کر کے خود ہی وصول کر لیتے ہیں عورت تک اس کا مال پہنچتا ہی نہیں ہے۔

marfat.com

اسلام کی تعلیمات سے دوری کی وجہ سے بعض لوگوں کا یہ باطل نظریہ ہے کہ مہر کی ادائیگی کا تعلق علیحدگی سے ہے یعنی اگر میاں بیوی میں اختلافات ہو جائیں اور ان کا رشتہ ازدواج میں منسلک رہنا مشکل ہو جائے اور نوبت طلاق تک آجائے، جب طلاق دی جائے گی تو حق مہر کی ادائیگی اس وقت لازم آئے گی جبکہ نکاح کے وقت یا ازدواجی زندگی میں ادا کرنا ضروری نہیں ہے جبکہ اسلام کا نظریہ یہ ہے کہ مہر کا تعلق نکاح کے ساتھ ہے نہ کہ طلاق کے ساتھ، ازدواجی زندگی استوار کرنے کے ساتھ ہے نہ کہ ازدواجی زندگی ختم کرنے کے ساتھ، ملاپ کے ساتھ ہے نہ کہ علیحدگی کے ساتھ اور مہر کا تعلق حقِ زوجیت حاصل کرنے کے ساتھ ہے نہ کہ حقِ زوجیت ختم کرنے کے ساتھ۔

بیوی سے حسنِ سلوک

اسلام حسنِ اخلاق اور اعلیٰ اسلامی، اخلاقی اور معاشرتی اقدار کا دین ہے اسلام حسنِ سلوک اور اچھے برتاؤ کی تعلیم دیتا ہے ازدواجی زندگی کو پرسکون اور کامیاب بنانے کے لیے ضروری ہے کہ میاں بیوی کے مابین باہمی اعتماد و اتحاد اور مکمل ہم آہنگی پائی جائے۔ باہمی اعتماد و اتحاد اور ہم آہنگی سے پیار و محبت اور الفت و چاہت پیدا ہوتی ہے جس سے ازدواجی زندگی پرسکون بن جاتی ہے ازدواجی زندگی کو پرسکون اور پرلطف بنانے کے لیے ضروری ہے کہ میاں بیوی کے مابین پیار و محبت اور الفت و چاہت ایک دوسرے کے لیے پائی جائے، میاں بیوی کے مابین پیار و محبت اور الفت و چاہت کے لیے ضروری ہے کہ ان کے مابین باہمی اعتماد و اتحاد اور ہم آہنگی پائی جائے جبکہ باہمی اعتماد و اتحاد اور ہم آہنگی کے لیے ضروری ہے کہ مرد (Husband) عورت (Wife) کے ساتھ حسنِ اخلاق اور حسنِ سلوک کے ساتھ پیش آئے عورت کے ساتھ نرم رویہ اختیار کرے اس کے ذہن کو سمجھنے کی کوشش کرے اور اس کی پسند اور ناپسند کا خیال کرے۔ اللہ تعالیٰ نے عورتوں (بیویوں) کے ساتھ کے حسن سلوک کے ساتھ پیش آنے کی قرآن مجید میں تلقین کی ہے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿وَعَاشِرُوْاھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ — اور عورتوں (بیویوں) کے ساتھ گزر بسر اچھی طرح سے کرو۔

النساء ۴:۱۹

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک کے ساتھ پیش آنے اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی تلقین فرمائی ہے ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ:

marfat.com

"قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم استوصوا بالنساء خیرا"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب الوصیہ بالنساء

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہلِ خانہ کے ساتھ حسنِ سلوک کی تلقین اس انداز میں بھی فرمائی کہ بہترین شخص وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے حق میں بہتر ہے حدیثِ مبارکہ ہے کہ:

"خیرکم خیرکم لاهله وانا خیرکم لاهلی"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہے اور تم میں سے میں سب سے زیادہ اپنے گھر والوں کے حق میں بہتر ہوں۔

سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب فضل ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ:

"عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ان من اکمل المومنین ایمانا احسنهم خلقا وخیارکم وخیارکم لنساء هم"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب سے زیادہ کامل ایمان والا وہ ہے جو سب سے اچھے اخلاق والا ہے اور تم میں بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے حق میں بہتر ہے۔

جامع ترمذی، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی حق المراۃ علی زوجها

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ:

"لقد طاف اللیلة بآل محمد سبعون امراءة کل امراه تشتکی زوجها فلاتجدون اولئك خیارکم"

آج محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے گھر کے پاس ستر (۷۰) عورتوں نے چکر لگایا۔ ہر عورت اپنے شوہر کی شکایت کر رہی تھی۔ (میں تم سے کہہ دینا چاہتا ہوں کہ) جن لوگوں کی شکایت آئی وہ تم میں سے اچھے لوگ نہیں ہیں۔

سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب ضرب النساء

marfat.com

عورت کا ٹیڑھا پن ایک فطری امر

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورت کی فطرت کو واضح کرنے کے لیے عورت کو ایک ٹیڑھی پسلی کی مانند قرار دیا ہے جس طرح پسلی ٹیڑھی ہوتی ہے بالکل اسی طرح فطرتاً عورت میں ٹیڑھا پن پایا جاتا ہے اگر پسلی کی طرح عورت کو سیدھا کرنے کی کوشش کریں گے تو پسلی کی طرح ٹوٹ جائے گی لیکن سیدھی نہیں ہوگی اس لیے حکمت کا تقاضہ یہی ہے کہ اس کے ٹیڑھے پن کے ساتھ ہی اس سے فائدہ اٹھایا جائے، جیسا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

واستوصوا بالنساء فان المراۃ خلقت من ضلع وان اعوج شیء فی الضلع اعلاہ ان ذھبت تقیمہ کسرتہ وان ترکتہ لم یزل اعوج استوصوا بالنساء خیرا"

اور عورتوں کو وصیت کرو، کیونکہ عورتیں پسلی سے پیدا کی گئی ہیں اور بہت ٹیڑھی چیز پسلی میں اوپر کی جانب ہے پس تو اس کو سیدھا کرنا چاہے تو توڑ دے گا پس تو اگر اسے چھوڑ دے گا تو ہمیشہ یہ اپنی حالت میں ٹیڑھی رہے گی پس عورتوں کے حق میں بھلائی کی وصیت کو قبول کرو۔

صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب الوصیۃ بالنساء

حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ:

"عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال المرائۃ کالضلع ان اقمتھا کسرتھا وھی یستمع بھا علی عوج"

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عورت پسلی کی مانند ہے اگر تم اسے سیدھا کرو گے تو اس کو توڑ دو گے اس سے اس کے ٹیڑھے پن کے ساتھ ہی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

مجمع الزوائد، ج ۴، ص ۳۰۳

"لایفرك مومن مومنہ ان کرہ منھا خلقا رضی منھا اخر"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مومن مرد مومن عورت (بیوی) سے بغض نہ کرے اگر اس کی ایک عادت اسے ناپسند ہے تو کوئی دوسری پسندیدہ ہوگی۔

صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب الوصیۃ بالنساء

marfat.com

احادیثِ مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ بہترین شخص وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کے حق میں بہتر ہے اس لیے مرد کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ حسنِ سلوک کے ساتھ پیش آئے بیوی کے ساتھ نرم مزاجی کا رویہ اختیار کرے ایسا نہ ہو کہ گھر جب بھی آئے اس کے چہرے پر وحشت اور غصے کے آثار نمایاں ہوں اور گفتگو میں کڑواپن ہو اور بات بات پر گالی دے۔ یہ اسلام کا رویہ نہیں ہے اسلام کا رویہ اس کے متضاد ہے اسلام رویے میں نرم مزاجی اور گفتگو میں مٹھاس اور ہنس مکھ (Smiling Face) کی تعلیم دیتا ہے۔

ازواجِ مطہرات کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رویہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنے محل سرائے میں اپنی بیویوں کے پاس تشریف لے جاتے تو ان کا رویہ اپنی بیویوں کے ساتھ کچھ یوں ہوتا تھا:۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ نرم، سب سے زیادہ کریم، سب سے زیادہ مسکرانے والے اور سب سے زیادہ تبسم فرمانے والے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر کے کام کاج میں ازواجِ مطہرات کا ہاتھ بٹاتے تھے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دستِ مبارک سے گھر کے کام سرانجام دیتے تھے مثلاً کوئی زوجہ مطہرہ آٹا گوندھ رہی ہوتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی لا کر دیتے، کبھی چولہے پر لکڑیاں پہنچا دیتے، کبھی چارپائی ڈھیلی دیکھتے تو پائنتی کس دیتے۔ غرض یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو جہانوں کے بادشاہ، انبیاء کرام علیہم السلام کے سردار، اللہ کے محبوب ومکرم اور تمام مخلوق سے افضل وبرتر اور اعلیٰ واشرف ہونے کے باوجود گھر کے کام کاج میں ازواجِ مطہرات کا ہاتھ بٹانے اور کام کرنے میں کوئی شرم محسوس نہیں کرتے تھے اور نہ ہی کوئی عار محسوس کرتے، اور نہ ہی اسے اپنی شان کے خلاف سمجھتے تھے۔

ہماری ازدواجی زندگی کی کامیابی کا راز یہ ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کریں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کریں تاکہ ہماری ازدواجی زندگیاں بھی پرسکون اور کامیاب ہو جائیں فرمانِ الٰہی ہے کہ:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَه﴾ الاحزاب ۲۱:۲۱

تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں تمہارے لیے بہترین نمونہ موجود ہے۔

marfat.com

ہماری کامیابی اسی میں ہے کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کو اپنے لیے بطور نمونہ (Model) اپنائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کر کے دنیا وآخرت میں کامیابی وفلاح سے ہمکنار ہوں۔ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک اور نرم مزاجی کے ساتھ پیش آنے کو اپنی شان کے خلاف نہیں سمجھنا چاہیے اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ازواجِ مطہرات کے ساتھ اس طرح سے پیش آسکتے ہیں جو دو جہانوں کے آقا ومولا ہیں تو ہمیں کون سی چیز اس سے روک سکتی ہے۔

نان ونفقہ

نان ونفقہ بیوی کا حق ہے جو شوہر کے ذمے ہے نان ونفقہ سے مراد یہ ہے کہ بیوی کے لیے رہائش، کھانا پینا اور لباس کا انتظام کرنا، عورت کی تمام ضروریات کی تکمیل کی ذمہ داری مرد کے ذمے ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَعَلَى الْمَوْلُوْدِلَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا﴾

البقرة ۲:۲۳۳

اور جس کا بچہ ہے انکے پاس ان عورتوں کا کھانا اور حسبِ دستور لباس اس پر لازم ہے کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالا جائے گا۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ:

"عن حکیم بن معاویة عن ابیه ان رجلا سأل النبی صلی الله علیه وآله وسلم ماحق المرائةعلی الزوج قال ان یطعمها اذا طعم وان یکسوها اذاکتسی ولا یضرب الوجه ولایقبح ولایهجر الا فی البیت"

سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب حق المراۃ الزوج

حکیم بن معاویہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا، عورت کا خاوند پر کیا حق ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب مرد خود کھائے تو اپنی بیوی کو بھی کھلائے، جب خود پہنے تو اپنی عورت کو بھی پہنائے، نہ اس کے چہرے پر مارے، نہ اس کی برائیاں بیان کرے، صرف گھر میں اس سے علیحدگی اختیار کرے۔

marfat.com

شوہر کے فرائض میں سے ہے کہ وہ اپنی آمدنی کے مطابق بیوی کے لیے رہائش، خوراک اور لباس کا انتظام کرے اس کی تمام ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کرے اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ شوہر نان ونفقہ دینے کی استطاعت رکھتا ہو لیکن نہ دے دوسری یہ کہ شوہر نان ونفقہ دینے کی استطاعت ہی نہ رکھتا ہو۔ پہلی صورت میں سب کا اتفاق ہے کہ قاضی اس کو نفقہ ادا کرنے پر ہر ممکن طریقہ سے مجبور کر سکتا ہے لیکن اگر وہ قاضی کے حکم کی تعمیل نہ کرے تو اس میں اختلاف ہے حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ ایسی صورت میں کچھ نہیں ہو سکتا۔ عورت بطورِ خود اپنے نفقہ کا انتظام کرے خواہ شوہر کے نام پر قرض لے کر یا محنت مزدوری کر کے، یا اپنے کسی عزیز سے مدد لے کر جبکہ مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ ایسی صورت میں قاضی کو بطورِ خود طلاق واقع کر دینے کا حق ہے بعض علماء احناف نے مالکیہ کے اس فتویٰ کو اختیار کرنا پسند کیا ہے قرآن مجید کی رو سے نفقہ عورت کا حق ہے جس کے معاوضہ ہی میں اس پر شوہر کو حقوقِ زوجیت حاصل ہوتے ہیں جب کوئی شخص قصداً اس حق کو ادا کرنے سے انکار کر رہا ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ عورت کو زبردستی اس کے عقدِ نکاح میں بندھے رہنے پر مجبور کیا جائے۔ چیز لے کر اس کا بدل اور مال لے کر اس کی قیمت ادا کرنے سے جو شخص انکار کر دے وہ آخر اس چیز کا اور اس مال کا مستحق کیسے رہ سکتا ہے جب تک عورت کسی کے نکاح میں ہے اس کی پرورش کا ذمہ دار اس کا شوہر ہے ایسی حالت میں اس کو خود روزی کمانے، یا اپنے رشتہ داروں پر بوجھ ڈالنے، یا ایک ظالم شوہر کے نام سے حصول قرض غیر ممکن الحصول کوشش کرنے کی تکلیف آخر کس اصول انصاف کی بنا پر دی جائے۔ دوسری صورت میں جب شوہر نان ونفقہ کی استطاعت ہی نہ رکھتا ہو تو ایسی صورت میں حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ عورت کو صبر کی تلقین کی جائے گی اور اس سے کہا جائے گا کہ قرض لے کر یا کسی عزیز سے مدد لے کر گزر کرے۔ امام اعظم کے نزدیک ایسی عورت کا نفقہ ہر اس شخص پر واجب ہے جس پر اس کی پرورش کا بوجھ پڑتا اگر اس کی شادی نہ ہوتی تو۔ جبکہ ائمہ ثلاثہ یعنی امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام حنبلؒ کا مذہب یہ ہے کہ اگر عورت ایسے شوہر کے ساتھ زندگی بسر نہ کر سکتی ہو اور عورت تفریق کا دعویٰ کرے تو خاوند کو مناسب مہلت دے کر تفریق کروادی جائے گی۔ آئمہ ثلاثہ کے مذہب کی قرآن مجید **"وبمآانفقوامن اموالھم"** اور احادیث وآثار سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے فقہاء احناف اپنے اس موقف کا استدلال قرآن مجید کی اس آیتِ

marfat.com

مبارکہ سے کرتے ہیں:

﴿وَمَنْ قُدِرَعَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآاٰتٰهُ اللّٰهُ لَايُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًااِلَّامَااٰتٰهَا﴾

الطلاق۷:۲۸

جس کو نپا تلا رزق دیا گیا ہو اس کو اپنی استطاعت کے مطابق نفقہ دینا چاہیے۔جو اللہ نے اسے دی ہے اللہ کسی متنفس کو اس سے زیادہ کی تکلیف نہیں دیتا جس کی قدرت اس نے اسے عطا کی ہو۔

اس آیتِ مبارکہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نفقہ کے لیے شرعاً کوئی مقدار مقرر نہیں ہے بلکہ نفقہ دینے والے کی حیثیت پر انحصار ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جہاں سرے سے نفقہ موجود نہ ہو وہاں عورت کو مجبور کیا جائے کہ بغیر نفقہ کے گزر کرے بلاشبہ یہ عزیمت کا مقام ہے کہ ایک عورت فاقہ کشی اور مصیبت میں اپنے شوہر کا ساتھ دے اسلام ایسی ہی عزیمت کی تعلیم دیتا ہے اور ایک شریف، عقلمند اور سمجھدار عورت کو ایسا ہی کرنا چاہیے لیکن اخلاقی تعلیم اور چیز ہے اور ایک شرعی حق اور چیز ہے۔یہاں شرعی حق کی بات ہو رہی ہے۔نفقہ عورت کا شرعی حق ہے اگر وہ اسے اپنی مرضی سے چھوڑ دے تو نہایت قابل تعریف ہے لیکن اگر عورت اس کو نہ چھوڑنا چاہے یا اگر وہ نہ چھوڑ سکے تو قانون کی رو سے یہ اس کا حق ہے اور اسلام کے عدل وانصاف کے قانون میں یہ گنجائش نہیں ہے کہ کوئی زبردستی اس سے یہ حق چھین لے یا اس کو تکلیف اور جبر کے ساتھ عزیمت کے بلند مقام پر ٹھہرانے کی کوشش کرے۔

صحبت کا حق

ہمبستری کا حق جس طرح مرد کا ہے اسی طرح یہ حق عورت کا بھی ہے مرد پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ہمبستری کا حق ادا کرتا رہے تاکہ بیوی کی جنسی تسکین ہو سکے اگر بیوی کو یہ تسکین خاوند سے حاصل نہیں ہوگی تو وہ ناجائز ذرائع استعمال کرے گی جس سے فتنہ وفساد پھیلے گا اور سکون تباہ وبرباد ہو جائے گا معاشرے میں طرح طرح کے مسائل پیدا ہوں گے۔اس لیے ضروری ہے کہ خاوند بیوی کی خواہش کا خیال رکھے اور اس کی مناسب وقفے سے تکمیل کرتا رہے اس سے فتنہ وفساد کا خاتمہ ہوگا اور دونوں کو سکون نصیب ہوگا اللہ تعالیٰ عورتوں کی تخلیق کا مقصد

بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے کہ:

﴿اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا﴾ الروم ۲۱:۳۰

اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تا کہ ان کی طرف مائل ہو کر سکون حاصل کرو۔

صحبت سے پہلے ضروری ہے کہ شوہر بیوی کی جنسی تسکین اور اسے متاثر (Attract) کرنے کے لیے خوبصورت اور صاف ستھرا لباس پہنے اور جسم کی صفائی کا خاص خیال رکھے اور خوشبو (Perfume) کا استعمال کرے اور اس کے ساتھ ہنسی خوشی سے پیش آئے تا کہ بیوی کو اس سے تسکین ملے جس طرح مرد یہ چاہتا ہے کہ جب وہ بیوی سے ملے تو اس نے خوبصورت لباس پہنا ہوا ہو اور خوب بناؤ سنگھار (Make up) کیا ہوا ہو، خوشبو (Perfume) لگائی ہوئی ہوتا کہ اس کے دل کو وہ اچھی لگے اور اس کو تسکین اور سکون ملے۔ بالکل یہی جذبات عورت کے بھی ہوتے ہیں وہ بھی انسان ہے اس کا بھی دل ہے وہ بھی مرد سے یہ سب کچھ چاہتی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات سے سخت نفرت تھی کہ آدمی میلا کچیلا بنا رہے اور اسکے کپڑے صاف ستھرے نہ ہوں اور اس کے بال الجھے ہوئے ہوں۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ میں پسند کرتا ہوں کہ اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لیے میں بھی زینت کروں جس طرح وہ مجھے خوش کرنے کے لیے اپنا بناؤ سنگھار کرتی ہے۔

آج کے دور میں اکثر مرد اسلام کی تعلیمات اور بیوی کے حقوق سے ناواقفیت کی وجہ سے بیوی کے جذبات اور اس کی خواہشات کو اہمیت نہیں دیتے جب ان کا دل چاہتا ہے صحبت کر لیتے ہیں لیکن جب بیوی کا جی چاہے تو اس کے جذبات اور اس کی خواہشات کی قدر نہیں کرتے جس سے بیوی کے جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہے مرد کو چاہیے کہ بیوی کا مزاج آشنا ہو اور اس کے جذبات کا خیال رکھے۔

لمبا عرصہ بیوی سے دور رہنے کی ممانعت

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رات مدینے کی گلیوں میں گشت کر رہے تھے کہ آپؓ نے ایک عورت کی آواز سنی جو اپنے گھر میں یہ اشعار پڑھ رہی تھی۔

marfat.com

تطا ول هذا اللیل وازورجانب وارقنی ان لاضجیج الاعبه

رات گزرتی چلی گئی اوراس کا سرادراز ہوا۔ مجھے اس چیز نے رقت میں مبتلا کر دیا کہ یہاں کوئی شور یا ہنگامہ نہیں جس سے میں دل بہلاسکوں۔

الاعبه طورا وطورا کانما بداء قمرا فی ظلمة اللیل حاجبه

لمحہ لمحہ میں اس سے ایسے کھیلوں جیسے رات کے اندھیرے میں بادل کی اوٹ سے چاندنکل کرآنکھ مچولی کھیلتا ہے۔

یسربنه منکان یلهو بقربه لطیف الحشا لایحتویه اقاربه

اس سے نزدیک رہ کر جواس سے کھیلتا ہے اسے خوشی ہوتی ہے۔نرم ونازک پسلیوں والا اس کے خویش واقارب یہاں جمع نہیں ہوتے۔

فواللہ لو لا اللہ لاشئی غیره لاحرک من هذا السریر جوانبه

خدا کی قسم اگرخدا (کا خوف نہ) ہوتا،اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے،تواس چارپائی کے پائے کبھی کے ہل چکے ہوتے۔

ولکننی اخشی رقیبا مو کلا بانفسنا لا یفتر الدهر کاتبه

لیکن میں اس ایک نگراں کارسے ڈرتی ہوں، جوہمارے اوپر مسلط ہے کبھی کسی وقت اس کا قلم سست نہیں پڑا۔

مخافة ربی والحیاء یصدنی واکرم بعلی ان تنال مراتبه

نیز پروردگار کا خوف ہے،شرم وحیا سدرہ بنی ہوئی ہے،شوہر کی عزت کا پاس ولحاظ ہے کہ اس کے مقام تک (نہیں) پہنچا جاسکتا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عورت کے بارے میں معلومات چاہیں لوگوں نے بتایا کہ یہ فلاں عورت ہے عرصہ ہوااس کا شوہر خدا کی راہ میں جہاد کے لیے گیا ہوا ہے اوراب تک نہیں آیا آپؓ نے اس کے شوہر کولکھااور بلوا بھیجا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اورفرمایا بیٹی شوہر کے بغیر عورت کتنے دن تک صبر کرسکتی ہے؟انھوں نے کہا،سبحان اللہ (حیرت ہے) آپ جیسا (باپ) مجھ جیسی (بیٹی) سے یہ سوال کرتا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

marfat.com

فرمایا، اگر عام مسلمانوں کی مصلحت اور مفاد کا مجھے خیال نہ ہوتا تو میں تم سے یہ سوال ہرگز نہ کرتا انہوں نے کہا، پانچ ماہ۔۔۔ چھ ماہ تب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاد کی مدت میں چھ ماہ (کی رخصت) مقرر فرمائی۔ ایک ماہ ان کی آمد میں صرف ہوتا، چار ماہ اقامت میں، پھر ایک ماہ دوبارہ روانگی میں صرف ہوتا۔

امام مالک بن انسؒ نے موطا میں حضرت عبداللہ بن دینار سے نقل کیا

عورت کو زدوکوب کرنا جائز نہیں

عورت کو زدوکوب کرنا اور مارنا پیٹنا جائز نہیں ہے پیغمبرِ اسلام فرماتے ہیں جب کوئی مرد کسی عورت سے شادی کرلے تو اسے چاہیے کہ وہ اس کا احترام کرے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں ایسے لوگوں پر تعجب کرتا ہوں جو بے جا اپنی عورتوں کو مارتے پیٹتے ہیں، حالانکہ ایسے افراد خود مار پیٹ کے زیادہ مستحق ہوتے ہیں جو کوئی شخص اپنی عورت کو عصا سے مارے گا وہ قصاص کا مستحق ہوتا ہے یعنی اتنا ہی اسے مارا جائے گا آیتِ مبارکہ ہے کہ:

﴿وَالّٰتِیۡ تَخَافُوۡنَ نُشُوۡزَهُنَّ فَعِظُوۡهُنَّ وَاهۡجُرُوۡهُنَّ فِی الۡمَضَاجِعِ وَاضۡرِبُوۡهُنَّ فَاِنۡ اَطَعۡنَكُمۡ فَلَا تَبۡغُوۡا عَلَيۡهِنَّ سَبِيۡلًا﴾

النساء ۴:۳۴

اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور ان سے الگ سوؤ اور انہیں مارو، پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آجائیں تو ان پر زیادتی کی کوئی راہ نہ چاہو۔

عورتوں کو خاوندوں کی نافرمانی سے بچنا چاہیے اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے تعاون کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں کی نافرمانی پر انہیں سزا دینے کا حق دیا ہے کہ اگر عورت مرد کے ساتھ تعاون نہیں کرتی اور اس کی نافرمانی کرتی ہے تو مرد اس کو راہِ راست پر لانے کے لیے اخلاقی اور بدنی سزا بھی دے سکتا ہے لیکن اس حق کا ناجائز استعمال نہیں کرسکتا اور یہ کہ مرد کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ بغیر کسی وجہ کے یا کوئی بہانہ بنا کر بیوی کو سزا دے یا اس کو گالیاں دے اور اس کے ساتھ سخت رویہ اختیار کرے اور بے جا عورت پر پابندیاں عائد کردے یا عورت پر مختلف طریقوں سے ظلم کرے اگر کوئی مرد عورت کے ساتھ ظلم وستم کرتا ہے تو عورت اس ظالم مرد سے علیحدگی اختیار کرسکتی ہے اسلام نے عورت کو خلع کا حق دیا ہے۔

marfat.com

بیوی کو مارنا بداخلاقی ہے

صحیح بخاری میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا اور اس خطبے میں بہت سی دوسری باتوں کے علاوہ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ یہ بری بات ہے کہ تم میں سے ایک شخص اپنی بیوی کو اس طرح مارتا ہے جیسے آقا اپنے غلام کو مارتا ہے اور دوسری طرف اسی سے اپنی جنسی خواہش بھی پوری کرتا ہے۔

صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب ما یکرہ من ضرب النساء

مال و دولت خرچ کرنے کا حکم

انسان کو اپنی حیثیت کے مطابق بیوی بچوں، والدین اور اپنی ضروریاتِ زندگی پر اپنے مال و دولت میں سے ماحول اور معاشرے کے رسم و راج کو دیکھتے ہوئے خرچ کرنا چاہیے شریعت میں فضول خرچی اور کنجوسی کی اجازت نہیں ہے فضول خرچ اور کنجوس دونوں شخص شریعت کے نزدیک ناپسندیدہ ہیں اور دونوں کے لیے سزا و عتاب ہے بخل اور کنجوسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

﴿اِنِ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَیَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَیَکْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّھِیْنًا﴾

جو لوگ (خود بھی) بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو (بھی) بخل کا حکم دیتے ہیں اور اس (نعمت) کو چھپاتے ہیں جو اللہ نے انھیں اپنے فضل سے عطا کی ہے اور ہم نے کافروں کے لیے ذلت انگیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔

النساء ۴:۳۷

شریعت نہ تو فضول خرچی کو پسند کرتی ہے اور نہ ہی کنجوسی اور بخل کو، فضول خرچی کرنے والے کو اللہ تعالیٰ نے شیطان کا بھائی قرار دیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ﴾

بیشک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔

بنی اسرائیل ۱۷:۲۷

marfat.com

اسلام میانہ روی اوراعتدال کے ساتھ خرچ کرنے کی تلقین کرتا ہےارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَاتَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًامَّحْسُوْرًا﴾

اورنہ اپناہاتھ اپنی گردن سے باندھا ہوارکھو(کہ کسی کو کچھ نہ دو)اور نہ اسے سارا کا سارا کھول دو(کہ سب کچھ ہی دے ڈالو) پھر تمھیں خود ملامت زدہ (اور) تھکاہارا بن کر بیٹھنا پڑے۔

بنی اسرائیل ۲۹:۱۷

اسلام نے مسلمان کے مال میں رشتہ داروں محتاجوں، مسکینوں، مسافروں، ہمسایوں اور مہمانوں کا حق اور حصہ رکھا ہے اسلام اس چیز کو پسند نہیں کرتا کہ انسان اپنے مال ودولت پر سانپ بن کر بیٹھا رہے اور مال ودولت میں جن لوگوں کا حصہ ہے ان کو محروم رکھے اسلام تاکید کرتا ہے کہ اپنے مال ودولت میں سے رشتہ داروں، ہمسایوں، مسکینوں، غریبوں، مسافروں اور مہمانوں پر خرچ کرو کیونکہ مال ودلت میں ان کا حق اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے جو شخص ان پر خرچ نہیں کرتا وہ ان کا حق کھاتا ہے روز قیامت اس سے اس چیز کی باز پرس ہوگی ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْتَبْذِيْرًا﴾

اورقرابتداروں کوان کا حق ادا کرواورمحتاجوں اور مسافروں کوبھی (دو)اور (اپنا مال) فضول خرچی سے مت اڑاؤ۔

بنی اسراءیل۲۶:۱۷

انسان کوایک چیز ذہن میں رکھنی چاہیے کہ رزق اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے انسان کنجوسی، بخل اوردسروں کا حق مار کراپنے مال ودولت میں اضافہ نہیں کرسکتا اگر انسان اپنے مال سے حقداروں کے حصے نکالتا ہے اوران کا حق ادا کرتا ہے اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں فروانی اور برکت ڈالتا ہے کیونکہ رزق کے خزانے اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہیں جسے چاہتا ہے بے حساب عطا کرتا ہےارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾

بیشک آپ کارب جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ (بھی) فرمادیتا ہےاورتنگ (بھی) کر دیتا ہے۔

بنی اسرائیل ۳۰:۱۷

﴿وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَايَحْتَسِبُ﴾

اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔

الطلاق ۳:۲۵

marfat.com

اسلام میں اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اگر نیک کام کے پیچھے نیت بُری ہو تو اس نیک کام کا کوئی اجر وثواب آخرت میں نہیں ملے گا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی نیت کو دیکھتا ہے کہ کس نیت کی بنا پر یہ فعل سرانجام دے رہا ہے محض اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر یا کہ لوگوں کے دکھاوے کے لیے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس مال خرچ کرنے کی کوئی قدر و قیمت نہیں جس میں نیت دکھاوے کی ہو۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَاءَ النَّاسَ.....وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا﴾ النساء۴:۳۸

اور جو لاگ اپنے مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرتے ہیں.....اور شیطان جس کا بھی ساتھی ہو گیا وہ برا ساتھی ہے۔

مہمان نوازی

حدیثِ مبارکہ ہے کہ:

"ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال :من كان يومن بالله واليوم الاخرفليكرم ضيفه،جائزته يوم وليلة ، والضيافة ثلاثة ايام ،فما بعد ذلك فهو صدقة،ولايحل له ان يثوى عنده حتى يحرجه"

صحیح بخاری، کتاب الادب، باب اکرام الضیف وخدمتہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے اپنے مہمان کی عزت کرنی چاہیے اس کی خاطر داری بس ایک دن اور ایک رات کی ہے اور مہمانی تین دن اور تین راتوں کی ہے۔ اس کے بعد جو کرتا ہے وہ صدقہ ہے اور مہمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے میزبان کے پاس اتنے دن ٹھہر جائے کہ تنگ کر ڈالے۔

marfat.com

بحث دوم ایک سے زائد ازدواج کی صورت میں عدل

ازواج میں عدل

متعدد بیویاں ہونے کی صورت میں کسی ایک کی طرف مائل ہوکر دوسری بیوی یا بیویوں کو معلق رکھ چھوڑنا ظلم ہے جیسا کہ قرآنِ مجید میں ایسے عمل کو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔

﴿فَلَاتَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ﴾ النساء ۴:۱۲۹ کسی ایک کی طرف نہ بالکل جھک جاؤ کہ دوسری کو گویا معلق رکھ چھوڑو۔

قرآنِ مجید میں تعددِ ازدواج کی اجازت عدل کی شرط کے ساتھ دی گئی ہے اگر کوئی شخص عدل نہ کرے تو اسے اس مشروط اجازت سے فائدہ اٹھانے کا حق نہیں ہے قرآنِ مجید میں جس آیت کے ذریعے تعددِ ازدواج کی اجازت دی گئی ہے اس آیت مبارکہ میں صاف حکم ہے کہ اگر عدل نہ کرسکو تو ایک بیوی پر ہی اکتفاء کرو۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّاتَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّاتَعُوْلُوْا﴾ النساء ۴:۳ پھر اگر تم کو خوف ہو کہ عدل نہ کرسکو گے تو ایک ہی بیوی رکھو یا لونڈی جو تمہارے قبضہ میں ہو یہ زیادہ تر قرین مصلحت ہے تاکہ تم حق سے متجاوز نہ ہوجاؤ۔

قرآنِ مجید کی آیتِ مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ جو شخص دو یا دو سے زیادہ بیویاں رکھتا ہے اور ان میں عدل نہیں کرتا اور ایک کی طرف جھک کر دوسری کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے وہ ظالم ہے تعددِ ازدواج کی اجازت سے اس کو فائدہ اٹھانے کا کوئی حق نہیں ہے کیونکہ تعددِ ازدواج کی اجازت صرف عدل کی شرط کے ساتھ دی گئی ہے۔

عدل کے مفہوم میں قرآنِ مجید نے واضح کردیا ہے کہ متعدد بیویوں کے ساتھ عدل کا مطلب یہ ہے کہ ہر بیوی کو ایک جیسی رہائش، ایک جیسا کھانا پینا، ایک جیسا لباس اور ہمبستری کے لیے سب کو برابر باری باری وقت دے، سب کے ساتھ ایک جیسا سلوک کرے کسی ایک کو دوسری پر ترجیح نہ دے البتہ جہاں تک دلی محبت اور دلی لگاؤ کا تعلق ہے اس میں مساوات برتنا انسان کی ذمہ داری نہیں ہے اور نہ ہی انسان اس چیز پر قادر ہے اللہ تعالیٰ نے بھی انسان کو اس چیز کا مکلف نہیں ٹھہرایا۔

marfat.com

بیویوں میں باریوں کی تقسیم

حدیث مبارکہ ہے کہ:

"عن ابی هريرة عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال اذ اكان عند الرجل امراتان فلم يعدل بينهما جاء يوم القيٰمة وشقه ساقط"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کسی کے نکاح میں دو بیویاں ہوں اور وہ ان میں انصاف نہ کرے تو وہ روزِ قیامت مفلوج پہلو کے ساتھ آئے گا۔

جامع ترمذی، کتاب النکاح، باب ماجاء فی التسویۃ بین الضرائر

سہاگ رات کے بعد کنواری اور بیوہ دلہنوں کے پاس ٹھہرنے کی مدت

حدیث مبارکہ ہے کہ:

"عن ام سلمة رضی الله تعالیٰ عنها ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لما تزوج ام سلمة رضی الله تعالیٰ عنها اقام عندها ثلاثا وقال انه ليس بك علیٰ اهلك هوان انشئت سبعت لك وان سبعت لك سبعت لنسائی"

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکاح کرنے کے بعد ان کے پاس تین دن رہے پھر فرمایا تم اپنے شوہر کی نظروں سے اتری نہیں ہو اگر تم چاہو تو میں تمہارے پاس ایک ہفتہ قیام کر لوں اور اگر میں تمہارے پاس ایک ہفتہ رہا تو میں اپنی تمام ازواج کے پاس ایک ایک ہفتہ رہوں گا۔

صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب قدر ما تستحقہ البکر والثیب من اقامۃ الزوج عندھا عقب الزفاف

"عن ابی بكر بن عبدالرحمان رضی الله تعالیٰ عنه ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم حين تزوج ام سلمة واصبحت عنده قال لها ليس بك علی اهلك هوان انشئت

ابو بکر بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام سلمہ سے نکاح کیا اور صبح کے وقت ان سے فرمایا تم اپنے شوہر کی نظر سے اتری نہیں ہو، اگر تم چاہو تو میں تمہارے پاس

marfat.com

سبعت عندك وان شئت ثلثت ثم درت قالت ثلث"

صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب قدر ما تستحقه البکر والثیب من اقامة الزوج عندها عقب الزفاف

سات روز رہوں اور چاہو تو تین روز رہوں اور پھر میں دور کرتا رہوں (یعنی باری باری سب ازواج کے پاس جاؤں) حضرت ام سلمہ نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین روز رہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ:

"عن ام سلمة رضی الله تعالیٰ عنها ذکر ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم تزوجها وذکر اشیاء هذافیه قال ان شئت ان اسبع لك واسبع لنسائی وان سبعت لك سبعت لنسائی"

صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب قدر ما تستحقه البکر والثیب من اقامة الزوج عندها عقب الزفاف

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس وقت کی گئی چیزیں بیان کیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے نکاح کیا تھا ان میں سے ایک بات یہ بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہو کہ میں تمہارے پاس ایک ہفتہ رہوں تو دوسری ازواج کے پاس بھی ایک ایک ہفتہ رہوں گا کیونکہ اگر میں تمہارے پاس سات دن رہوں گا تو سات سات دن دوسری ازواج کے پاس بھی رہوں گا۔

حدیث مبارکہ ہے کہ:

"عن انس رضی الله تعالیٰ عنه قال اذا تزوج البکر علی الثیب اقام عندها سبعا واذا تزوج الثیب علی البکر اقام عندها ثلاثا"

صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب قدر ما تستحقه البکر والثیب من اقامة الزوج عندها عقب الزفاف

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کہ اگر کوئی بیوہ کے اوپر کنواری کے ساتھ نکاح کرے تو اس کے پاس سات دن رہے اور جب کنواری کے اوپر بیوہ کے ساتھ نکاح کرے تو اس کے پاس تین دن رہے۔

marfat.com

نئی دلہن اور پرانی بیویوں میں باریوں کی تقسیم میں مذاہب

جمہور علماء امام مالک، امام احمد اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک نئی بیوی کا پرانی بیوی سے سہاگ رات کے بعد زیادہ حصہ ہے اگر نئی بیوی کنواری ہے تو شوہر اس کے ساتھ سات دن رہے گا اور اس کے بعد شوہر باری باری ہر بیوی کے ساتھ رہے گا اور اگر نئی بیوی بیوہ ہے تو اس کے ساتھ تین دن رہے گا اس کے بعد باری باری ہر بیوی کے ساتھ رہے گا۔

امام ابوحنیفہؒ کا موقف

امام ابوحنیفہؒ باریوں کی تقسیم کے بارے میں نئی اور پرانی کا فرق نہیں کرتے اور فرماتے ہیں کہ بیویوں میں تقسیم واجب ہے اگر نئی بیوی کے ساتھ تین دن رہے گا تو باقی بیویوں میں سے ہر ایک کے پاس تین تین دن رہے گا۔

احناف فقہاء کا استدلال

فقہاء احناف کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام بیویوں کے درمیان نئی اور پرانی بیوی کا فرق کیے بغیر عدل کرنے کا حکم دیا ہے۔ قرآن مجید میں جہاں اللہ تعالیٰ نے تعدد ازدواج کی اجازت دی ہے وہاں مطلق عدل کی بات کی ہے نئی اور پرانی کا تذکرہ نہیں کیا اس لیے ہمیں بھی نئی اور پرانی میں فرق کیے بغیر ان میں باریوں کی تقسیم کرنی چاہیے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً﴾

النساء ۳ع

اگر تمہیں یہ خدشہ ہو کہ تم زیادہ بیویوں کے درمیان عدل نہیں کر سکو گے تو صرف ایک بیوی سے نکاح کرو۔

نیز اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

﴿وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ﴾

النساء ع ۱۲۹

اور تم عورتوں کے درمیان (محبت میں) ہرگز عدل نہ کر سکو گے خواہ تمہیں اس کی کتنی حرص ہو، پھر ایسا تو نہ کرو کہ ایک کی طرف بالکل جھک جاؤ اور دوسری کو بیچ میں لٹکا ہوا چھوڑ دو۔

marfat.com

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے درمیان نئی اور پرانی کا فرق کیے بغیر عدل واجب کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تقسیم کے معاملہ میں اپنی ازواج میں عدل فرماتے تھے۔حدیث مبارکہ ہے کہ:

"عن عائشة ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم کان یقسم بین نساء ه فیعدل ویقول اللهم هذه قسمتی فیما املك فلاتلمنی فیما تملك ولا املك"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عدل کے ساتھ اپنی ازواج میں باریوں کی تقسیم کرتے تھےاورفرماتے اےاللہ جن چیزوں کا میں مالک ہوں (یعنی معاملات ،باریوں کی تقسیم وغیرہ) ان میں میری یہ عدل کے ساتھ تقسیم ہےاور جن چیزوں کا میں مالک نہیں ہوں (یعنی دلی محبت، لگاؤ میں کمی بیشی)اورتو مالک ہےان میں تو مجھ پر ملامت نہ فرمانا۔

جامع ترمذی،النکاح،باب ماجاء فی التسویۃ بین الضرائر

جہاں کنواری کے لیے سات دن اور ثیبہ کے لیے تین دن کا ذکر ہےاس کا مطلب یہ ہے کہ باری باری سب ازواج کے ہاں سات سات یا تین تین دن گزارے جائیں جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے کہ:

"عن ام سلمة رضی الله تعالیٰ عنها ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لما تزوج ام سلمة رضی الله تعالیٰ عنها اقام عندها ثلاثا وقال انه لیس بك علیٰ اهلك هوان انشئت سبعت لك وان سبعت لك سبعت لنسائی"

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکاح کرنے کے بعدان کے پاس تین دن رہے۔ پھر فرمایا تم اپنے شوہر کی نظروں سے اتری نہیں ہواگرتم چاہو تو میں تمہارے پاس ایک ہفتہ قیام کرلوں اوراگر میں تمہارے پاس ایک ہفتہ رہاتو میں اپنی تمام ازواج کے پاس ایک ایک ہفتہ رہوں گا۔

صحیح مسلم،کتاب الرضاع ،باب قدر ماتستحق البکر والثیب من اقامۃ الزوج عندھا عقب الزفاف

marfat.com

کیاایک بیوی اپنی باری دوسری بیوی کودے سکتی ہے؟

حدیث مبارکہ ہے کہ:

"عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها قالت مارایت امراة احب الی ان اکون فی مسلاخها من سودة بنت زمعة من امراة فیها حدة قالت فلما کبرت جعلت یومها من رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لعائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها قالت یارسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قد جعلت یومی منك لعائشة فکان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یقسم لعائشة رضی اللہ تعالیٰ عنهایومین یومها ویوما سودة"

صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب جواز ھبتھا نوبتھا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھے ازواجِ مطہرات میں سب سے زیادہ حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عزیز تھیں، میری یہ تمنا تھی کہ کاش ان کے جسم میں، میں ہوتی، حضرت سودہ بنت زمعہ کے مزاج میں تیزی تھی جب وہ بوڑھی ہوگئیں تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دن کی باری حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کودی اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے اپنی باری عائشہ کودے دی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں دو دن رہتے تھے، ایک دن حضرت عائشہ کی باری کا اور ایک دن حضرت سودہ کی باری کا۔

marfat.com

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ازواج میں باریوں کی تقسیم واجب تھی یا کہ اختیاری؟

حدیثِ مبارکہ ہے کہ:

"عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها قالت کنت اغار علی اللاتی وهبن انفسهن لرسول الله صلی الله علیه وآله وسلم واقول او تهب المراة نفسها فلما انزل الله تعالیٰ ترجی من تشاء منهن وتووی الیك من تشاء ومن ابتغیت ممن عزلت قالت قلت والله ماارٰی ربك الا یسارع لك فی هواك"

صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب جواز هبتها نوبتها لضرتها

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھے ان عورتوں پر غصہ آتا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اپنے آپ کو ہبہ کر دیتی تھیں، میں کہتی تھی کہ عورت بھی اپنے آپ کو ہبہ کر سکتی ہے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی (ترجمہ) اے نبی آپ اپنی ازواج میں سے جسے چاہیں پیچھے ہٹائیں (الگ کر دیں) اور جسے چاہیں اپنے پاس جگہ دیں (الگ نہ کریں) اور جسے آپ نے علیحدہ کر دیا تھا اس کو اگر آپ بلانا چاہیں تو آپ پر کوئی حرج نہیں ہے میں نے کہا آپ کا رب آپ کی خواہش بہت جلد پوری کر دیتا ہے۔

تمام اہلِ سیرت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تقسیم کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس رخصت پر عمل نہیں کیا اور تمام ازواج کے ہاں باری باری جاتے تھے۔

marfat.com

باب سوم

پردہ کے احکام

تربیتِ اولاد

والدین کا مقام ومرتبہ

فصل اول پردہ کے احکام

فصل دوم تربیتِ اولاد

فصل سوم والدین کامقام ومرتبہ

marfat.com

فصل نمبر 1

پردہ کے احکام

پردے کی نوعیت

پردہ کے تین درجات ہیں:۔ا۔فرض ۲۔واجب ۳۔مباح

ا۔فرض: شرعی پردہ یہ ہے کہ عورت اپنے چہرے ،ہاتھ،اور پاؤں کے علاوہ باقی سارا جسم ڈھانپے، یہ پردہ کرنا ہر مسلمان عورت کے لیے ضروری ہے اوراس کا ترک کرنا حرام ہے یہ پردہ اس جگہ کے لیے کافی ہے جہاں فتنہ کا امکان نہ ہو۔

اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ عورت شرعی پردہ کے لوازمات پورے کر کے جس طرح کے مرضی ہے کپڑے پہنے جس سے سارے جسم کے اعضاء نمایاں طور پر نظر آئیں جیسا کہ آج کل رواج ہے کہ عورتوں نے لباس تو پہنا ہوتا ہے لیکن وہ برائے نام ہوتا ہے ایک تو یہ کہ وہ انتہائی باریک ہوتا ہے دوسرا یہ کہ وہ اتنا تنگ ہوتا ہے جس سے عورت کے جسم کے سارے اعضاء واضح ہوتے ہیں میرے خیال میں آج کل اس معاشرے میں فتنہ انگیزی کا سبب یہی دو چیزیں ہیں اس طرز کے لباس کی حوصلہ شکنی کی ضرورت ہے۔ جہاں پر فتنے کا امکان ہو وہاں پر عورت کا چہرہ چھپانے کے لیے برقعہ پہننا مستحسن ہے تا کہ فتنہ انگیزی سے بچی رہے۔ ہر عورت کے لیے،اور ہر جگہ برقعہ پہننا شرعاً ضروری نہیں ہے۔اس بات کا خیال بھی رکھا جائے کہ پردہ خود آرائش کا سبب نہ بن جائے کہ پوشاک اتنی آراستہ و پیراستہ ہو کہ مردوں کی نگاہوں کو اپنی طرف مرکوز کر لے کیونکہ قرآن کا حکم ہے کہ عورتیں گھروں میں رہیں اور جب ضرورت کے تحت باہر جائیں تو جاہلیت کی عورتوں کی طرح اپنی زینت نہ دکھاتی پھریں بلکہ باپردہ ہو کر گھروں سے باہر نکلیں۔

عورت کا معنی: عورت عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ''چھپی ہوئی چیز'' کے ہیں۔

مسلمان عورت جو آزاد ہو نہ زر خرید باندی نہ ہو، بالغ ہو چکی ہو یا بالغ ہونے کے قریب

marfat.com

ہو جوان ہو یا بوڑھی اس کے لئے اجنبی مردوں سے پردہ کرنے کے تین درجے ہیں۔ایک یہ کہ بجز چہرہ اور ہتھیلیوں کے اور بعض کے نزدیک بجز پیروں کے بھی باقی تمام بدن کو کپڑے سے چھپایا جائے اور یہ ادنیٰ درجے کا پردہ ہے۔دوسرے یہ کہ چہرہ اور ہتھیلیوں اور پیروں کو بھی برقعہ وغیرہ سے چھپایا جائے یہ درمیانے درجے کا پردہ ہے تیسرا یہ کہ عورت دیوار یا پردہ کے پیچھے آڑ میں رہے کہ اس کے کپڑے پر بھی اجنبی مردوں کی نظر نہ پڑے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَاظَهَرَ مِنْهَا﴾ اور اپنا سنگھار ظاہر نہ کریں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے۔

النور ۲۴:۳۱

وہ اعضاء جو کھلے رہتے ہیں ان سے مراد چہرہ اور ہتھیلیاں ہیں کیونکہ ان کا کھولنا ضرورت کی وجہ سے ہے۔حدیثِ مبارکہ ہے"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اسماءؓ سے فرمایا کہ اے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو سوائے اس کے،حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چہرے اور ہتھیلی پر اشارہ فرمایا۔

بے پردگی فتنے کا سبب

عورتیں آج کل بے حجاب،بے پردہ سفر کرتی ہیں اور سرِ عام بازاروں،گلی،محلے، پارکوں اور تفریحی مقامات پر بے پردہ گھومتی پھرتی ہیں عورتوں کا بے پردہ سفر کرنا اور گھومنا پھرنا فتنہ پیدا ہونے کا سب سے بڑا سبب ہے۔انسان کی جبلت میں اللہ تعالیٰ نے عورت کی رغبت، محبت اور چاہت رکھ دی ہے چونکہ انسان کی خصلت میں عورت کے لیے کشش (Attraction) ہے اس لیے انسان جائز و ناجائز طریقے استعمال کرتا ہے اس کا سبب عورتوں کا بغیر پردہ کے گھومنا پھرنا ہے بے پردگی بہت بڑا فتنہ ہے یہ شیطانی فتنہ قوم وملت کے لیے بہت نقصان دہ ہے اس فتنے نے نوجوانوں کو بہت متاثر کیا ہے اور ان کا سکون تباہ و برباد کر دیا ہے۔

فتنہ قتل سے بھی برا

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

﴿وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾ اور فتنہ قتل سے زیادہ سخت ہے۔

البقرہ ۲:۱۹۱

marfat.com

اسلام امن وسلامتی کا ضامن اور فتنہ وفساد کا دشمن ہے اسلام نے فتنہ کو قتل سے بھی زیادہ سخت نقصان دہ قرار دیا ہے کیونکہ قتل سے ایک دو جانیں تلف ہوتی ہیں جبکہ فتنہ ہزاروں جانوں کے ضیاع کا سبب بنتا ہے۔اسلام کے نزدیک ہر وہ چیز فتنہ ہے جو انسان کے دل ودماغ میں کشمکش کا باعث بن جائے اور آخر کار اس کی عقل، ضمیر اور اس کے عزم واستقامت میں ضعف پیدا کردے، جس کی بنا پر حق وصداقت پر قائم رہنا ناممکن ہو جائے۔

فتنہ وفساد کی بنیادی وجہ

آج کل معاشرے کی بے چینی اور فتنہ وفساد کی اصل وجہ اور بنیادی چیز یہ ہے کہ ہم نے قرآنی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا ہے عورتیں بازاروں میں بناؤ سنگھار(Make up) کر کے بغیر پردہ کے سر عام گھومتی پھرتی ہیں ایسا لباس زیب تن کرتی ہیں جو نیم عریاں ہوتا ہے لباس اتنا باریک اور جسم کے ساتھ کسا ہوا ہوتا ہے کہ جسم کا ہر عضو نمایاں ہوتا ہے بازو، سر، گلا اور آدھا سینہ تو ویسے ہی ننگا ہوتا ہے اگر دوپٹہ ہو بھی تو اس کی تہہ لگا کر کندھے پر لٹکایا ہوا ہوتا ہے یہ سب کچھ ہمارے معاشرے اور بازاروں کا رواج (Fashion) بن چکا ہے آج کل جتنی فحاشی وعریانی بازاروں میں سر عام نظر آتی ہے اتنی کسی جگہ نہیں۔جو فیملی جتنی زیادہ دولت مند، امیر، سرمایہ دار ہوگی اور جو بازار (Market) جتنا زیادہ مہنگا، امیروں اور سرمایہ داروں کے علاقے میں ہوگا وہ اتنا ہی زیادہ فحاشی وعریانی کا مرکز ہوگا، امیر لوگ پردہ کرنا عیب سمجھتے ہیں اور جو پردہ کرے اس کو پسماندہ (Back word) تصور کرتے ہوئے اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔یہ کلچر اسلامی نہیں ہے یہ مغربی کلچر ہے اسلام کے نزدیک عفت وعصمت کی جو قدر ومنزلت ہے اس کے پیش نظر ایسے احکام صادر فرمائے جارہے ہیں کہ ان راستوں کو ہی بند کیا جارہا ہے، ان اسباب کا ہی قلع قمع کیا جارہا ہے جن کے ذریعے اس متاع گرانمایہ کے لٹنے کا اندیشہ ہو، مسلمانوں کی بھلائی اسی میں ہے کہ وہ اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں اور دنیا وآخرت میں کامیاب وکامران ہوں۔

marfat.com

غضِ بصر کا حکم

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ﴾ النور ۲۴:۳۰

آپ مسلمان مردوں کو فرما دیجیے اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں۔

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ﴾ النور ۲۴:۳۱

آپ مسلمان عورتوں کو فرما دیجیے اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں۔

''غض'' کا مطلب ہے پست، کم اور نیچے۔ ''بصر'' کا مطلب ہے دیکھنا۔ غضِ بصر کا مطلب ہے نگاہ پست اور نیچی رکھنا۔ نگاہ کو پست اور نیچی رکھنے سے مراد نگاہ کو ان چیزوں سے پھیر لینا ہے جن کی طرف دیکھنا شرعاً ممنوع اور ناجائز ہے۔ اسلام نے نہ صرف عورتوں کو گھروں میں رہنے، برقعہ اوڑھنے اور نامحرم مردوں سے نہ ملنے کی تلقین کی ہے بلکہ ہر اس راستے پر بند باندھ دیا ہے جہاں سے غلط خیالات پیدا ہونے کا اندیشہ تھا چونکہ دیکھنے سے دل میں فتور پیدا ہوتا ہے اور غلط نظریات جنم لیتے ہیں اسی لیے اسلام نے نظر نیچی رکھ کر چلنے کا حکم دیا ہے ساتھ یہ حکم بھی دیا ہے کہ اگر اچانک پہلی نظر بلا ارادہ پڑ جائے تو یہ معاف ہے فوراً نظر ہٹا لو مگر ارادے کے ساتھ کسی عورت کی طرف دیکھنا حرام ہے عورتوں کے لیے بھی جائز نہیں کہ وہ غیر محرم مردوں کی طرف بلا ضرورت دیکھیں۔ حدیث مبارکہ ہے کہ:

وعن ام سلمة حد ثته انها كانت عند رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم وميمونة قالت فينا نحن عنده اقبل ابن ام مكتوم فدخل عليه وذلك بعد ماامرنا بالحجاب فقال رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم احتجبامنه فقلت يارسول الله اليس هو اعمى لايبصرناولايعرفنافقال رسول الله

ام سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اور میمونہ ہم دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس تھیں کہ اچانک عبداللہ بن ام مکتوم سامنے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس آنے لگے چونکہ عبداللہ نابینا تھے اس لیے ہم دونوں نے ان سے پردہ کرنے کا ارداہ نہ کیا اور اسی طرح اپنی جگہ بیٹھی رہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

marfat.com

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم افعمیاوان انتماالستما تبصرانہ "

ترمذی، کتاب الادب، باب ماجاء فی احتجاب النساء من الرجال

کہ ان سے پردہ کرو میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟ ہم کوتو وہ نہیں دیکھ رہے اس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم ان کو دیکھ نہیں رہی ہو؟

اخفاءِ زینت کا حکم

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَلَایَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَایُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ﴾

النور ۲۴:۳۱

اورعورتیں چلتے وقت اپنے پاؤں زمین پرزور سے نہ ماریں جس سے لوگوں پران کی پوشیدہ زینت ظاہر ہو۔

زینت کے معنی آرائش وزیبائش کے ہیں خواہ وہ خلقی اورقدرتی ہوں جیسے چہرہ، جسم وغیرہ یامصنوعی اوراختیاری ہوں جیسے لباس، پوشاک اورزیوروغیرہ ان کا اظہارسوائے محارم کے کسی کے سامنے جائزنہیں ہے عورت اپنی زینت صرف اپنے گھر میں ان لوگوں کے سامنے ظاہرکرسکتی ہے جن کواس کے سامنے آنے اورگھر میں داخل ہونے کی اجازت ہو۔

بلاضرورت گھر سے باہر نکلنے کی ممانعت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی﴾

الاحزاب ۳۳:۳۳

اوراپنے گھروں میں ٹھہری رہو، اور بے پردہ نہ ہو پہلی جاہلیت کی سی بے پردگی۔

﴿یٰٓاَیُّهَاالنَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ﴾

الاحزاب ۳۳:۵۹

اے نبی ﷺ! اپنی بیویوں اورصاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ منہ پرڈالے رہیں۔

marfat.com

گھر میں پردہ کی حیثیت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ﴾

النور ۲۴:۳۱

اور اپنا سنگھار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹوں یا اپنے شوہروں کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھتیجوں یا اپنے بھانجوں یا اپنے دین کی عورتوں یا اپنی کنیزوں جو اپنے ہاتھ کی ملک ہوں یا نوکر بشرطیکہ شہوت والے مرد نہ ہوں یا وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں۔

گھر میں جن عزیز و اقارب کے سامنے عورت اظہارِ زینت کر سکتی ہے ان میں شوہر، باپ، سسر، بھائی، بھتیجے، بھانجے، سگے ماموں، سگے چچا اور میل جول کی مسلمان عورتیں اور کم سن بچے شامل ہیں مگر گھر میں ان کے سامنے بھی ایسی چادر اوڑھنا ضروری ہے جس سے سر، سینہ اور گردن ڈھکی ہوئی ہو۔

عورتوں کو گھروں میں ٹھہرنے کا حکم

عورتوں کی عصمت و عفت کی حفاظت، معاشرے کی اخلاقی پاکیزگی اور معاشرے میں فتنہ و فساد کے سد باب کی غرض سے عورتوں کو گھروں میں ہی ٹھہرنے کا حکم دیا گیا ہے اسی وجہ سے ان کو معاشی ذمہ داری سے بری الذمہ قرار دیا گیا ہے عورتیں گھروں سے بلا ضرورت باہر نہ نکلیں تا کہ عورتوں کا مردوں میں اختلاط کم سے کم سے ہو اور نامحرموں سے ان کا ٹکراؤ کم سے کم ہو۔ عورت کا نامحرم مردوں سے ٹکراؤ فتنہ و فساد کا سبب بنتا ہے۔

marfat.com

عورت کا اجنبی مردوں سے بات چیت کرنے کا انداز

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِہٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفاً﴾ الاحزاب ۳۲:۳۳

اے نبی کی ازواج (مطہرات) تم نہیں ہو دوسری عورتوں میں سے کسی کی مانند، تم پرہیز گاری اختیار کرو۔ پس ایسی نرمی سے بات نہ کرو کہ طمع کرنے لگے وہ (بے حیا) جس کے دل میں روگ ہے اور گفتگو کرو باوقار انداز سے۔

عورت کو مجبوری کے تحت اگر نامحرم اجنبی مرد سے بات کرنی پڑ جائے تو عورت کو ایسے باوقار طریقے سے بات کرنی چاہیے کہ مرد کے دل میں اس عورت کے بارے میں کوئی باطل خیال نہ آئے کیونکہ اندازِ گفتگو اور لہجہ کئی غلط فہمیوں اور جسارتوں کا سبب بن سکتا ہے اس لیے عورت گفتگو کرتے وقت سنجیدہ اور تھوڑا سا کرخت اور ترش لہجہ استعمال کرے تا کہ مرد کے دل میں کوئی فاسد خیال، طمع اور لالچ پیدا نہ ہو اور نہ ہی اس کی حرص کرے۔ عورت جو لہجہ اور اندازِ گفتگو خاوند اور فیملی ممبر کے ساتھ اپناتی ہے یہ لہجہ غیر محرم مردوں کے ساتھ نہ اپنائے۔ جس طرح خوش آواز، نرم، دھیمہ، اور پیار و محبت کا اندازِ گفتگو اور لہجہ خاوند کے ساتھ اپناتی ہے یہ انداز غیر محرموں کے ساتھ نہ اپنائے بلکہ سخت لہجہ اختیار کرے لیکن اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ لہجہ میں اتنی زیادہ سختی، تلخی اور ناشائستگی بھی نہ ہو جسے شریعت ناپسند کرتی ہے اور بداخلاقی میں شمار ہوتا ہے۔ عورت خاوند کی غیر موجودگی میں نامحرم مرد کے سامنے آنے سے جہاں تک ممکن ہو سکے اجتناب کرے، اگر خاوند کی غیر موجودگی میں کوئی غیر محرم مرد آئے تو دروازے کے اندر سے ہی گفتگو کر کے اس کو فارغ کر دے جہاں تک ممکن ہو سکے کسی غیر مرد کو گھر میں بٹھانے سے پرہیز کرے۔

آیتِ مبارکہ میں اگرچہ خطاب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات سے کیا گیا ہے لیکن امتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام خواتین ان کے تحت آتی ہیں اس لیے یہ احکام تمام مسلمان خواتین کے لیے ہیں۔

marfat.com

بناؤ سنگھار(Make up) کر کے عورت کا گھر سے باہر نکلنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی﴾

الاحزاب ۳۳:۳۳

اور ٹھہری رہو اپنے گھروں میں اور اپنی آرائش کی نمائش نہ کرو، جیسے دورِ جاہلیت میں رواج تھا۔

اسلام میں عورت کی عزت وعصمت کی حفاظت اور معاشرے کے امن وسکون کی بحالی اور فتنہ وفساد اور شر سے بچنے کے لیے عورت کا اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر بلاضرورت بناؤ سنگھار(Make up) کر کے گھر سے نکلنا منع ہے۔ بن ٹھن کر بناؤ سنگھار کر کے بازاروں میں بے حجاب گھومنا پھرنا اور اپنے حسن وجمال اور جسم کی نمائش کرنا زمانہ جاہلیت کی عورتوں کا رواج تھا زمانہ جاہلیت میں عورتیں ناز وادا سے مٹکتی اور لچکتی ہوئی سرِ بازار ٹہلا کرتی تھیں قرآن مجید نے اس چیز سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے اور اس کے لیے تبرج کا لفظ استعمال کیا ہے تبرج کا مطلب ہے ہر وہ اونچی چیز جو دور سے نمایاں ہو۔ برج کو بھی اسی لیے برج کہا جاتا ہے کیونکہ وہ دور سے دکھائی دیتا ہے اسی سے تبرج ماخوذ ہے اس کا مطلب ہے عورت کا اپنے حسن وجمال اور آرائش کو غیر مردوں کے سامنے ظاہر کرنا۔ اس آیت مبارکہ سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ عورت کا بناؤ سنگھار کر کے اور بغیر پردہ گھر سے باہر نکلنا، بازاروں میں خریداری(Shoping) کے لیے جانا ہرگز جائز نہیں ہے۔

عورت کا بناؤ سنگھار صرف اور صرف خاوند کے لیے کرنا جائز ہے

عورت کا بناؤ سنگھار(Make up) صرف اپنے خاوند کو خوش کرنے لیے اس کے سامنے کرنا جائز ہے تا کہ عورت اپنے خاوند کو اچھی لگے اور خاوند اسے دیکھ کر خوش ہو۔ عورت کو چاہیے کہ جب خاوند گھر پر ہو تو اپنی آرائش اور خوبصورتی کا خیال رکھے، اچھے اور خوبصورت کپڑے زیبِ تن کرے اپنے خاوند کے لیے کشش(Attraction) کا باعث بنے تا کہ خاوند اسے دیکھ کر خوش ہو جائے اس کے لیے تسکین کا باعث بنے۔ میک اپ کرنا صرف اسی صورت

marfat.com

میں جائز ہے۔محافل ،تقریبات، بازاروں اوررشتے داروں کے ہاں میک اپ کرکے جانے سے اجتناب کرناچاہیے۔اس سے بہت سی معاشرتی برائیاں جنم لیتی ہیں۔عورت کوچاہیے کہ جب اس کاخاوندگھر آئے تو خوبصورت لباس پہنےاوراپنابناؤ سنگھارکرے،خاوندکوجواندازاچھے لگتے ہوں ان کواپنانے کی کوشش کرے تاکہ ان میں پیارومحبت پیداہو۔

پردہ کےساتھ کالج جانا

تعلیم حاصل کرنا جس طرح مرد پرفرض ہےاسی طرح عورت پربھی فرض ہے اسلامی حکومت کایہ فرض بنتاہے کہ وہ خواتین کے لیے الگ کالجوں اور یونیورسٹیوں کاانتظام کرے اور خواتین کومردوں کے برابرتعلیم حاصل کرنے کے مواقع فراہم کرے۔جب تک خواتین کوعلیحدہ کالج اوریونیورسٹی نہیں ملتی خواتین مکمل شرعی پردہ کےساتھ مردوں کے کالج اوریونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرسکتی ہیں۔

اسلامی لباس کی خصوصیات

اسلام نے مسلمانوں پرمخصوص قسم کالباس پہننافرض یاواجب نہیں کیااورنہ ہی کوئی خاص قسم کالباس پہننے سے منع کیاہے اسلام نے تہذیب وتمدن اورجغرافیائی وموسمی حالات اورعلاقائی رسم ورواج کا خیال رکھتے ہوئے لباس پہننے کی آپشن کھلی رکھی ہے تاکہ تمام مسلمان اپنی تہذیب وتمدن (Culture)اورعلاقائی رسم ورواج کے مطابق لباس (Dress)پہن سکیں کیونکہ دنیا کے ہرکونے میں مسلمان آباد ہیں اور ہر خطے (Region) کی جغرافیائی صورتِ حال (Situation)اوررسم ورواج اورموسمی حالات مختلف ہوتے ہیں اس لیے ہر خطے میں ایک ہی قسم کالباس نہیں پہنا جاسکتا اس لیے اسلام نے ایک ہی قسم کا ساری دنیا کے مسلمانوں کے لیے لباس پہننا ضروری نہیں کیا بلکہ یہ آپشن رکھی کہ جس خطے میں جس قسم کے لباس کی ضرورت ہے اس قسم کالباس پہننا جائز ہے لیکن ہرلباس میں چار بنیادی شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔

☆لباس شرعی پردہ کی شرائط کو پورا کرے۔

☆لباس گرمی اورسردی سے محفوظ رکھے۔

marfat.com

☆لباس جسم کی حفاظت کرے۔

☆لباس اتنازیادہ تنگ نہ ہوجس سے جسم کے اعضاء واضح ہوں۔

جس لباس میں درجہ بالا خصوصیات پائی جائیں وہ اسلامی لباس ہے اس میں تہبند، شلوار قمیض اور پینٹ شرٹ سب شامل ہیں بشرطیکہ ان میں اسلامی لباس کی خصوصیات پائی جائیں۔

شرعاً پتلون شرٹ پہننا ممنوع نہیں ہے

اسلام کے نزدیک کسی قسم کالباس پہننا ممنوع نہیں ہے بشرطیکہ اس میں اسلامی لبا س کی خصوصیات پائی جائیں اگر پینٹ شرٹ بہت زیادہ تنگ نہ ہوجس سے جسم کے اعضاء واضح طور پر نظر نہ آئیں تو یہ پہننا جائز ہے کیونکہ اس میں اسلامی لباس کی خصوصیات پائی جاتی ہیں یہ جسم کی حفاظت کرتی ہے اور موسم کی شدت سے بچاتی ہے اور شرعی پردے کی حدود بھی پوری کرتی ہے۔

اجنبی عورتوں کے ساتھ تنہائی میں ملنا اوران کے پاس جانا حرام ہے

حدیث مبارکہ ہے کہ:

"ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال :ایاکم والدخول علی النساء فقال رجل من الانصار ،یا رسول اللہ !افرایت الحمو قال: الحموالموت"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورتوں میں جانے سے بچتے رہو۔اس پر قبیلہ انصار کے ایک صحابی نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،دیور کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیا رائے ہے؟(وہ اپنی بھاوج کے سامنے جا سکتا ہے یا نہیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دیور ہی تو ہلاکت ہے۔

صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب لایخلون رجل بامراۃ الا ذومحرم۔۔

marfat.com

پرائے گھر میں جھانکنے کی ممانعت

"عن ابی هریرةؓ قال قال ابو القاسم صلی الله علیه وآله وسلم لوان امرا اطلع علیك بغیر اذن فخذفته بعصاة ففقات عینه ،لم یکن علیك جناح"

صحیح بخاری، کتاب الدیات، باب من اطلع فی بیت قوم۔۔۔

حضرت ابوھریرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص تیرے گھر میں تم سے اجازت لیے بغیر جھانک رہا ہو اور تم اسے کنکری مارو جس سے اس کی آنکھ پھوٹ جائے تو تم پر کوئی سزا نہیں۔

اجازت طلب کرنے کا حکم

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿یٰٓاَیُّهَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتَدْخُلُوْابُیُوْتًاغَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْاوَتُسَلِّمُوْاعَلٰٓی اَهْلِهَا ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ﴾ النور ۲۴:۲۷

اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سواء کسی کے گھر میں مت داخل ہوا کرو جب تک اجازت نہ لے لو اور گھر والوں کو سلام نہ کرلو۔ یہ بہتر ہے تمہارے حق میں تا کہ تم یاد رکھو۔

اسلام نے اس چیز کو جائز قرار نہیں دیا کہ آدمی گھر میں بغیر اجازت داخل ہو جائے، گھر میں داخل ہونے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے گھر والوں سے اجازت طلب کی جائے، خواہ انسان اپنے ہی گھر میں داخل ہو یا کسی اور کے گھر میں اجازت لینا ضروری ہے۔ تین دفعہ دروازے پر دستک دی جائے اگر گھر والے دروازہ نہ کھولیں تو واپس ہو جانا چاہیے۔ اپنے گھر میں داخل ہونے کے لیے اجازت لینے کی حکمت یہ ہے کہ گھر میں جو خواتین ہیں وہ پردہ کر لیں اپنے آپ کو سنبھال لیں، کیونکہ گھر میں بیوی کے علاوہ بھی خواتین ہوتی ہیں جن کا پردہ کرنا ضروری ہے۔

marfat.com

گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنے کا حکم

اسلام یہ حکم دیتا ہے کہ جب گھر میں داخل ہونے لگوتو اجازت طلب کرنے کے بعد گھر والوں کوسلام کرو، اگر گھر میں کوئی بھی نہ ہوتو پھر بھی سلام کرو کیونکہ گھر میں ہر وقت فرشتے موجود رہتے ہیں۔

حاصل بحث

☆ جہاں تک ممکن ہوعورت گھر میں ہی رہے، اگر ضرورت کے تحت گھر سے باہر جانا پڑ جائے تو اچھی طرح پردہ کر کے گھر سے نکلے۔

☆ مرد عورت کو نہ دیکھے اور عورت مرد کو بلا ضرورت نہ دیکھے۔

☆ غیر مرد کو اگر عورت سے بات کرنی پڑ جائے یا کوئی چیز لینی ہوتو پردے کے پیچھے رہ کر بات کرے یا کوئی چیز لے۔

☆ عورت جب غیر محرم سے بات کرے تو پردے کے پیچھے سے سخت لہجے میں بات کرے نرم لہجے میں بات نہ کرے۔

☆ عام حالات میں چہرہ، ہاتھ اور پاؤں کے علاوہ اپنا جسم محرم کے سامنے بھی نہ کھولے اور ہر وقت ستر ڈھانپ کر رکھے۔

☆ عورت بن سنور کر میک اپ (Make up) کر کے، زیب وزینت کر کے اور خوشبو (Perfume) وغیرہ لگا کر گھر سے باہر نہ نکلے یہ سب چیزیں اپنے خاوند کے سامنے کرے۔

عورتوں کا کھیلوں میں حصہ لینا

عورتیں کھیلوں میں حصہ لے سکتی ہیں لیکن ان کے حصہ لینے میں کچھ حدود و قیود کا خیال رکھنا ضروری ہے عورتوں کا کھیلوں میں حصہ لیتے ہوئے پردہ نسوانیت کا خیال رکھنا ضروری ہے جس کھیل کو عورت شرعی پردے کے اندر رہتے ہوئے کھیل سکتی ہے اس میں عورت کا حصہ لینا جائز ہے اور ہر وہ کھیل جس میں عورت اپنے شرعی پردے کو ملحوظ خاطر نہیں رکھ سکتی اس میں عورت کا حصہ لینا ہرگز جائز نہیں ہے۔

marfat.com

عورت کا ملازمت کرنا

عورت کے لیے باعزت اور باپردہ اپنی مرضی سے ملازمت کرنا شرعاً جائز ہے کسی ایسی جگہ ملازمت کرنا جائز نہیں جہاں عورت کی عزت وآبرو کو خطرہ لاحق ہو اور غیر محرم مردوں سے اختلاط ہو یا ایسے قوانین ہوں جن کی وجہ سے عورت شرعی پردہ نہ کر سکتی ہو بغیر کسی وجہ کے عورت کو ملازمت کرنے سے روکنا بالکل ناجائز ہے عورت کے ملازمت کرنے سے ملک وقوم اور اسلام کو فائدہ پہنچتا ہے بغیر کسی وجہ کے عورت کے ملازمت کرنے کی مخالفت کرنا نادانی اور کم علمی کی علامت ہے کیونکہ اسلام نے بہترین انسان اس کو گردانا ہے جو خود علم حاصل کرتا ہے اور پھر دوسروں کو علم سکھاتا ہے۔ اسلام کے نزدیک ملازمت بھی عبادت کا درجہ رکھتی ہے اگر عورت تعلیمی وتدریسی ذمہ داریاں سرانجام دے کر علم کی روشنی پھیلاتی ہے تو اس میں کیا حرج ہے۔

شریعت اسلامی نے بے شک عورت کو مالی ذمہ داریوں سے نا صرف مبرّا قرار دیا ہے بلکہ عورت کو حق مہر کی صورت میں مال بھی دیا جاتا ہے اس کے علاوہ بیوی اور بچوں کی تمام مالی ذمہ داریاں قانوناً مرد پر ڈالی ہیں جیسے نان ونفقہ، رہائش، حق مہر اور گھر اور بچوں کے تمام تر اخراجات شوہر کے ذمے ہیں اس لیے عورت کو ملازمت کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے باوجود اگر عورت تعلیم یافتہ، ہنرمند، باصلاحیت اور قابل ہے اور وہ باعزت ملازمت کر کے ملک وقوم کی خدمت کے ساتھ ساتھ شوہر، بچوں یا والدین سے مالی تعاون کے لیے تیار ہے تو نہ صرف یہ جائز ہے بلکہ یہ ایک بہت اچھی اور قابل تحسین بات ہے اس کی ہمیں حوصلہ افزائی کرنی چاہیے قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ﴾ النساء ۴:۳۲

مردوں کے لیے ان کی کمائی سے حصہ ہے اور عورتوں کے لیے ان کی کمائی سے حصہ ہے۔

عورت کی ملکیت

عورت از روئے قرآن مال ودولت، وراثت اور اپنی کمائی کی مالک اور حق دار ہے جو مال عورت کو وراثت میں ملا وہ اسی کی ملکیت ہے اسی طرح جو مال اس کو حق مہر کی صورت میں

marfat.com

ملا، تحائف کی صورت میں ملا، والدین، بہن بھائیوں وغیرہ سے عطیہ وہدیہ ملا اور جو مال اس نے خود ملازمت کر کے کمایا وہ سارا مال اس کی ملکیت ہے مرد عورت کے اس مال سے اس کی اجازت کے بغیر خرچ نہیں کر سکتا جبکہ عورت اپنے مال میں سے شرعی طور پر اس طرح خرچ کر سکتی ہے جس طرح مرد اپنے مال کو خرچ کر سکتا ہے۔ اب اگر عورت خاوند کی اجازت کے بغیر اپنے مال میں سے خرچ کرتی ہے والدین، رشتہ داروں، سہیلیوں، بچوں، بہن بھائیوں کو نقدی، تحائف یا پھل کی صورت میں دیتی ہے تو کوئی اسے ناجائز نہیں کہہ سکتا اور نہ ہی خاوند اسے خرچ کرنے سے روک سکتا ہے۔ عورت اگر اپنی مرضی سے اپنا مال خاوند کو خرچ کرنے کی اجازت دے تو خاوند عورت کا مال خرچ کر سکتا ہے۔

کھانے میں عیب نکالنے کی ممانعت

"عن ابی هریرةؓ قال :ماعاب النبی صلی الله علیه وآله وسلم طعاما قط ان اشتهاه اکله والاترکه"

حضرت ابوھریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مرغوب ہوتا تو کھاتے ورنہ چھوڑ دیتے۔

صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مرد کو سونے کی انگوٹھی پہننے کی ممانعت

اسلام نے مردوں کے لیے سونے کا استعمال حرام قرار دیا ہے سونے کا استعمال صرف عورتوں کے لیے جائز ہے اس لیے مردوں کے لیے سونے کی انگوٹھی، سونے کی چین اور سونے کی گھڑی پہننا ممنوع ہے حدیث مبارکہ ہے کہ:

"ابی هریرة ؓعن النبی صلی الله علیه وآله وسلم انه نهی عن خاتم الذهب"

حضرت ابوھریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں کو سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا تھا۔

صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب خواتیم الذھب

marfat.com

ریشم کا کپڑا

ریشم کا کپڑا مردوں کے لیے پہننا حرام ہے جبکہ عورتوں کے لیے پہننا حلال ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ریشم مردوں کے مزاج کے خلاف ہے جبکہ عورتوں کے مزاج کے عین مطابق ہے۔

فیشن

فیشن انگلش کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے رسم ورواج، یعنی زمانے کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ اپنے رہن سہن کے طور طریقوں، لباس کی ڈیزائننگ میں تبدیلی کرنا فیشن کہلاتا ہے۔ اسلام فیشن کی مخالفت نہیں کرتا بلکہ اپنے آپ کو معاشرے کے ساتھ ساتھ چلانے کی تلقین کرتا ہے لیکن ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم اپنا اسلامی کلچر چھوڑ کر مغربی، یورپین کلچر کو Adopt کررہے ہیں بجائے اس کے کہ ہم اہلِ مغرب کو اپنے اسلامی کلچر سے متاثر کریں ذہنی پسماندگی اور غلامی کی وجہ سے ہم خود مغربی کلچر سے متاثر ہورہے ہیں۔ یہ ہماری کمزوری اور چھوٹے پن کی دلیل ہے کیونکہ کمزور ہی طاقتور کے پیچھے دوڑتا ہے ہم اسلامی کلچر کو چھوڑ کر مغربی دنیا کے پیچھے پڑ گئے ہیں ہم ذہنی طور پر ان کے غلام ہوگئے ہیں ان کے طور طریقوں کو ہم نے فیشن بنالیا ہے اسلام فیشن کرنے کی اجازت اسلامی تعلیمات کی حدود میں رہتے ہوئے دیتا ہے یعنی پردے اور لباس کی شرائط پوری ہونی چاہئیں اسلام تو یہ تلقین کرتا ہے کہ اپنی حیثیت کے مطابق صاف ستھرا اور خوبصورت لباس پہنو، جو جدید معاشرے کے تقاضوں اور ماڈرن کلچر کی ضروریات کو پورا کرتا ہو، دولت پر سانپ بن کر نہ بیٹھے رہو بلکہ اپنی ضروریات کے مطابق اسے خرچ کرو۔

اسلام نے کوئی بھی ایسی چیز حرام قرار نہیں دی جس سے انسان کو فائدہ حاصل ہوتا ہو صرف اسی چیز کا استعمال ممنوع کیا ہے جو چیز انسان کے لیے نقصان دہ ہے۔ اسلام نے مسلمان کے لیے سور کا گوشت حرام کیا ہے تو اس کی حرمت کی وجہ یہ ہے کہ سور کا گوشت انسان کے لیے نقصان دہ ہے۔ بالوں کی مخصوص سیٹنگ، کٹنگ اور مختلف رنگوں سے انہیں رنگنا یورپ کا فیشن ہے اسلام کے نزدیک عورتوں کے لیے یہ حرام ہے کیونکہ یہ چیز بالوں۔ کے لیے نقصان دہ ہے۔

marfat.com

ڈاکٹر عبدالمنعم جو کہ طبیہ کالج قاہرہ یونیورسٹی میں شعبہ جلدی امراض کے صدر ہیں رسالہ ''خصوصی معالج'' میں بالوں کو رنگنے اور خم دار بنانے کے لیے کیمیائی مادوں کے استعمال کے نقصانات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بالوں کو جھاڑنے اور ان کے اندر خم دینے کے لیے آج جو طریقے رائج ہیں، ان سے بالوں کے گرنے کا سخت خطرہ لاحق ہوتا ہے۔ سیٹنگ مشین کے استعمال کرنے، یا کیمیائی ادویات سے بالوں کے اندر سدھار یا پیچ وخم پیدا کرنے سے اکثر اوقات بال گر جاتے ہیں کیونکہ ان کیمیائی ادویات میں ایسے مادے شامل ہوتے ہیں، جو بالوں کے لیے سخت مضر ہوتے ہیں اس لیے کہ یہ دوائیں بالوں کی فطری ساخت کو کمزور بنا کر انہیں مطلوبہ شکل میں ڈھالتی ہیں۔

بالوں کو کھینچ تان کر رکھنے میں بہت نقصان ہے بالوں کی یہ کھینچائی خواہ پیچ دار بیلن کے ذریعے ہو یا کسی اور طریقہ سے کیونکہ چند ساعتوں تک بالوں کو کھینچ کر رکھنے سے ان کی جڑوں پر زور پڑتا ہے اور یہ جڑیں معین ہو جاتی ہیں جس کی وجہ سے خون کی مخصوص مقدار بالوں تک نہیں پہنچ سکتی جس سے بالوں کی جڑیں کمزور ہو جاتی ہیں اور ان کی افزائش رک جاتی ہے بال کمزور ہو جاتے ہیں ان میں پژمردگی آجاتی ہے جس کی وجہ سے بال گرنا شروع ہو جاتے ہیں۔

مغرب میں عورت کی حالت

وطنِ عزیز کی بے شمار ماڈرن عورتیں امریکہ و یورپ کو آئیڈیل سمجھتی ہیں اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتی ہیں لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ بچوں کے ساتھ ساتھ یورپ نے جس مخلوق پر ظلم کیا وہ عورت ہے مختلف وجوہ کی بنا پر جنسی بھوک نے ایسی غیر معمولی صورت اختیار کر لی ہے کہ یورپ میں کسی بھی عمر میں عورت کی نہ عزت محفوظ ہے اور نہ ہی اسے تحفظ حاصل ہے ایک سروے کے مطابق امریکہ کی ساٹھ فیصد لڑکیوں نے بتایا کہ انہیں پہلا جنسی تجربہ باپ یا بھائی سے حاصل ہوا۔ یورپ میں سترہ برس کی نوعمر لڑکی جب عملی زندگی میں داخل ہوتی ہے تو اسے روزگار کے ساتھ ساتھ بیک وقت کئی کئی مردوں سے تعلقات قائم کرنا پڑتے ہیں یورپ میں عورت کو تحفظ یا سکون نام کی کوئی چیز حاصل نہیں۔

marfat.com

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہوکر
تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہوکر

یورپ میں عورت کی قدر اور Demand صرف اس کے جوانی کے دنوں میں ہوتی ہے جب اس کی عمر ڈھل (Over Age) جاتی ہے تو اس کی قدر اور ڈیمانڈ ختم ہوجاتی ہے اس کے Boy Friends اور اس کا شوہر (Husband) اسے چھوڑ جاتے ہیں اسے زندگی کے آخری ایام اکیلے ہی Old Houses میں گزارنے پڑتے ہیں کوئی اس کی خبر لینے والا نہیں ہوتا۔

ناخن بڑھانا

ناخن بڑھانا آج کل جدید فیشن بن گیا ہے حالانکہ ناخن بڑھانا فیشن نہیں یہ ایک مرض ہے ہم نے اپنی ذہنی پسماندگی کی وجہ سے اسے بطورِ فیشن Adopt کرلیا ہے یہ مرض نہ صرف خواتین میں پایا جاتا ہے بلکہ یہ مرض خواتین کے ساتھ ساتھ مردوں میں بھی پایا جاتا ہے کوئی بھی صاحبِ بصیرت ودانش اور عقل مند شخص اس فیشن کی حمایت نہیں کرتا بلکہ اسے فطرت (Nature) کے خلاف سمجھتا ہیں ناخن بڑھانے کے نقصانات ہی نقصانات ہیں ان کا فائدہ کوئی نہیں ہے۔

☆ بڑھے ہوئے ناخنوں میں ہر وقت گندگی جمی رہتی ہے۔
☆ بڑھے ہوئے ناخنوں کی اچھی طرح سے صفائی کرنا ممکن نہیں ہے۔
☆ بڑھے ہوئے ناخن کام کاج کرنے میں رکاوٹ ڈالتے ہیں۔
☆ بڑھے ہوئے ناخنوں کے ٹوٹنے کا خطرہ رہتا ہے۔
☆ بڑھے ہوئے ناخن فطرت کے خلاف ہیں۔
☆ بڑھے ہوئے ناخن بے شمار امراض کا سبب ہیں۔
☆ بڑھے ہوئے ناخن گناہ کا موجب ہیں۔

marfat.com

مشہور خبر رساں ایجنسی رائٹر کا پیغام فیشن کی دنیا کے نام

☆ فیشن کو اپنے اوپر اتنا مسلط نہ کرو کہ اپنا نام ونشان فراموش کر دو۔
☆ فیشن کا استعمال کسی آلے اور ذریعہ کی طرح اتنی شدت سے نہ کرو کہ دل کو خوش رکھنے کے لیے جیسے کوئی اور ذریعہ ہی نہیں ہے۔
☆ اپنے استعمال کے ملبوسات کو ہمیشہ پاک صاف رکھنے کی کوشش کرو۔
☆ اپنے جسم اور اپنی روح کے اندر ایسی کسی چیز کو ضرور لائقِ اعزاز رہنے دو تا کہ ایک کی عظمت دوسرے کے لیے آئینہ ہو۔
☆ اپنے سے بہتر ملبوسات استعمال کرنے والوں سے حسد نہ کرو۔
☆ ایسے کپڑے نہ پہنو جس سے تمہارے پڑوسیوں کو حیرانگی ہو۔
☆ اپنا کوئی ایسا لباس ضائع نہ کرو جس کی دوسروں کو حاجت ہو۔
☆ فیشن کی لپیٹ میں آکر اپنے بجٹ کا استعمال اپنی ضرورت سے زیادہ نہ کرو، ورنہ خود کو اور دوسروں کو دھوکہ دو گے۔
☆ عمدہ ملبوسات پر دیوانہ وار نہ گرو، دوسروں کی پوشاک سے حیرت زدہ ہو کر، ان سے سوال نہ کر بیٹھو۔
☆ جدید ترین فیشن اور نت نئے اسٹائل کی کھوج میں ایسے وقت نہ پڑو جب کہ لوگ سوکھی روٹی کو ترس رہے ہوں۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی شخصیت کو کامل اور پختہ بنائیں اور اس میں اخلاقِ حسنہ کی کشش (Attraction) پیدا کریں، اور اولوالعزم اور باحوصلہ رہیں، اپنے اندر خود اعتمادی پیدا کریں کہ دوسرے ہماری شخصیت سے متاثر ہو کر ہماری پیروی کریں بجائے اس کے کہ ہم ان کی بندروں کی طرح نقل اتاریں۔ دوسروں کے پیچھے چلنے کی بجائے اپنے اندر اتنی صلاحیت (Ability) پیدا کرو کہ دوسرے تمہارے پیچھے چلنے پر مجبور ہوں۔

خوشبو لگانا سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے

خوشبو سے محبت بڑھتی ہے حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ ''تمہاری دنیا کی یہ چیزیں مجھے پسند ہیں: عورتیں اور خوشبو۔ اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔''

marfat.com

فصل نمبر2

تربیتِ اولاد

بچے کی پرورش

بچے کی پرورش اس انداز سے کی جائے کہ اسے ہر میدان کا سپاہی بنایا جائے، زندگی کے کسی بھی پہلو کو نظر انداز نہ کیا جائے، بچپن سے ہی اس کی تعلیم میں دلچسپی پیدا کی جائے، ماں کی گود میں ہی اسلام کی بنیادی تعلیم فراہم کی جائے۔ تعلیم کی تقسیم نہ کی جائے۔ دینی تعلیم (Islamic Education) اور دنیاوی تعلیم (Liberal Education) کا نظریہ اسلام کا نظریہ نہیں ہے اسلام میں جدید (Modren) وقدیم تعلیم (Ancient Education) کی تفریق نہیں ہے اسلام کے نزدیک ہر وہ تعلیم دینی ہے اور اس کا حاصل کرنا ضروری ہے جو انسان اور اسلام کے لیے فائدہ مند ہے اس میں دینی، مذہبی، سائنسی، جغرافیائی، انگریزی، قدیم وجدید شامل ہوجاتی ہیں۔ اس لیے بچے کو ہر قسم کی تعلیم دلوائی جائے بچے کی پرورش اس انداز سے کی جائے کہ وہ ہر میدان کا اعلیٰ درجے کا سپاہی ہو جب مسجد میں جائے تو اعلیٰ درجے کا نمازی ہو جب گھر میں آئے تو اعلیٰ اخلاق کا اور اچھی عادات واطوار کا مالک ہو، جب کلاس میں ہو تو اعلیٰ درجے کا Student ثابت ہو سکے۔

بچوں کے ساتھ پیار ومحبت کرنا اور شفقت کے ساتھ پیش آنا

بچوں کے ساتھ پیار ومحبت کرنا اور شفقت کے ساتھ پیش آنا بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ''میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ مہربانی کرنے والا نہیں دیکھا''۔ مسلم

marfat.com

بچے کو ماں کا دودھ پلانے کے فوائد

ماں کا بچے کو دوسال دودھ پلانا، بچے کے لیے بھی اور ماں کے لیے بھی فائدہ مند ہے ماں کا دودھ بچے کے لیے غذا بھی ہے اور شفاء بھی ہے ماں کا دودھ پینے سے بچہ تندرست اور صحت مند رہتا ہے بیماریوں کا کم شکار ہوتا ہے اگر ماں بچے کو دودھ نہ پلائے تو بچے کی صحت متاثر ہوتی ہے جن بچوں کو بچپن میں ماں کا دودھ نہیں پلایا جاتا وہ بڑے ہو کر بھی کمزور اور بیماریوں کا شکار رہتے ہیں۔ بچے کو ماں کا دودھ پلانے کی حکمت اور روحانی فائدہ یہ ہے کہ ماں جب بچے کو دودھ پلاتی ہے تو اس کے بچے پر حقوق اور احسان بڑھ جاتے ہیں اور اس کی الفت وچاہت اور پیار ومحبت میں بھی اضافہ ہوتا ہے ماں کے ساتھ ساتھ بچے کے دل میں بھی ماں کی محبت اور چاہت بڑھے گی، بچہ فرمانبردار اور مؤدب ہوگا اور وہ ماں کے حقوق ادا کرے گا۔

ماں اگر بچے کو دودھ نہیں پلاتی تو یہ ماں کے لیے بھی جسمانی وروحانی طور پر نقصان دہ ہے دودھ نہ پلانے سے پستان صحیح نہیں رہتے ان کے سوکھ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے اور نسوانی حسن ختم ہو جاتا ہے اور اکثر اس سے کینسر بھی ہو جاتا ہے کیونکہ دودھ بنتا رہتا ہے لیکن اس کا اخراج نہیں ہوتا جس کی وجہ سے دباؤ بڑھ جاتا ہے جو پریشانی کا باعث بنتا ہے۔

بچوں کے ساتھ جھوٹ بولنے کی ممانعت

حدیث مبارکہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے گھر تشریف فرما تھے اتنے میں میری والدہ نے مجھے بلا کر کہا، آ تجھے میں ایک چیز دیتی ہوں! حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے میری والدہ سے فرمایا ''تم نے اسے کیا چیز دینا چاہی تھی؟ انھوں نے کہا میں اسے ایک چھوہارا دیتی! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اگر اب اسے تم کچھ نہ دو گی، تو تمہارے خلاف ایک جھوٹ لکھ دیا جائے گا۔ ابوداود

marfat.com

بچوں کوسلام کرنا

"عن انس بن مالكؓ ،انه مر على صبيان ،فسلم عليهم وقال :كان النبى صلى الله عليه وآله وسلم،يفعله "

حضرت انس بن مالکؓ بچوں کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام کیا اور فرمایا کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

صحیح بخاری، کتاب الاستئذان، باب التسلیم علی الصبیان

بچوں میں مساوات قائم کرنا

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ان کا ایک لڑکا آیا، انھوں نے اس کا بوسا لیا اور اس کو اپنے زانو پر بٹھالیا۔ پھر ان کی بیٹی آئی انھوں نے اسے سامنے بٹھالیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم نے دونوں کے ساتھ یکساں سلوک نہیں کیا۔

بزار بحوالہ تحفۃ العروس، ص ۴۰۸

عن نعمان بن بشيرانه قال ان اباه اتى به الى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال :انى نحلت ابنى هذا غلاما كان لى،فقال:"اكل ولدك نحلت مثل هذا ؟" قال لا،فقال:"فارجعه"

صحیح بخاری ،کتاب الھبۃ

حضرت نعمان بن بشیرؓ نے بیان کیا کہ ان کے والد انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائے ،اور عرض کیا کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام بطور ہبہ دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا ایسا ہی غلام اپنے دوسرے لڑکوں کو بھی دیا ہے؟ انھوں نے کہا نہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر ان سے بھی واپس لے لے۔

بچے کو گھٹی دینا

بچے کو گھٹی کسی نیک، قابلِ عزت، باوقار اور اچھی عادات واخلاق والے آدمی سے دلانی چاہیے کیونکہ تفسیر روح البیان میں ہے کہ بچے پر گھٹی دینے والے کی عادات واخلاق کا اثر پڑتا ہے۔

marfat.com

ختنہ

ختنہ کرنا سنت ہے بہتر یہ ہے کہ ختنہ عقیقہ کے ساتھ ہی کر دیا جائے ختنے کی عمر سات سال سے بارہ سال تک ہے۔اس سے زیادہ لیٹ نہیں کرنا چاہیے۔بچپن میں ہی کر دیا جائے تو بہتر ہے زخم جلدی ٹھیک ہو جاتا ہے۔

عقیقہ

عقیقہ کا سنت طریقہ یہ ہے کہ بچہ جب سات دن کا ہو جائے تو عقیقہ کیا جائے اگر ساتویں دن نہ ہو سکے تو پیدائش کے پندرھویں یا اکیسویں دن کیا جائے۔لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کی جائے بکری کی عمر کم از کم ایک سال ہونی چاہیے بہتر یہ ہے کہ گوشت کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے ایک حصہ فقراء وغرباء میں، ایک حصہ رشتہ دار، قرابت دار اور دوست احباب میں تقسیم کر دیا جائے ،اور ایک حصہ گھر میں پکا کر کھالیا جائے۔عقیقہ میں ایک بات کا خیال رکھا جائے کہ اس میں نمود ونمائش کا عنصر نہ پایا جائے فقط سنت کی نیت سے ہو۔گوشت کچا تقسیم کرنا بھی جائز ہے اور پکا کر تقسیم کرنا بھی جائز ہے۔یہ بھی جائز ہے کہ چند بچوں کا عقیقہ ایک گائے سے کر دیا جائے گائے میں لڑکے کے لیے دو حصے اور لڑکی کے لیے گائے کا ایک حصہ کر دیا جائے۔یہ بھی جائز ہے کہ قربانی کی گائے میں عقیقہ کا حصہ ڈال دیا جائے۔

عقیقہ فرض یا واجب نہیں ہے بلکہ یہ سنت مستحبہ ہے۔غریب آدمی کے لیے یہ ہرگز ہرگز جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی استطاعت سے بڑھ کر قرض لے کر بچے کا عقیقہ کرے، ناک بچانے اور رسم ورواج اور بطورِ فیشن کے عقیقہ ہرگز نہیں کرنا چاہیے اس نیت سے کیا گیا عقیقہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہرگز قابل قبول نہ ہوگا ثواب کی بجائے گناہ کا باعث بنے گا۔

اولاد کی پرورش کے سنہری اصول

☆ بچوں کو جن بھوت، خوف ناک جانور یا کسی بھی ایسی چیز سے مت ڈرایئے جس سے بچوں کے دل میں ہمیشہ کے لیے خوف اور ڈر پیدا ہو جائے۔بچوں کو بلند ہمتی اور دلیری کی تعلیم دیجیے۔

marfat.com

☆ بچوں کے کھانے پلانے کے اوقات مقرر کیجیے تا کہ بچوں میں وقت کی پابندی پیدا ہواور یہ صحت منداور تندرست ہوں۔

☆ بچوں کو ہمیشہ صاف ستھرا رکھواورانہیں صاف ستھرے کپڑے پہناؤان کے ہاتھ منہ صاف رکھو،تا کہ ان میں صفائی کی عادت پیدا ہواوران کوگندگی سے نفرت ہوجائے،اس سے بچے صحت منداورتندرست رہتے ہیں اوران کی شخصیت میں نکھارآتا ہے۔

☆ بچوں سے چلا کرمت بولو بلکہ آہستہ اورمہذب انداز میں گفتگو کروتا کہ بچے مہذب انداز میں گفتگو کرنے کا انداز سیکھیں،اوران میں نرم لہجے میں بات کرنے کی عادت پیدا ہو۔

☆ بچوں کی صحبت کا خیال رکھیں انہیں آوارہ،نکمے اور بداخلاق بچوں کے ساتھ تعلقات بنانے سے روکیں اورنیک سیرت اوراچھے اخلاق والے بچوں کے ساتھ انہیں صحبت اختیار کرنے کی ترغیب دیں۔

☆ بچوں میں بری عادات وخصائل مثلاً جھوٹ،لالچ،مکروفریب،گالی گلوچ،چغلی،چوری وغیرہ سے نفرت پیدا کریں۔

☆ جب بچہ سمجھ دار ہوجائے تو اسے ہاتھ سے کھانا کھانے اورکھانے کے بعد ہاتھ دھونے کی عادت ڈالنی چاہیے۔

☆ جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز کا حکم دواوراسے نماز پڑھنے کی عادت ڈالواور جب دس سال کا ہوجائے تو اسے نماز نہ پڑھنے پرسزادو۔

☆ بچوں کوکبھی کبھی نیک لوگوں کے قصے سنایا کروتا کہ ان میں بھی نیکی کی حسرت اورجذبہ پیدا ہو۔

☆ بچوں کورات کے وقت جلدی سلادوتا کہ صبح جلدی بیدار ہوں۔

☆ بچوں کودین سے محبت اورانہیں دین کی طرف راغب کرواور ہرطرح کی تعلیم دو۔

☆ بچہ جب کوئی چیز توڑ پھوڑ دے یا کوئی نامناسب کام کرے تو اسے مناسب تنبیہہ کرواورسزادو تا کہ دوبارہ یہ کام نہ کرے،چشم پوشی سے کام مت لو۔

☆ بچوں میں ایسی عادت ڈالو کہ گھر کے افراد کے علاوہ کسی سے کوئی چیز نہ لیں۔

☆ زیادہ لاڈ پیار کر کے ان کی عادات کومت خراب کرو۔

☆ بچوں کے ہاتھوں غریبوں،حاجت مندوں اورمسکینوں کی مدد کروتا کہ بچوں کوبھی سخاوت کی

marfat.com

عادت پڑ جائے۔

☆ بچوں کا ٹائم ٹیبل مناسب بناؤ، انہیں تعلیم کے ساتھ ساتھ کھیل کود کا بھی وقت دو۔

☆ بچوں کو کوئی نہ کوئی ہنر ضرور سکھاؤ۔

☆ بچوں میں ایسی عادات پیدا (Develope) کرو کہ اپنا کام خود اپنے ہاتھ سے کریں جیسے اپنا بستر لگانا اور صبح اٹھانا وغیرہ۔

☆ جب بچہ کوئی کام کرے تو اس کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے، کام کی مناسبت سے انعام وغیرہ دینا چاہیے۔

☆ لڑکیوں کو گھریلو کام کاج کرنے کی تلقین کرنی چاہیے۔

☆ لباس تبدیل کرنے کی عادت ڈالنی چاہیے، جب بچہ سکول سے واپس آئے تو سکول کا یونیفارم تبدیل کرے اسی طرح کھیل اور سونے کے وقت لباس تبدیل کرنے کی عادت پیدا کرنی چاہیے۔

☆ بچوں کو عاجزی وانکساری اور تواضع کی عادت ڈالنی چاہیے، یہ تواضع اور عاجزی وانکساری ادب واحترام کے لیے ہو۔

☆ بچوں کو ورزش اور کھیل کی عادت ڈالنی چاہیے تا کہ یہ جسمانی لحاظ سے صحت مند رہیں۔

☆ بچوں کے ساتھ اردو میں بات کرنی چاہیے تا کہ یہ اردو روانی سے بول سکیں۔

☆ بچوں کو بڑوں کا ادب کرنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔

☆ بچوں کو ادب سے بولنا سکھانا چاہیے۔

☆ بچہ جب بھی پوشیدہ طریقے سے کام کرے تو اسے روکنا چاہیے کیونکہ اس کے ذہن میں ہوتا ہے کہ یہ کام برا ہے اس لیے وہ چھپ کر اسے کرتا ہے کام ٹھیک ہو تو اسے سمجھانا چاہیے کہ یہ کام ٹھیک ہے سب کے سامنے کرو تمہیں کوئی نہیں روکے گا۔

☆ بچہ جب کوئی غلط کام کر کے گھر میں آئے تو اسے سمجھانا چاہیے اور اسے باز رہنے کی تلقین کرنی چاہیے اور اس کی حوصلہ افزائی نہیں کرنی چاہیے جیسے باہر جا کر کسی سے لڑائی جھگڑا کرنا، کسی کی کوئی چیز چرا کر گھر لے آنا یا کوئی توڑ پھوڑ کرنا وغیرہ۔

marfat.com

فصل نمبر3

والدین کا مقام ومرتبہ

والدین کی عزت وعظمت ہر قوم وملت اور مذہب میں مسلّم ہے نہ صرف اسلام بلکہ پہلی شریعتوں میں بھی والدین کے ساتھ بھلائی کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَاِذْاَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰہَ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا﴾ البقرۃ ۲:۸۳

اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب کہ ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سواء کسی اور کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

جتنی تفصیل اسلام نے بیان کی ہے اتنی کسی مذہب نے بیان نہیں کی اسلام کے نزدیک معاشرتی زندگی میں سب سے بڑا حق والدین کا ہے اس چیز کا اندازہ ہمیں اس بات سے ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت نے متعدد بار اپنے حقوق کے ساتھ ساتھ والدین کے حقوق کا ذکر کیا ہے اپنے شکر کی تاکید کے ساتھ ساتھ والدین کا شکر گزار رہنے کی تلقین کی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَآاَوْ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْ ھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًاo وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَۃِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا﴾ الاسراء ۱۷:۲۳،۲۴

اور اپنے والدین کے ساتھ بھلائی کرو اور ان میں سے ایک یا دونوں تمہاری زندگی میں بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو (کسی بات پر) ان کو اف تک نہ کہو، اور نہ ان کو جھڑکو! اور ان سے ادب سے بات کرو اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہو اور ان کے حق میں یہ دعا کرتے رہو کہ پروردگار جس طرح انھوں نے بچپن میں مجھے پالا ہے، اسی طرح تو بھی ان پر رحم فرما۔

marfat.com

﴿وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ﴾

لقمٰن ۳۱:۱۴

ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے بارے تاکید کی کہ اس کی ماں نے تکلیف پر تکلیف اٹھا کر اس کو اپنے پیٹ میں رکھا اور دو برس میں اس کا دودھ چھوٹتا ہے (تو اس کو حکم دیا) کہ میرا بھی شکر ادا کرو اور اپنے ماں باپ کا بھی (تم سب کو) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔

والدین کوشش کرتے ہیں کہ ان کی اولاد سوسائٹی میں بلند مقام حاصل کرے اور مؤثر کردار ادا کرے اس کے لیے والدین اپنی اولاد پر بے پناہ سرمایہ خرچ کرتے ہیں اس غیر معمولی قربانی اور بے مثل سرپرستی کا فطری تقاضہ ہے کہ آدمی کا سینہ والدین کی عقیدت، احسان مندی، عزت وعظمت اور پیار ومحبت سے سرشار ہو۔

والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم

احسان دراصل ادائے حقوق کا ہی نام ہے اگر حقوق ادا نہ کیے جائیں تو محض خالی باتوں سے احسان کا فرض ادا نہیں ہوسکتا۔ احسان ایک جامع لفظ ہے جس میں ہر طرح کی نیکی، خیرخواہی، بھلائی اور نیک سلوک شامل ہے۔

والدین کا ادب کرنا

اللہ تعالیٰ نے انسان پر والدین کا ادب کرنا واجب قرار دیا ہے اس لیے انسان کو چاہیے کہ والدین کے ساتھ ادب واحترام کے ساتھ پیش آئے، والدین کے ساتھ اچھے طریقے سے مہذب انداز، دھیمے لہجے اور پست آواز میں گفتگو کرے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے کہ:

﴿فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا﴾

بنی اسرائیل ۱۷:۲۳

انہیں ''اف'' بھی نہ کہنا اور انہیں جھڑکنا بھی نہیں اور ان دونوں کے ساتھ بڑے ادب سے بات کیا کرو۔

والدین کے ساتھ عجز وانکساری کے ساتھ پیش آنا

والدین کے ساتھ بڑی عاجزی وانکساری کے ساتھ پیش آنا چاہیے، ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

marfat.com

﴿وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ﴾ بنی اسرائیل ۱۷:۲۴

اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہو۔

شفقت اور عجز وانکساری کے ساتھ جھکے رہنے کا مطلب یہ ہے کہ والدین کے ساتھ بڑے ہی ادب واحترام، عقیدت ومحبت اور عاجزی وانکساری کے ساتھ پیش آیا جائے والدین کی اطاعت کی جائے ان کے حکم کی تعمیل کی جائے اور ان کی خدمت کی جائے۔

حج کا ثواب

والدین کے چہرے کی زیارت کرنا یعنی پیار ومحبت، عقیدت واحترام اور الفت و چاہت کے ساتھ والدین کے چہرے پر ایک نگاہ ڈالنا ایک حج کرنے کے ثواب کے برابر ہے یعنی والدین کی زیارت حج کرنے کے برابر درجہ رکھتی ہے۔

ماں کی حیثیت اور مقام ومرتبہ اقوال زریں کی روشنی میں

☆ تم مجھے اچھی مائیں دو، میں تمہیں عظیم قوم دوں گا۔ نپولین

☆ بچے کے لیے سب سے اچھی جگہ ماں کا دل ہے۔ شیکسپیئر

☆ ماں کی محبت حقیقت کی آئینہ دار ہے۔ مولانا حالی

☆ ماں دنیا کی عظیم ترین ہستی ہے۔

☆ عورتیں (مائیں) قوم کے نونہالوں کا کردار بنانے میں معمارِ اول کی حیثیت رکھتی ہیں۔ قائداعظم

☆ آسمان کا بہترین اور آخری تحفہ ماں ہے۔ ملٹن

☆ ماں اور پھول میں مجھے کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ نادرشاہ درانی

☆ مبارک ہیں وہ جو اپنے ماں باپ کی خدمت کرتے ہیں۔ گوتم بدھ

☆ اس بات سے ہمیشہ ڈرکہ ماں نفرت یا فریاد سے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے۔ افلاطون

☆ ماں کی مامتا بچے کو رحم والفت کا سبق پڑھاتی ہے۔ قاضی نذرالاسلام

☆ ماں کے بغیر گھر قبرستان کی طرح لگتا ہے۔ اورنگ زیب

☆ ہر شخص انسانیت کی حقیقی تصویر اپنی ماں کے چہرے پر دیکھ سکتا ہے۔ اکبراعظم

marfat.com

باب چہارم

طلاق اور خلع

فصل اول طلاق کابیان

فصل دوم خلع کابیان

marfat.com

فصل نمبر ا

طلاق کا بیان

بحث اول طلاق کا مفہوم اور اس کی مشروعیت کی حکمتیں

طلاق کا معنی ومفہوم

لغوی معنیٰ: سید مرتضیٰ زبیدی تاج العروس میں لکھتے ہیں کہ: ''عورت کی طلاق کے دو معنی ہیں ایک، نکاح کی گرہ کو کھول دینا۔ دوسرا معنیٰ ہے ترک کر دینا، چھوڑ دینا۔''

تاج العروس، ج۶، ص۴۲۵

علامہ ابن منظور افریقی لسان العرب میں طلاق کا لغوی معنی لکھتے ہیں کہ ''طلاق النساء سے مراد **''حل عقد النکاح** ''نکاح کی گرہ کھولنا ہے'' لسان العرب، ج ۸، ص۱۸۸

کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ کے مطابق: طلاق سے مراد کسی بندش کو کھول دینا۔ جیسے کہا جاتا ہے **''طلق الناقة طلاقاً** ''اونٹنی کو چھوڑ دیا گیا اسی طرح کہا جاتا ہے **''اطلقها طلاقاً او طلقت المراة** ''اس نے اس کو چھوڑ دیا، عورت کو چھوڑ دیا۔

کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعۃ، ج۴، ص۲۷۸

طلاق کا اصطلاحی مفہوم: علامہ ابن نجیم طلاق کا فقہی معنی لکھتے ہیں کہ: ''الفاظ مخصوصہ کے ساتھ فی الفور یا از روئے مال نکاح کی قید کو اٹھا دینا طلاق ہے۔ الفاظ مخصوصہ سے مراد وہ الفاظ ہیں جو مادہ طلاق پر صراحۃً یا کنایۃً مشتمل ہوں''۔ البحر الرائق، ج۳، ص۳۰۰

طلاق مشروع کرنے کی حکمت

نکاح کے ذریعے مرد کو بیوی کی صورت میں اور عورت کو شوہر کی صورت میں ایک

marfat.com

ساتھی، ہمدرد، دوست اور ایک ایسا شریکِ حیات ملتا ہے جو ساری زندگی ایک دوسرے کا ساتھ دیتے ہیں۔ایک دوسرے کی خوشیوں اور غموں میں شریک ہوتے ہیں۔مرد بیوی سے مل کر خوشی محسوس کرتا ہے اور اس سے جنسی تسکین حاصل کرتا ہے جس سے مرد کے دل کو اطمینان اور سکون پہنچتا ہے۔مرد جب کام کاج سے فارغ ہو کر تھکاوٹ کی حالت میں شام کو گھر واپس آتا ہے تو اس کی نظر جب بیوی پر پڑتی ہے تو بیوی کے چہرے کی مسکراہٹ سے اس کی تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے اور بیوی کے ساتھ پیار و محبت کی باتیں کرنے اور اپنا دردِ دل بیان کرنے سے اس کے دل کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے۔مرد نے جب صبح دفتر یا کام پر جانا ہوتا ہے تو بیوی نے پہلے ہی اس کے کپڑے استری (Press) کر کے رکھے ہوتے ہیں اور اسے ناشتہ تیار کر کے دیتی ہے اور مرد کو جوتے (Shoes) پالش کر کے دیتی ہے اور ایسی صورتِ حال میں مرد بیوی کو اپنے لیے خدا کی رحمت سمجھتا ہے ایسی صورت حال میں مرد بھی بیوی کے لیے رحمت کا فرشتہ ثابت ہوتا ہے شوہر بیوی کو خوش رکھنے اور اس کی ہر جائز خواہش پوری کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اسے Positive Responce دیتا ہے اگر ازدواجی زندگی کی یہ صورت حال ہو تو میاں بیوی ایک دوسرے کے لیے رحمت سے کم نہیں ہیں اور یہی مقصود نکاح ہے اور شارع نے عورت اور مرد کے درمیان اسی تعلق کو پیدا کرنے کے لیے نکاح کو مشروع کیا ہے۔

اسلام کا نقطہ نظر یہ ہے کہ جب ایک عورت اور مرد رشتہ ازدواج میں منسلک ہو جائیں تو ان کے اس رشتہ کو مضبوط، مستحکم اور پائیدار بنانے کے لیے ہر ممکن کوشش کی جائے اور مقاصد نکاح کو پانے کے لیے ان کے درمیان محبت والفت کا ماحول پیدا کیا جائے اگر نکاح کے مقاصد پورے نہ ہو رہے ہوں، ازدواجی زندگی بجائے سکون اور اطمینان کے الٹا عذاب جہنم بنی ہوئی ہو۔شوہر بیوی کے لیے مصیبت اور عذاب بنا ہوا ہو اور بیوی شوہر کے لیے دردِ سر بنی ہوئی ہو تو یہ ایسی خوف ناک صورتِ حال ہے جس نے نہ صرف زوجین کی زندگی کو عذاب جہنم بنایا ہوا ہے بلکہ ان کی وجہ سے دو خاندانوں کی زندگی اجیرن بن جاتی ہے اور ان کا سکون تباہ و برباد ہو جاتا ہے بعض اوقات ایسی صورت حال بھی بن جاتی ہے کہ معاملہ خودکشی تک پہنچ جاتا ہے۔میاں بیوی کا ساتھ رہنا ناممکن ہو جاتا ہے میاں بیوی میں محبت کی بجائے نفرت پیدا ہو جاتی ہے ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہونے کی بجائے خود ایک دوسرے کے لیے دردِ سر بن جاتے ہیں

marfat.com

اگرایسی صورت حال میں میاں بیوی میں جدائی کے لیےاورنکاح کی گرہ کوتوڑنے کے لیےطلاق کاراستہ نہ ہوتو میاں بیوی کااکٹھارہنا بہت بڑی تباہی کاپیش خیمہ ثابت ہوسکتا ہے اسی حکمت کے پیش نظراللہ تعالیٰ نے انتہائی ناگزیرحالات میں میاں بیوی میں جدائی کے لیےطلاق کاراستہ کھولاتاکہ وہ اس عذاب سے نجات حاصل کرسکیں۔

اسلام نے انسانی فطرت کابالکل صحیح اندازہ کرکے حکم دیاہے کہ جب عائلی زندگی میں زوجین کے اختلافات کی خلیج اس قدروسیع ہوجائے کہ اسے پرکرنا ناممکن ہوتو اس حالت میں عورت کامرد کے ساتھ رہنا ایساہی ہوگا جیسے ایک زہرآلودعضوکا، جولاعلاج ہواوراس عضوکوجسم سے کاٹ دیناہی اس کاعلاج ہواگرزہرآلودعضوکوجسم کے ساتھ ہی رہنے دیاجائے اوراسے کاٹ کرجسم سے الگ نہ کیاجائے تویہ عضوپورے جسم کے لیےنقصان دہ ہوتاہےاور پورے جسم کوزہر آلودکردیتاہےایک عضوپورے جسم کی تباہی کاباعث بن جاتاہےاگراس زہرآلودعضوکوجسم سے کاٹ کرالگ کردیاجائے تو باقی سارا جسم زہرآلودہونے سے بچ جاتاہےایسی صورت حال میں ایک ماہر ڈاکٹراس زہرآلودعضوکوجسم سے کاٹ کرباقی سارے جسم کوناکارہ ہونے سے بچالیتاہے جبکہ عام حالات میں کوئی شخص بھی یہ پسندنہیں کرتاکہ اس کاکوئی عضوکاٹ کرجسم سے الگ کردیاجائے۔

اسی مصلحت کے تحت اسلام نے طلاق کوحاجت کے طور پرجائز قرار دیاہے اور اجازت دے دی ہے کہ جب میاں بیوی میں ناموافقت لاعلاج حدتک پہنچ جائے اورموافقت پیداکرنے کی تمام صورتیں ختم ہوجائیں توایسی صورت حال میں آخری علاج یہ ہے کہ فریقین ہنسی خوشی اور باضابطہ طور پرمعاہدہ نکاح کوفسخ کرکے ایک دوسرے سے مستقل علیحدگی اختیارکرلیں اسی کوطلاق کانام دیاجاتاہے۔

طلاق کاجواز

نکاح ایک مشروط شرعی معاہدہ ہے جس میں مرد کی طرف سے اسلام،مہر،نان ونفقہ اورحسنِ معاشرت وغیرہ جیسی شرائط ہیں اورعورت کی طرف سے عفت وپاکدامنی، نیک چلنی، اطاعت وفرمانبرداری اورحسنِ سلوک کی شرائط ہیں ان شرائط کے ساتھ نکاح کومشروع کیاگیاہے یہ نکاح کے لیے شرائط بھی ہیں اورنکاح مشروع کرنے کی حکمتیں بھی ہیں اگر یہ شرائط پوری نہ

marfat.com

ہورہی ہوں تو نکاح کو قائم رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے جس طرح دوسرے تمام معاہدے شرائط کے ٹوٹ جانے سے قابلِ فسخ ہوجاتے ہیں اسی طرح یہ معاہدہ بھی شرائط کے ٹوٹ جانے سے یا شرائط کے نہ پائے جانے کی صورت میں قابل فسخ ہوجاتا ہے اوراس معاہدہ کوتوڑنے میں کسی قسم کی قانونی رکاوٹ حائل نہیں ہوسکتی کیونکہ معاہدہ شرائط کے ساتھ مشروط تھا جب شرائط ہی نہ پائی جائیں جن کے ذریعے سے معاہدے کے مقاصد پورے ہونے تھے تو معاہدے کوقائم رکھنے کا کیا فائدہ اسی حکمت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے نکاح کے شرعی معاہدے کوتوڑنے کے لیے طلاق کا راستہ رکھا۔

اگر مرد کی طرف سے شرائط پوری نہ ہوں تو عورت خود بخود نکاح توڑنے کی مجاز نہیں ہے بلکہ عدالت کے ذریعے نکاح توڑ سکتی ہے جبکہ مرد جس طرح خود نکاح کرنے کا مجاز ہے اسی طرح اگر عورت کی طرف سے نکاح کی شرائط اور نکاح کے مقاصد پورے نہ ہورہے ہوں تو خود نکاح توڑنے کا اختیار بھی رکھتا ہے۔مرد کے پاس یہ اختیار طلاق کی صورت میں ہے کہ اگر مرد نے ایک عورت سے نکاح کا معاہدہ کیا ہے اور عورت کی طرف سے نکاح کی شرائط پوری نہیں ہورہیں تو مرد کو اختیار ہے کہ وہ اس عورت سے اس معاہدے کوتوڑ دے اور کسی اور کے ساتھ نکاح کا معاہدہ کرلے تاکہ اس کی زندگی سکون کے ساتھ گزر جائے۔

اللہ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے

اسلام نے طلاق کو بے شک جائز قرار دیا ہے لیکن اسلام کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے شریعت یہ پسند نہیں کرتی کہ مرد بغیر کسی وجہ کے عورت کوطلاق دے اگرچہ طلاق دینا کوئی غیر شرعی کام نہیں ہے اس کے باوجود اسلام کوطلاق سے انتہائی نفرت ہے اوراسلام طلاق کوانتہائی ناگزیر حالات میں جب طلاق کے سواء اور کوئی چارہ نہ رہے تب طلاق دینے کی تلقین کی ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ:

marfat.com

"عن محارب قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مااحل الله شيئا ابغض اليه من الطلاق"

سنن ابوداؤد، کتاب الطلاق، باب فی کرھیۃ الطلاق

حضرت محاربؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حلال کیا ہے ان میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک طلاق سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے

اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"عن ابن عمر عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم ابغض الحلال الی الله تعالی الطلاق"

سنن ابن ماجہ، کتاب الطلاق، باب حدثنا سوید بن سعید

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حلال چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ طلاق ہے۔

اسلام نے طلاق کے بارے میں انتہائی سختی سے کام لیا ہے اور مرد کو اس جائز فعل سے بھی دور رہنے کی تلقین کرتا ہے اللہ تعالیٰ ایسے بندے کو پسند نہیں کرتا جو طلاق کے ذریعے نئے نئے مزے چکھنے کا عادی ہو اور نہ ہی ایسی عورت کو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ نکاح کرو، لیکن طلاق کے ذریعے بار بار مزے نہ چکھتے رہو ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

'تزوجوا ولا تطلقوا فان الله لا يحب لذواقين والذواقات" ابودائود

شادی کرو اور طلاق نہ دو کیونکہ اللہ مزے چکھنے والوں اور والیوں کو پسند نہیں فرماتا۔

شریعتِ اسلامی انسان کو یہ تاکید کرتی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو طلاق سے گریز کرو بیوی کے ساتھ حسنِ سلوک کے ساتھ پیش آؤ، بیوی کی چھوٹی موٹی کوتاہی کو معاف کردو، قرآن مجید ہمیں یہاں تک تعلیم دیتا ہے کہ اگر تمہیں کوئی عورت ناپسند بھی ہو تو جہاں تک ممکن ہو سکے اس کے ساتھ نبھانے کی کوشش کرو اور طلاق دینے سے ممکنہ حد تک اجتناب کرو ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا﴾

النساء ۴:۱۹

ان کے ساتھ اچھے طریقے سے رہو۔ اگر وہ تم کو ناپسند بھی ہوں تو ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں کچھ بھلائی رکھ دے۔

marfat.com

طلاق میں مذاق اور سنجیدگی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

"عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ثلاث جدهن جدوهزلهن جدالنكاح والطلاق والرجعة"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں جن میں حقیقت بھی حقیقت ہے اور مذاق بھی حقیقت ہے اور یہ نکاح، طلاق اور رجعت۔

جامع الترمذی، طلاق ولعان، باب ماجاء الجد والهزل فی طلاق

حالتِ حیض میں طلاق دینا

علامہ نووی: علامہ نووی لکھتے ہیں کہ امت کا اس پر اجماع ہے کہ حائضہ کو طلاق دینا حرام ہے اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو ایام حیض میں طلاق دی تو طلاق دینے والا گنہگار ہوگا لیکن اس کی طلاق واقع ہو جائے گی اور اس شخص کو طلاق سے رجوع کا حکم دیا جائے گا جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے۔

شرح مسلم، ج ۱، ص ۴۷۵

بحث دوم طلاق کی اقسام

سنت و بدعت کے اعتبار سے طلاق کی اقسام

ابوالحسن احمد بن محمد قدوری طلاق کے بیان میں لکھتے ہیں کہ:

"الطلاق على ثلثة اوجه احسن الطلاق وطلاق السنة وطلاق البدعة" طلاق کی تین قسمیں ہیں ۱۔ طلاق احسن ۲۔ طلاق سنت ۳۔ طلاق بدعت۔

قدوری شریف جلد دوم، کتاب الطلاق

سنت و بدعت کے اعتبار سے طلاق کی اقسام

سنت و بدعت کے اعتبار سے طلاق کی تین اقسام ہیں۔

marfat.com

۱۔طلاقِ احسن:

جب عورت حالت حیض سے پاک ہواور شوہر نے ان ایام میں ہمبستری بھی نہ کی ہوان ایام میں ایک طلاق دی جائے تو یہ طلاق احسن ہوگی۔اس میں مرد عدت کے دوران رجوع کرسکتا ہے عدت کے بعد عورت بائن ہوجاتی ہے۔زوجین کی رضامندی سے تجدیدِ نکاح ہوسکتا ہے۔

"فاحسن الطلاق ان یطلق الرجل امراته تطلیقة واحدة فی طهر واحد لم یجامعها فیه ویترکها حتی تنقضی عدتها" قدوری شریف، جلد دوم، کتاب الطلاق

پس احسن طلاق یہ ہے کہ آدمی اپنی بیوی کوایک طلاق دے ایسے طہر میں جس میں اس سے وطی نہ کی ہواور پھر عورت کو چھوڑ دے یہاں تک کہ عدت گزر جائے۔

۲۔طلاق سنت:

طلاق سنت یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی کوایک ایک کر کے تین طلاقیں دے اوران ایام میں ہمبستری نہ کرے تیسری طلاق کے ایک حیض کے گزرنے کے بعد عورت مغلظہ ہوجائے گی۔قدوری میں ہے:

"وطلاق السنة ان تطلق المدخول بها ثلثا فی ثلٰثة اطهار" قدوری شریف، جلد دوم، کتاب الطلاق

اورطلاقِ سنت یہ ہے کہ آدمی جس عورت کے ساتھ جماع کر چکا ہے اس کو تین تین طہروں میں طلاق دے۔

۳۔طلاق بدعت:

طلاق بدعت یہ ہے کہ مرد عورت کو ایک ہی دفعہ تین طلاقیں دے یا ایسے طہر میں طلاق دے جس میں مباشرت کی ہو یا یہ کہ حیض میں طلاق دے۔طلاق بدعت دینے والا گنہگار ہوتا ہے البتہ طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

"وطلاق البدعة ان یطلقها ثلٰثا بکلمة واحدة او ثلثا فی طهر واحد فاذافعل ذلك وقع الطلاق وبانت امراته مغلظة وکان عاصیا" قدوری شریف، جلد دوم، کتاب الطلاق

طلاق بدعت یہ ہے کہ آدمی ایک ہی لفظ میں تین طلاقیں دے دے، یا ایک ہی طہر میں تین طلاقیں دے دے۔جب یہ کر چکے تو طلاق واقع ہوجائے گی اور بیوی بائنہ ہوجائے گی اور وہ گنہگار ہوگا۔

marfat.com

طلاق کی اقسام صریح وکنایہ کے اعتبار سے

طلاقِ صریح سے مراد:

طلاق صریح سے مراد یہ ہے کہ آدمی صریح الفاظ کے ساتھ، واضح الفاظ کے ساتھ اور ایسے الفاظ کے ساتھ طلاق دے جن الفاظ سے طلاق کے علاوہ اور کوئی مفہوم نہ نکلتا ہو ایسے الفاظ استعمال کرے جو واضح طور پر طلاق کے لیے استعمال ہوتے ہوں۔

طلاق کنایہ سے مراد:

طلاق کنایہ سے مراد یہ ہے کہ آدمی ایسے الفاظ کے ساتھ طلاق دے جو مُبہم ہوں اور ان سے واضح طور پر طلاق کا مطلب نہ نکلتا ہو اگر ان الفاظ کے بولتے وقت آدمی کی طلاق کی نیت نہ ہو تو ان سے طلاق وارد نہیں ہوتی اگر طلاق کی نیت ہو تو تب طلاق وارد ہوتی ہے یا یہ کہ آدمی یہ الفاظ اس وقت بولے جب طلاق کی بات چیت ہو رہی ہو، طلاق کا مذاکرہ ہو تو طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

"والضرب الثانی الکنایات ولایقع بها الطلاق الا بنیة او بد لالة حال و هی علی ضربین منها ثلثة الفاظ یقع بها رجعی ولا یقع بهاالا واحد ة وهی قوله اعتدی واستبری رحمك وانت واحدة"

قدوری شریف، جلد دوم، کتاب الطلاق

دوسری قسم کنایات ہے ان سے نیت کے بغیر طلاق واقع نہیں ہوتی یا دلالت حال سے، کنایات دو قسم کے ہیں ان میں سے تین الفاظ وہ ہیں جن سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے اور صرف ایک ہی طلاق واقع ہوتی ہے اور وہ الفاظ یہ ہیں تو عدت میں بیٹھ جا، تو اپنے رحم کو صاف کر، تو اکیلی ہے۔

وہ کنایات جن سے ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے

تین ایسے کنایات ہیں جن سے صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے اور وہ کنایات یہ ہیں۔

۱۔ **اعتدی**۔ تو عدت میں بیٹھ جا۔ ۲۔ **واستبری رحمك**۔ تو اپنے رحم کو صاف کر۔

۳۔ **وانت واحدة**۔ تو اکیلی ہے۔

قدوری شریف، جلد دوم، کتاب الطلاق

marfat.com

صریح وکنایہ کے اعتبار سے طلاق کی اقسام

صریح وکنایہ کے لحاظ سے طلاق کی تین اقسام ہیں۔

۱۔طلاق رجعی ۲۔طلاق بائنہ

۳۔طلاق مغلظہ

۱۔طلاق رجعی:

صریح الفاظ طلاق کے ساتھ عورت کو دو یا تین طلاقیں دی جائیں تو یہ طلاق رجعی ہے مثلاً خاوند اپنی بیوی سے یوں کہے کہ تجھے طلاق ہے۔اس میں نیت شرط نہیں ہوتی۔

علامہ ابوالحسن احمد بن محمد قدوری لکھتے ہیں کہ:

"فالصریح قوله انت طالق ومطلقةوطلقتك فهذايقع به الطلاق الرجعی ولايقع به الا واحدة ولايفتقرالی نية وقوله انت الطلاق وانت طالق الطلاق وانت طالق طلاقا فان لم تكن له نية فهی واحدة رجعية وان نوی كثتين لا يقع الا واحدة وان نوی به ثلثاكان ثلثا"

قدوری شریف جلد دوم، کتاب الطلاق

پس صریح یہ ہے کہ یوں کہے تجھے طلاق ہے،تو طلاق دی ہوئی ہے، میں نے تجھے طلاق دی۔ اس سے طلاق رجعی ہوگی اور صرف ایک واقع ہوگی اور اس میں نیت کی بھی ضرورت نہیں ہے اور شوہر کے قول انت الطلاق ،انت طالق الطلاق ، انت طالق طلاقا میں اگر اس کی کوئی نیت نہ ہو تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔اگر دو کی نیت کی تو تب بھی ایک طلاق ہی واقع ہوگی اور اگر تین کی نیت کی تو تین واقع ہوجائیں گی۔

طلاق رجعی میں رجوع کرنا

طلاق رجعی کی صورت میں عدت کے دوران خاوند دوبارہ رجوع کرسکتا ہے خواہ عورت راضی ہو یا کہ نہ ہو۔عدت کے بعد عورت آزاد ہوجاتی ہے جہاں چاہے نکاح کرسکتی ہے۔

marfat.com

"اذاطلق الرجل امراته تطليقة رجعية اوتطليقتين فله ان يراجعها فی عدتها رضيت بذلك اولم ترض والرجعة ان يقول لها راجعتك اوراجعت امراتی اويطاها اويقبلها اويلمسها بشهوة اوينظرالی فرجها بشهوة" قدوری شریف، جلددوم، کتاب الطلاق

جب کسی نے اپنی بیوی کوایک یادوطلاقیں رجعی دیں تووہ اس کی عدت میں رجوع کرسکتا ہے عدت کے دوران چاہے عورت راضی ہو یانہ ہواور یہ کہنے سے رجوع ہوسکتا ہے کہ میں نے تم سے رجوع کرلیایا میں نے اپنی بیوی سے رجوع کرلیایا اس سے وطی کرلے، یا بوسہ لے لے، یا اس کو شہوت کے ساتھ چھولے، یا اس کی شرم گاہ دیکھ لے۔

عدت کے دوران بیوی خاوند کے پاس رہے گی اس میں خاوند کو اختیار ہوتا ہے جب چاہے رجوع کرلے اس میں بیوی کی رضامندی ضروری نہیں ہوتی ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِیْ ذٰلِكَاِنْ اَرَدُوْٓا اِصْلَاحًا﴾

اوران کے خاوند اگر اصلاح حال کا ارادہ رکھتے ہوں تو وہ عدت کے دوران ان کو واپس لینے کے زیادہ حقدار ہیں۔

البقرہ ۲:۲۲۸

عدت کے ختم ہوتے ہی میاں بیوی میں جدائی ہوجائے گی عورت آزاد ہوجائے گی جس سے چاہے نکاح کرسکتی ہے لیکن اگر پہلے خاوند کے ساتھ راضی ہوجائے تو دونوں رضامندی کے ساتھ دوبارہ نکاح کرسکتے ہیں طلاق رجعی کی آخری حد صرف دوطلاقیں ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ م بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ م بِاِحْسَانٍ﴾

طلاق دوبار ہی ہے اس کے بعد یا تو پسندیدہ طور پر اپنے پاس رکھنا ہے یا حسن سلوک سے چھوڑ دینا ہے۔

البقرة ۲:۲۲۹

رجوع میں گواہوں کا ہونا

قدوری میں ہے کہ:

"ويستحب ان يشهد على الرجعة شاهدين وان لم يشهد صحت الرجعة"

رجوع میں دوگواہ کرلینا مستحب ہے اگر گواہ نہ ہوں تب بھی رجوع صحیح ہے۔

قدوری شریف جلد دوم، کتاب الطلاق

marfat.com

۲۔طلاق بائنہ:

بائن عربی زبان میں بالکل جداہونے اور قطع کرنے کو کہتے ہیں اگر صریح لفظ نہ ہو بلکہ کنایہ سے طلاق دی جائے تو یہ طلاق بائن کہلاتی ہے مثلاً طلاق کی نیت سے بیوی کو ماں بہن کہہ دینا، جاتوالگ ہوجا، جاتو آزاد ہے، وغیرہ اس سے بیوی فوراً جداہوجاتی ہے۔

"الکنایات اذا نوی بھا الطلاق کانت واحدۃ بائنۃ وان نوی ثلثا کان ثلثا وان نوی ثنتین کانت واحدۃ"

کنایات سے جب طلاق کی نیت کرے گا تو ایک طلاق بائن ہوگی اور اگر تین کی نیت کرے گا تو تین ہوں گی اور اگر دو کی نیت کرے گا تو ایک ہوگی۔

قدوری شریف جلد دوم، کتاب الطلاق

وہ الفاظ جن سے طلاق بائنہ ہوجاتی ہے

آدمی اپنی بیوی کو درج ذیل الفاظ بولے اور اس کی نیت طلاق کی ہو تو طلاق وارد ہوجاتی ہے اگر طلاق کی نیت نہ ہو تو طلاق واقع نہیں ہوتی اِلاّ یہ کہ وہ دونوں طلاق کے مذاکرہ میں نہ ہوں۔

۱۔تو مجھ سے جدا ہے۔
۲۔تیرا مجھ سے قطع تعلق ہے۔
۳۔تو حرام ہے۔
۴۔تجھے اپنا اختیار ہے۔
۵۔تو اپنے عزیزوں سے جاملے۔
۶۔تو بالکل چھوڑ دی گئی ہے۔
۷۔تو بالکل بری ہے۔
۸۔تجھے تیرے عزیزوں کو ہبہ کردیا۔
۹۔میں نے تجھے چھوڑ دیا۔
۱۰۔خودمختار ہوجا۔
۱۱۔میں نے تجھے جدا کردیا۔
۱۲۔تو آزاد ہے۔
۱۳چادر اوڑھ لے۔
۱۴۔پردہ کرلے۔
۱۵۔دور ہوجا۔
۱۶۔شوہروں کو تلاش کرلے۔

قدوری شریف جلد دوم، کتاب الطلاق

جبکہ فتاویٰ رضویہ میں یہ الفاظ بھی شامل ہیں۔

۱۔جا
۲۔نکل
۳۔چل
۴۔روانہ ہو

marfat.com

۵۔اٹھ
۶۔سرک
۷۔جگہ چھوڑ
۸۔گھر خالی کر
۹۔دور ہو
۱۰۔یا حلال مسلمانان
۱۱۔ہر حلال مجھ پر حرام ہے
۱۲۔تو میرے ساتھ حرام ہے
۱۳۔میں تجھ سے باز آیا
۱۴۔تو خالص ہوئی
۱۵۔تو میرے کام کی نہیں ہے
۱۶۔مجھے تجھ پر کوئی راہ نہیں
۱۷۔میرے مصرف کی نہیں
۱۸۔میرے مطلب کی نہیں
۱۹۔کچھ قابو نہیں
۲۰۔ملک نہیں
۲۱۔میں نے تیری راہ خالی کردی
۲۲۔تو میری ملک سے نکل جا
۲۳۔میں نے تجھ سے خلع کیا
۲۴۔اپنے میکے بیٹھ جا
۲۵۔تیری رسی چھوڑ دی
۲۶۔تیری باگ ڈھیلی کی
۲۷۔تیری لگام اتار لی
۲۸۔مجھے تجھ پر کچھ اختیار نہیں
۲۹۔مجھ میں تجھ میں نکاح نہیں
۳۰۔مجھ میں تجھ میں کچھ باقی نہ رہا
۳۱۔میں تیرے نکاح سے بری ہوں
۳۲۔بیزار ہوں
۳۳۔میں نے تجھے بے قید کیا
۳۴۔میں نے تجھ سے مفارقت کی
۳۵۔دفع ہو جا
۳۶۔پنجرہ خالی ہے
۳۷۔اپنی نجاست الگ پھیلا
۳۸۔تشریف لے جایئے
۳۹۔تشریف کا ٹوکرا لے جایئے
۴۰۔جہاں سینگ سماوے جا
۴۱۔بہت ہو چکی اب مہربانی فرمایئے
۴۲۔میرے پاس سے چل
۴۳۔میں نے نکاح فسخ کیا
۴۴۔تو مجھ پر مثلِ مردار
۴۵۔تو خلاص ہے
۴۶۔تیری گلو خلاصی ہوئی
۴۷۔تو میری ماں، بہن یا بیٹی کی مثل ہے
۴۸۔تو مثلِ سور ہے
۴۹۔میں نے تجھے جدا کر دیا

marfat.com

۳۔طلاق مغلظہ:

جب تین طلاقیں دے دی جائیں خواہ وہ رجعی ہوں یا بائن تو وہ طلاق مغلظہ ہوجاتی ہے اس کے بعد خاوند کو نہ رجوع کرنے کا حق ہے اور نہ تجدید نکاح ہوسکتا ہے سابقہ خاوند کے ساتھ نکاح کرنے کے لیے حلالہ ضروری ہے۔

طلاق ثلاثہ

طلاق ثلاثہ سے مراد:

طلاق ثلاثہ سے مراد یہ ہے کہ مرد عورت کو ایک ہی مرتبہ بیک وقت تین طلاقیں دے دے۔

طلاق ثلاثہ کے حکم میں فقہاء کا موقف

جمہور فقہاء:

جمہور فقہا ... جمہور ... اہلسنت اور ائمہ اربعہ کے نزدیک طلاق ثلاثہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں۔

علامہ نووی شافعی:

علامہ نووی شافعی شرح نووی میں لکھتے ہیں کہ ''امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ اور قدیم اور جدید جمہور علماء کے نزدیک یہ تینوں طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں''۔ شرح مسلم، ج۱، ص۴۷۸

علامہ ابن قدامہ حنبلی:

علامہ ابن قدامہ حنبلی المغنی میں لکھتے ہیں کہ جس شخص نے بیک وقت تین طلاقیں دیں وہ واقع ہوجائیں گی خواہ دخول سے پہلے دی ہوں یا دخول کے بعد۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی نظریہ ہے اور بعد کے تابعین اور آئمہ کا بھی یہی نظریہ ہے۔ المغنی، ج۷، ص۲۸۲

قاضی ابن رشد مالکی:

قاضی ابن رشد مالکی بدایۃ المجتہد میں لکھتے ہیں کہ جمہور فقہاء کا یہی موقف ہے کہ

marfat.com

بیک وقت دی گئی تین طلاقوں سے تین طلاقیں واقع ہوتی ہیں۔

طلاق ثلاثہ پر جمہور فقہاء کے احادیث مبارکہ سے دلائل

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ:

"عن عائشة ان رجلا طلق امراته ثلاثا فتزوجت فطلق فسئل النبی صلی الله علیه وآله وسلم اتحل للاول قال لا حتی یذوق عسیلتها کما ذاق الاول"

صحیح بخاری، کتاب الطلاق، باب من اجاز طلاق الثلاث...

حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں، اس عورت نے کہیں اور شادی کر لی، اس نے بھی اسے طلاق دی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آیا یہ عورت پہلے خاوند پر حلال ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں جب تک دوسرا خاوند پہلے خاوند کی طرح اس کی مٹھاس نہ چکھ لے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل

سوید بن غفلہ بیان کرتے ہیں کہ عائشہ خثعمہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں تھیں جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے تو اس نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا آپ کو خلافت مبارک ہو۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر خوشی کا اظہار کر رہی ہو۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا "**اذهبی فانت طالق یعنی ثلاثا**" جاؤ تم کو تین طلاقیں دیں۔ اس نے اپنے کپڑے پکڑ لیے اور بیٹھ گئی حتی کہ اس کی عدت پوری ہوگئی۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی طرف اس کا بقیہ مہر اور دس ہزار کا صدقہ بھیجا جب اس کے پاس قاصد یہ مال لے کر گیا تو اس نے کہا مجھے اپنے جدا ہونے والے محبوب سے یہ تھوڑا سا سامان ملا ہے جب حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک یہ بات پہنچی تو انھوں نے آبدیدہ ہو کر فرمایا اگر میں نے اپنے نانا سے یہ حدیث نہ سنی ہوتی یا کہا اگر میرے والد نے یہ بیان نہ کیا ہوتا کہ انھوں نے میرے نانا سے سنا ہے کہ "**ایما رجل طلق امراته ثلاثا عند الاقراء ثلاثا مبهمة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره راجعتها**" جس شخص نے بھی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں خواہ الگ الگ

marfat.com

طہروں میں یا بیک وقت تو وہ عورت اس کے لیے اس وقت تک حلال نہیں ہے جب تک کہ وہ کسی اور خاوند سے نکاح نہ کرے تو میں اس سے رجوع کر لیتا۔

امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ السنن الکبری، ۲:۳۳۶

بحث سوم حلالہ کا بیان

حلالہ کا مفہوم

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

"عن جابر بن عبدالله وعن الحارث وعن علی قالا ان رسول الله ولعن المحل والمحلل له"

جامع ترمذی، النکاح، باب ماجاء فی المحل والمحلل له

حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت حارث اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لیے حلالہ کیا جائے دونوں پر لعنت کی ہے۔

حلالہ میں صحبت شرط ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ:

"عن عائشة قالت جائت امراة رفاعة القرظی الی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فقالت انی کنت عند رفاعه فطلقنی فبت طلاقی فتزوجت عبدالرحمٰن بن الزبیر ومامعه الا مثل هدبة الثوب فقال اتریدین ان ترجعی الیٰ رفاعه لاحتیٰ تذوقی عسیلته ویذوق عسیلتك"

جامع ترمذی، النکاح، باب ماجاء فی من یطلق امراته ثلاثا فیتزوجها اخر فیطلق قبل ان یدخل بها

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رفاعہ قرظیؓ کی زوجہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی میں رفاعہ کے نکاح میں تھی اس نے مجھے تین طلاقیں دیں تو میں نے عبدالرحمٰن بن زبیرؓ سے نکاح کر لیا اور ان کے پاس تو کپڑے کے پھندے کی طرح ہے (یعنی جماع کی طاقت نہیں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو رفاعہ کی طرف لوٹنا چاہتی ہے؟ نہیں (لوٹ سکتی) جب تک کہ تم دونوں ایک دوسرے کا مزہ نہ چکھ لو۔

marfat.com

فصل نمبر2

عدت کا بیان

بحث اول عدت کامعنی ومفہوم اور اسباب وحکمتیں

عدت کامفہوم

لغوی معنی:۔عدت کالغوی معنی ہے گننااورشمار کرنا۔

اصطلاحی مفہوم:۔عدت کااصطلاحی معنی یہ ہے کہ زوال نکاح کے بعدعورت کا شوہر کے مکان میں ایک معینہ مدت تک ٹھہرنااورانتظار کرنا۔

عدت کا آغاز

طلاق کی عدت طلاق دینے کے فوراًبعد،اوروفات کی عدت وفات کے فوراً بعد شروع ہوجاتی ہے اگر بیوی کوطلاق یاوفات کی اطلاع نہ ملی ہواورعدت کی مدت گزرچکی ہوتو اطلاع ملنے پرنئی عدت پوری کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی جب طلاق سنی جائے گی یاجب وفات ہوگی اسی وقت سے عدت شروع ہوجائے گی۔

مختلف عورتوں کی عدت کا بیان

ا۔مطلقہ کی عدت جس کوحیض آتاہو:

اس کی عدت تین قروء(حیض)ہےارشادباری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ﴾ البقرة۲:۲۲۸ طلاق یافتہ عورتیں اپنے آپ کوتین قروءروکے رکھیں۔

۲۔آئسہ کی عدت:

آئسہ سے مرادوہ عورت ہے جوسنِ ایاس کوپہنچ چکی ہویعنی جس سے اولاد ہونے کی

marfat.com

امید نہ ہو مثلاً بوڑھی ہو چکی ہو تو ایسی عورت کی عدت تین ماہ ہے۔

۳۔محروم الحیض کی عدت:

محروم الحیض سے مراد وہ عورت ہے جس کو حیض آتا ہی نہ ہو خواہ وہ کم عمر کی وجہ سے ہو یا بیماری کی وجہ سے ہو تو ایسی عورت کی عدت بھی تین ماہ ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَالّٰٓئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُھُنَّ ثَلٰثَۃُ اَشْھُرٍ وَّالّٰٓیْ لَمْ یَحِضْنَ﴾ الطلاق ۶۵:۴

اور تمہاری عورتوں میں جنہیں حیض کی امید نہ رہی اگر تمہیں شک ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور جنہیں ابھی حیض نہ آیا (ان کی بھی)۔

۴۔حاملہ کی عدت:

وہ عورت جو حاملہ ہو اس کی عدت وضع حمل ہے جس وقت تک وضع حمل نہیں ہوتا۔اس کی عدت ختم نہیں ہوگی۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حاملہ کی عدت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُھُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَھُنَّ﴾ الطلاق ۶۵:۴

اور حمل والیوں کی معیاد یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جن لیں۔

۵۔حاملہ بیوہ کی عدت:

آئمہ اربعہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جس عورت کا خاوند وفات پا جائے اس کی عدت وضع حمل سے پوری ہو جاتی ہے خواہ خاوند کی وفات کے لمحہ بھر بعد میں بچہ پیدا ہو جائے تو عدت پوری ہو جاتی ہے فتاوٰی عالمگیری میں ہے کہ:

"لو ولدت والمیت علی سریرہ انقضت بہ العدۃ" فتاوٰی عالمگیری،۱:۵۲۹

خاوند کی لاش چار پائی پر ہے اور بیوی نے بچہ جن لیا تو عدت پوری ہوگئی۔

یعنی جونہی وضع حمل ہو جائے اور بچہ کی پیدائش ہو جائے تو حاملہ عورت کی عدت پوری ہو جاتی ہے اور اس کے لیے کسی سے بھی شادی کرنا جائز ہو جاتا ہے خواہ خاوند کے دفن ہونے سے پہلے وضع حمل ہو اور اسی وقت وضع حمل کے بعد عورت دوسرے شخص سے شادی کر سکتی ہے بشرطیکہ وضع حمل خاوند کی وفات کے بعد ہوا ہو اس کے ثبوت میں آئمہ قرآن مجید کی یہ آیت پیش کرتے

marfat.com

ہیں ارشادربانی ہے کہ:

﴿وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ اورحمل والیوں کی معیاد یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جن لیں۔ الطلاق ۶۵:۴

خاوند کی لاش چارپائی پر ہے اور بیوی نے بچہ جن لیا تو عدت پوری ہوگئی فتاوٰی عالمگیری میں ہے:

"عدة الحامل ان تضع حملها....سواء كانت عن طلاق او وفاة" حاملہ کی عدت بچے کی پیدائش ہے برابر ہے کہ عدت طلاق کی ہو یا کہ وفات کی۔

فتاوٰی عالمگیری،۱:۵۲۸

۶۔ بیوہ کی عدت جو حاملہ نہ ہو:

جس عورت کا خاوند وفات پا جائے اور وہ حاملہ نہ ہو تو اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے اللہ تعالیٰ نے ایسی عورتوں کی عدت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا﴾ اورتم میں سے وہ لوگ جو وفات پا جاتے ہیں اور بیویاں چھوڑ جاتے ہیں وہ بیویاں اپنے آپ کو چار ماہ دس دن تک روکے رکھیں۔

البقرة ۲:۲۳۴

۷۔ غیر مدخولہ کی عدت:

غیر مدخولہ عورت سے مراد وہ عورت ہے جس کا نکاح تو ہوا ہو لیکن اس کے ساتھ خاوند نے ہمبستری نہ کی ہو، ازدواجی تعلقات قائم نہ کیے ہوں اگر ایسی عورت کو طلاق دی جائے تو ایسی عورت پر کوئی عدت واجب نہ ہوگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایسی عورتوں کی عدت کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا﴾ اے ایمان والو! جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو۔ پھر انہیں بغیر ہاتھ لگائے چھوڑ دو۔ تو تمہارے لیے کچھ عدت نہیں جسے تم گنو۔

الاحزاب ۳۳:۴۹

marfat.com

۸۔مفقود الخبر خاوند کی عدت:

وہ عورت جس کا خاوند لاپتہ ہوجائے تو ایسی عورت کی عدت فقہ مالکی کے مطابق یہ ہے کہ عورت چار سال تک انتظار کرے چار سال کے بعد قاضی کے پاس جائے اور قاضی کو دلائل سے ثابت کرے کہ اس کا خاوند مفقود الخبر ہے لاپتہ ہے پھر قاضی حالات کا جائزہ لے کر اسے شادی کرنے کی اجازت دے گا اس دن سے اس عورت کی عدت شمار ہوگی ہدایہ میں ہے کہ:

"وقال مالك اذا مضى اربع سنين بطريق القاضي بينه وبين امراته تعتد عدة الوفات ثم تزوج من شاء ت"

اور امام مالک نے فرمایا کہ جب (کوئی شخص لاپتہ ہوجائے اس کے بعد) چار سال گزر جائیں تو قاضی ان دونوں کے درمیان تفریق کرے گا اور عورت عدت وفات گزار کر حسب منشاء شادی کرے۔

ہدایہ ۲:۵۷۶

مفقود الخبر خاوند کی بیوی کی عدت بیوہ کی عدت کی طرح شمار ہوگی ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجاً يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍوَّعَشْرًا﴾

اور تم میں سے وہ لوگ جو وفات پاجاتے ہیں اور بیویاں چھوڑ جاتے ہیں وہ بیویاں اپنے آپ کو چار ماہ دس دن روکے رکھیں۔

البقرة ۲:۲۳۴

احناف کا فتویٰ آج کل امام مالک کے اسی قول پر ہے کہ جس عورت کا شوہر لاپتہ ہوجائے اور اس کے بارے میں چار سال تک کوئی اطلاع نہ ملے اور چار سال تک وہ بیوی کے پاس گھر واپس نہ پہنچے تو ایسی صورت میں قاضی مرد اور عورت میں تفریق کردے گا اور عورت عدت گزارنے کے بعد آزاد ہوجائے گی اور اپنی مرضی سے نکاح کرنے کی مجاز ہوگی۔

قروء کے معانی:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں عدت تین قروء بیان فرمائی ہے۔لفظِ قروء کی تفسیر میں فقہاء مجتہدین اور مفسرین کا اختلاف ہے۔قروء کے دو معنی ہیں ایک اس کا معنی ''حیض'' ہے جبکہ اس کا دوسرا معنی ''طہر'' ہے۔بعض تین قروء سے مراد تین حیض لیتے ہیں جبکہ امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام احمد بن حنبلؒ اور بعض کے نزدیک تین قروء سے مراد تین طہر ہے۔

marfat.com

طہر سے مراد:

دوحیضوں کے درمیانی وقفہ کوطہر کہتے ہیں۔

قاموس میں ہے کہ قروء کا معنی حیض، طہر اور وقت ہے۔قاموس ج ۱،ص ۱۳۶

علامہ راغب اصفہانی:

قروء حقیقت میں طہر سے حیض میں داخل ہونے کا نام اور جب یہ لفظ حیض اور طہر دونوں کا جامع ہے تو اس کا ہر ایک پر اطلاق کیا جا سکتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا مطلقہ عورتیں اپنے آپ کو تین قروء تک روکے رکھیں یعنی تین حیض تک روکے رکھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم اپنے ایام اقراء میں نماز پڑھنے سے بیٹھی رہو یعنی اپنے ایام حیض میں اہل لغت نے کہا قروء کا معنی ہے جمع ہونا اور ایام حیض میں رحم میں خون جمع ہوتا ہے المفردات ،ص ۶۶۸

ابن منظور افریقی:

قروء کا معنی حیض ہے اس کی جمع قروء اور اقراء ہے حدیث ہے اپنے ایام اقراء میں نماز ترک کردو۔اس حدیث میں قروء کا اطلاق حیض پر ہوا ہے اور قروء کا معنی طہر بھی ہے۔

لسان العرب، ج ۱،ص ۱۳۰

عدت واجب ہونے کے اسباب اور حکمتیں

عدت واجب ہونے کا ایک سبب یہ ہے کہ اس سے پتہ چل جاتا ہے کہ عورت حاملہ ہے یا کہ نہیں، اور اگر عدت واجب نہ ہو تو یہ پتہ نہیں چلتا کہ عورت کے رحم میں بچہ ہے یا کہ خالی ہے۔کیونکہ عورت کو اگر دوران عدت حیض آ گیا تو واضح ہو جائے گا کہ عورت حاملہ نہیں ہے اور اگر نہ آیا تو اس سے پتہ چلے گا کہ عورت حاملہ ہے۔

عدت کے دوران شوہر کو ٹھنڈے دل سے آرام وسکون سے سوچنے کا وقت مل جاتا ہے اس کو غور وفکر کرنے کا موقع ملتا ہے اگر مرد نے غصے سے یا کسی غلط فہمی سے طلاق دیدی ہو تو اس کو رجوع کرنے کا موقع مل جاتا ہے یا یہ کہ ہو سکتا ہے کہ مرد کے جذبات میں نرمی پیدا ہو اور اس کا غصہ ختم ہو جائے اور اصلاح کی کوئی صورت نکل آئے۔

marfat.com

اگر عورت دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے تو عورت کے اس نکاح اور دوسرے نکاح کے درمیان وقفہ ہونا چاہیے تا کہ اس وقفے میں عورت کے دل ودماغ پر شوہر کے جو اثرات نقش ہو چکے ہیں وہ محو ہو جائیں اور خالی الذہن ہو کر دوسرے شوہر کے نکاح میں جائے۔عدت کے دوران عورت کو موقع مل جاتا ہے اور وہ طلاق کے عواقب اور نتائج پر غور کرتی ہے اور اس سے عبرت حاصل کرتی ہے اگر طلاق خاوند کی خطا یا زیادتی کی وجہ سے ہو تو وہ دوسرے شوہر کے انتخاب میں ان غلطیوں کو نہیں دہرائے گی۔اگر عورت ایک یا دو رجعی طلاقوں کی عدت گزار رہی ہو تو خاوند اگر رجوع کرنا چاہے تو عدت کے دوران اسے رجوع کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔

بحث دوم عدت کے احکام

عدت میں رجوع کرنا

مرد نے اگر ایک صریح یا کنایہ یا دو صریح طلاقیں دی ہوں تو مرد عدت کے دوران بیوی سے رجوع کر سکتا ہے مگر جب عدت ختم ہو جائے تو مرد کو رجوع کرنے کا اختیار نہیں رہتا اور اگر مرد نے تین طلاقیں دی ہوں تو تب بھی مرد کے پاس رجوع کا اختیار نہیں رہتا بلکہ تین طلاقیں دینے سے بیوی شوہر کے لیے حرام ہو جاتی ہے۔عدت میں اگر رجوع نہ کیا جائے تو عدت ختم ہونے پر عورت خود بخود بائن ہو جاتی ہے جب عورت بائن ہو جائے تو اسے باعزت طریقے سے رخصت کر دینا چاہیے۔جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْسَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ﴾ البقرة ۲: ۲۳۱

اور جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دے چکو اور وہ اپنی مدت گزرنے پر پہنچ جائیں تو اب یا تو انہیں بھلائی کے ساتھ روکے رکھو یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دو۔

عدت گزارنے کے بعد عورت آزاد ہو جاتی ہے

عدت گزارنے کے بعد عورت آزاد ہو جاتی ہے سابقہ شوہر کا اس پر کسی قسم کا کوئی حق نہیں رہتا۔عورت جس طرح نکاح کرنے سے پہلے آزاد تھی اب عدت پوری ہونے کے بعد

marfat.com

پہلے کی طرح آزاد ہو جائے گی جہاں چاہے جا سکتی ہے جس کے پاس جانا چاہے جا سکتی ہے جس کے ساتھ نکاح کرنا چاہے کر سکتی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ﴾ البقرة ۲:۲۳۱

اور جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دے چکو اور وہ اپنی مدت گزرنے پر پہنچ جائیں تو اب یا تو انہیں بھلائی کے ساتھ روکے رکھو یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دو۔

قرآن مجید سے ثابت ہوا کہ جب عورت کی عدت پوری ہو جائے تو وہ پہلے والے شوہر سے آزاد ہو جاتی ہے اور شریعت کے مطابق جہاں چاہے اپنی مرضی سے نکاح کر سکتی ہے۔

عدت کے دوران عورت کو صراحۃً نکاح کا پیغام دینے کی ممانعت

عدت کے دوران کسی عورت کو صراحۃً نکاح کا پیغام دینے کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ عدت میں مطلقہ عورت یا بیوہ عورت غمزدہ، افسردہ اور پریشان ہوتی ہے اس کے جذبات مجروح ہو چکے ہوتے ہیں اس لیے اسلام نے عدت کے دوران نکاح کا پیغام واضح طور پر دینے سے منع کیا اشارے کنائے میں دینے کی اجازت اس لیے دی تا کہ کوئی دوسرا اس سے پہلے پیغام نہ دیدے۔

﴿وَلَاجُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ﴾ البقرة ۲:۲۳۵

اور تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم (زیرِ عدت) عورتوں کے پیغام نکاح کے بارے میں کوئی بات اشارے سے کہو یا نیت دلوں میں ہی پوشیدہ رکھو اللہ کو تو علم ہے کہ تم ان عورتوں کا ذکر ضرور کرو گے اور نہ ان سے کوئی خفیہ وعدہ کرو مگر ہاں کوئی بات عزت و حرمت کے مطابق ان سے کہہ دو اور اس وقت تک نکاح کا ارادہ نہ کرو جب تک لکھا حکم اپنی مدت کو نہ پہنچ جائے۔

marfat.com

طلاق رجعی کی عدت میں عورت کا بناؤسنگھار(Make up) کرنا

طلاق رجعی کی عدت کی صورت میں عورت کو چاہیے کہ شوہر کے سامنے بناؤسنگھار (Make up) کرتی رہے۔اچھے اچھے خوبصورت کپڑے پہنے۔خوشبو(Perfume) کا استعمال کرے۔مرد کے سامنے اپنے آپ کو پرکشش بنائے جوادائیں مرد کو پسند ہوں وہ ادائیں اپنائے تاکہ مرد کے دل میں اس کے لیے کشش (Attraction) پیدا ہواور مرد کا دل اس کی طرف مائل ہوجائے اور وہ رجوع کرلے یہ طلاق رجعی کی صورت میں ہے کیونکہ اس میں مرد کو رجوع کرنے کا اختیار باقی ہوتا ہے اور وہ عدت کے دوران جب چاہے رجوع کرسکتا ہے جبکہ مطلقہ بائنہ یا بیوہ کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ زیبائش وآرائش کریں۔

طلاق ثلاثہ مغلظہ یا بیوہ ہونے کی عدت میں عورت کا بناؤسنگھار کرنا

عورت جب طلاق ثلاثہ مغلظہ کی یا عدت وفات گزار رہی ہوتو نکاح ٹوٹنے کے افسوس کے اظہار کی وجہ سے عورت کا زینت اختیار کرنا،زیورات پہننا،ریشمی کپڑے پہننا،خوشبو لگانا اچھے اچھے خوبصورت کپڑے پہننا اور بناؤسنگھار کرنا جائز نہیں ہے۔

عدت کے دوران رہائش اور نان ونفقہ

عدت کے دوران عورت وہیں پر ہی رہائش رکھے گی جہاں وہ پہلے طلاق یا خاوند کی وفات سے قبل رہتی تھی البتہ اگر طلاق کے بعد اس کا خاوند یا اس کے عزیز واقارب وہاں سے نکال دیں تو کسی اور جگہ رہائش رکھ سکتی ہے۔فقہاء کے نزدیک عورت کو زمانہ عدت کے دوران نہیں نکلنا چاہیے بلکہ اسی مکان میں رہنا چاہیے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿لَاتُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ م بُيُوْتِهِنَّ وَلَايَخْرُجْنَ﴾ الطلاق ۶۵:۱

انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ خود نکلیں۔

اس پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ طلاق رجعی کی صورت میں مطلقہ عورت کا نان ونفقہ اور اس کی سکونت کی ذمہ داری شوہر پر ہوگی اور اگر حاملہ عورت ہو اور یہ رجعی طلاق یا قطعی طور پر الگ کردی گئی ہو تو دوران عدت اس کا نان ونفقہ اور اس کی سکونت کی ذمہ داری شوہر کے ذمہ ہوگی جبکہ

marfat.com

اختلاف اس صورت میں ہے کہ اگر عورت حاملہ نہ ہواور اسے قطعی طور پر الگ کر دیا جائے تو اس کی رہائش شوہر کے ذمہ ہے یا کہ اس کا نان ونفقہ شوہر کے ذمہ ہے یا یہ کہ ان دونوں میں کوئی شے بھی شوہر کے ذمے نہیں ہے یا یہ کہ دونوں شوہر کے ذمہ ہیں۔

احناف کے ہاں اس عورت کی رہائش اور نان ونفقہ دونوں شوہر کے ذمہ ہوں گے۔

احادیث صحیحہ سے اس قول کی تائید بھی ہوتی ہے۔حضرت جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا **المطلقة ثلاثا لها السكنىٰ والنفقه** جس عورت کو تین طلاقیں دی گئی ہوں عدت کے دوران اس کا سکنہ اور نفقہ مرد کے ذمہ ہوگا اس سے بھی زیادہ اصح اور اقویٰ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ ارشاد ہے جو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے "**سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول لها السكنىٰ والنفقه**" حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایسی عورت کو سکنیٰ اور نفقہ مہیا کیا جائے گا۔

ضیاء القرآن، ج۵،ص۲۸۳_۲۸۲

﴿اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗ اُخْرٰى﴾

الطلاق ۶:۶۵

انہیں ٹھہراؤ جہاں تم خود سکونت پذیر ہو اپنی حیثیت کے مطابق اور انہیں ضرر نہ پہنچاؤ تا کہ تم انہیں تنگ کرو اور اگر وہ حاملہ ہوں تو ان پر خرچ کرتے رہو یہاں تک کہ وہ بچہ جنیں پھر اگر وہ دودھ پلائیں تمہاری خاطر تو تم انہیں ان کی اجرت دو اور اجرت کے بارے میں آپس میں مشورہ کر لیا کرو دستور کے مطابق اور اگر تم آپس میں طے نہ کر سکو تو اسے کوئی دوسری دودھ پلائے۔

عدت میں گھر سے باہر نکلنا

بیوہ عدت کے دوران اپنی ذاتی اور گھریلو ضروریات کے لیے گھر سے باہر جا سکتی ہے بشرطیکہ اس کی جان، عزت، آبرو اور عصمت محفوظ ہو اور کسی قسم کا خطرہ لاحق نہ ہو حضرت جابر بن

marfat.com

عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

"جابر بن عبدالله رضی الله تعالیٰ عنهما یقول طلقت خالتی فارادت ان تجد نخلها فزجرها رجل ان تخرج فاتت النبی صلی الله علیه وآله وسلم فقال بلی فجدی نخلك فانك عسیٰ ان تصدقی اوتفعلی معروفا"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری خالہ کو طلاق دیدی گئی تھی انھوں نے اپنے باغ کی کھجوروں کو توڑنے کا ارادہ کیا انہیں گھر سے باہر نکلنے پر ایک شخص نے ڈانٹا۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں تم اپنے باغ کی کھجوریں توڑ لو۔ ہوسکتا ہے کہ تم اس میں سے صدقہ دو یا کوئی اور نیکی کرو۔

صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب جواز خروج المعتدۃ البائن والتوفی عنھا زوجھا فی النھار لحاجتھا

دوران عدت مرد کا مزید نکاح کرنا

مطلقہ کی بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی سے نکاح کرنا حرام ہے اور اگر مطلقہ چوتھی بیوی ہو اور باقی تین اس کے نکاح میں ہوں تو مزید مرد کے لیے شادی کرنا حرام ہے جب تک بیوی کی عدت پوری نہ ہو جائے۔

marfat.com

فصل نمبر 3

خلع کا بیان

مفہوم خلع :۔مال کے بدلے میں نکاح کے زائل کرنے کو خلع کہتے ہیں اگر میاں بیوی میں نااتفاقی رہتی ہواور یہ اندیشہ ہو کہ یہ احکام شریعہ کی پابندی نہیں کرسکیں گے تو خلع کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَلَایَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَیْتُمُوْھُنَّ شَیْئًا اِلَّآاَنْ یَّخَافَآاَلَّایُقِیْمَا حُدُوْدَاللّٰہِ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّایُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰہِ فَلَاجُنَاحَ عَلَیْھِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِہٖ﴾.

البقرہ ۲:۲۲۹

تمہارے لیے حلال نہیں ہے کہ جو کچھ تم بیویوں کو دے چکے ہو اس میں سے کچھ بھی واپس لو مگر یہ کہ میاں بیوی کو یہ خوف ہو کہ اللہ کی حدود کو قائم نہیں رکھ سکیں گے، کچھ مضائقہ نہیں اگر عورت کچھ معاوضہ دے کر عقد نکاح سے آزاد ہو جائے۔

طلاق کو مرد کے اختیار میں دینے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وقوع طلاق میں عورت کا بالکل دخل نہیں ہے عورت کو خلع کا اختیار دیا گیا ہے اگر عورت کو مرد کی شکل وصورت پسند نہ ہو یا کسی اور طبعی نامناسبت کی وجہ سے وہ مرد کو ناپسند کرتی ہو تو وہ اپنا مہر چھوڑ کر یا کچھ اور دے کر شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرسکتی ہے۔

علامہ ابوالحسن احمد بن محمد قدوری میں لکھتے ہیں کہ:

”اذاتشاقاالزوجان وخافاان لایقیماحدوداللہ فلاباس بان تفتدی نفسھا منہ بمال یخلعھا“

جب زوجین میں ناچاقی ہو جائے اور اندیشہ ہو کہ اللہ کی حدود کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو کوئی حرج نہیں کہ عورت اپنی جان کے عوض کچھ مال دے کر خلع لے لے۔

قدوری شریف، جلد دوم، باب الرجعۃ، کتاب الخلع

اسلام نے جس طرح مرد کو یہ حق دیا ہے کہ جس عورت کو وہ ناپسند کرتا ہے اور جس کے ساتھ اس کی

marfat.com

ازدواجی زندگی بسر نہیں ہوسکتی اسے طلاق دے دے۔اسی طرح عورت کو بھی اسلام نے یہ حق دیا ہے کہ جس مرد کو وہ ناپسند کرتی ہے اور جس کے ساتھ اس کی گزر بسر نہیں ہوسکتی،اس سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے لیے خلع کرلے۔خلع میں شریعت کے دو پہلو ہیں ایک اخلاقی اور دوسرا قانونی ہے۔اخلاقی پہلو یہ ہے کہ خواہ مرد یا عورت ہر ایک کو طلاق یا خلع کا اختیار صرف ایک آخری چارہ کار کے طور پر استعمال کرنا چاہیے نہ یہ کہ محض خواہشات کی تسکین کے لیے طلاق اور خلع کو کھیل بنا لیا جائے۔

لیکن قانون جس کا کام اشخاص کے حقوق متعین کرنا ہے اس پہلو سے بحث نہیں کرتا، وہ جس طرح مرد کو شوہر ہونے کی حیثیت سے طلاق کا حق دیتا ہے اسی طرح عورت کو بھی بیوی ہونے کی حیثیت سے خلع کا حق دیتا ہے تاکہ دونوں کے لیے بوقت ضرورت عقد نکاح سے آزادی حاصل کرنا ممکن ہو،اور کوئی فریق بھی ایسی حالت میں مبتلا نہ کردیا جائے کہ دل میں نفرت ہے مقاصد نکاح پورے نہیں ہوتے،رشتہ ازدواج ایک مصیبت بن گیا ہے مگر جبراً ایک دوسرے کے ساتھ محض اس لیے بندھے ہوئے ہیں کہ اس گرفت سے آزاد ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے۔

اسلام نے عورت کو خلع کا حق دینے کے ساتھ ساتھ چند پابندیاں بھی عائد کردی ہیں تاکہ عورت اس حق کو سوچ سمجھ کر استعمال کرے۔قرآن مجید نے ان پابندیوں کو بڑی حکمت و دانائی کے ساتھ اس مختصر آیت مبارکہ میں بیان فرمادیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ﴾

البقرة۲:۲۲۹

تمہارے لیے حلال نہیں ہے کہ جو کچھ تم بیویوں کو دے چکے ہو اس میں سے کچھ بھی واپس لو مگر یہ کہ میاں بیوی کو یہ خوف ہو کہ اللہ کی حدود کو قائم نہیں رکھ سکیں گے،کچھ مضائقہ نہیں اگر عورت کچھ معاوضہ دے کر عقد نکاح سے آزاد ہوجائے۔

خلع ایسی حالت میں ہونا چاہیے جب کہ حدود اللہ کے ٹوٹ جانے کا خوف ہو۔ ''فلاجناح علیھا'' کے الفاظ اس چیز پر دلالت کرتے ہیں کہ اگرچہ خلع ایک بری چیز ہے جس طرح کہ طلاق بری چیز ہے لیکن جب یہ خوف ہو کہ خلع نہ لینے کی صورت میں حدود اللہ ٹوٹ

marfat.com

جائیں گی، برائی میں پڑنے کا خطرہ ہو، شوہر کی نافرمانی ہونے کا خطرہ ہواور یہ کہ ازدواجی زندگی راحت وسکون کی بجائے عذاب بن جائے تو ایسی صورت میں خلع لینے میں کوئی برائی نہیں ہے۔

جب عورت عقد نکاح سے آزاد ہونا چاہے تو وہ بھی اسی طرح مال کی قربانی گوارا کرے گی جس طرح مرد کو اپنی خواہش سے طلاق دینے کی صورت میں گوارا کرنا پڑتی ہے۔ مرد اگر خود طلاق دے تو وہ اس مال سے کچھ بھی واپس نہیں لے سکتا جو اس نے عورت کو دیا تھا، اور اگر عورت جدائی کی خواہش کرے تو وہ اس مال کا ایک حصہ یا پورا مال واپس کر کے جدا ہو سکتی ہے جو اس نے شوہر سے لیا تھا۔

افتداء یعنی معاوضہ دے کر رہائی حاصل کرنا محض فدیہ دینے والی کی خواہش کافی نہیں ہے بلکہ یہ معاملہ مکمل اس وقت ہوگا جبکہ فدیہ لینے والا بھی راضی ہو۔ مقصد یہ ہے کہ عورت محض ایک مقدار مال پیش کر کے شوہر سے علیحدہ نہیں ہو سکتی بلکہ علیحدگی کے لیے ضروری ہے کہ جو مال وہ پیش کر رہی ہے اس کو شوہر قبول کر کے طلاق دے۔

خلع کے لیے یہی کافی ہے کہ عورت اپنا پورا مہر یا اس کا ایک حصہ پیش کر کے علیحدگی کا مطالبہ کرے اور مرد اس کو قبول کر کے طلاق دے دے۔ **"فلاجناح علیھما فیمااافتدت بہ"** کے الفاظ اس چیز پر دلالت کرتے ہیں کہ خلع کا فعل طرفین کی رضامندی سے مکمل ہوتا ہے اس سے ان ذہنوں کی تردید ہوتی ہے جو خلع کے لیے عدالتی فیصلے کو شرط قرار دیتے ہیں جو معاملہ گھر کے اندر طے ہو سکتا ہے اسلام اسے عدالت میں لے جانے کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔

اگر عورت فدیہ پیش کرے اور مرد اسے قبول نہ کرے تو اس صورت میں عورت کو عدالت میں رجوع کرنے کا حق ہے جیسا کہ آیت مبارکہ میں **"فان خفتم الا یقیما حدود اللہ"** کے الفاظ سے صاف ظاہر ہے۔ اس آیت میں **خفتم** کا خطاب ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے اولی الامر ہی کی طرف ہے چونکہ اولی الامر کا اولین فرض حدود اللہ کے ٹوٹنے کا خوف متحقق ہو جائے تو عورت کو اس کا وہ حق دلوادیں جو انہی حدود کے تحفظ کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس کو عطا کیا ہے۔

marfat.com

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور مبارک کا خلع کا مشہور واقعہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے اس پورے واقعہ کی تفصیل مختلف احادیث مبارکہ کو جمع کرنے سے ملتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو بیویوں نے ان سے خلع حاصل کیا تھا ایک بیوی جمیلہ بنت ابی بن سلول (بعض نے زینب بنت عبداللہ بن ابی کہا) کا قصہ یہ ہے کہ انہیں حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل وصورت ناپسند تھی انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس خلع کی درخواست کی اور ان الفاظ میں اپنی شکایت بیان کی۔ "**یارسول اللہ لایجمع راسی وراسہ شیئی ابد اانی رفعت جانب الخباء فرایتہ اقبل فی عدۃ فاذا ھو اشد ھم سواد واقصرھم قامۃ واقبحھم وجھا**" یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے اور اس کے سر کو کوئی چیز کبھی جمع نہیں کر سکتی، میں نے اپنا گھونگھٹ جو اٹھایا تو وہ سامنے سے چند آدمیوں کے ساتھ آرہا تھا میں نے دیکھا وہ ان سب سے زیادہ کالا اور سب سے زیادہ پست قد اور سب سے زیادہ بدشکل تھا۔ "**واللہ ماکرھت منہ دینا ولاخلقاالا انی کرھت دمامتہ**" خدا کی قسم میں دین یا اخلاق کی کسی خرابی کے سبب اس کو ناپسند نہیں کرتی بلکہ مجھے اس کی بدصورتی ناپسند ہے۔ "**واللہ لو لامخافۃاللہ اذادخل علی بصقت فی وجھہ**" خدا کی قسم اگر خدا کا خوف نہ ہوتا تو جب وہ میرے پاس آیا تھا۔ اس وقت میں اس کے منہ پر تھوک دیتی۔ "**یارسول اللہ بی من الجمال ماتری وثابت رجل دمیم**" یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جیسی خوبصورت ہوں آپ دیکھتے ہیں اور ثابت ایک بدصورت شخص ہے۔ "**وماعتب علیہ فی خلق ولادین ولکنی اکرہ الکفرفی الاسلام**" میں اس کے دین اور اخلاق پر کوئی حرف نہیں رکھتی، مگر مجھے اسلام میں کفر کا خوف ہے (اسلام میں کفر کے خوف سے مراد یہ ہے کہ کراہت ونفرت کے باوجود اگر میں اس کے ساتھ رہی تو مجھے اندیشہ ہے کہ میں ان احکام کی پابند نہ رہ سکوں گی جو شوہر کی اطاعت اور اس کی وفاداری اور عصمت وعفت کے تحفظ کے لیے اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیے ہیں)۔

marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ شکایت سنی اور فرمایا کہ **"اتردین علیه حدیقته التی اعطاک؟"** جو باغ اس نے تجھ کو دیا تھا تو اسے واپس کر دے گی؟۔ انھوں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، بلکہ اگر وہ زیادہ چاہے تو زیادہ بھی دوں گی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ **"اما الزیادة فلا ولکن حدیقته"** زیادہ تو نہیں مگر تو اس کا باغ واپس کر دے۔ پھر حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ **"اقبل الحدیقة وطلقها تطلیقة"** باغ قبول کر لے اور اس کو ایک طلاق دے دے۔

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک بیوی حبیبہ بنت سہل الانصاریہ تھیں جن کا واقعہ امام مالکؒ اور ابوداؤدؒ نے اس طرح نقل کیا ہے کہ ایک روز صبح سویرے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مکان سے باہر نکلے تو حبیبہ کو کھڑا پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا معاملہ ہے؟ انھوں نے عرض کیا **"لا انا ولا ثابت بن قیس"** میری اور ثابت کی نبھ نہیں سکتی۔ جب حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ حبیبہ بنت سہل ہے، اس نے بیان کیا جو کچھ اللہ نے چاہا کہ بیان کرے، حبیبہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ جو کچھ ثابت نے مجھے دیا ہے وہ سب میرے پاس ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثابت کو حکم دیا کہ وہ لے لے اور اسے چھوڑ دے۔

موطا امام مالک بحوالہ حقوق زوجین ص ۷۰، ۷۱

خلع کا حکم طلاق بائن کا ہے

خلع کا حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصریح کے مطابق ایک طلاق بائن کا ہے یعنی اس کے بعد زمانہ عدت میں شوہر کو رجوع کا حق نہیں ہوگا کیونکہ حق رجوع باقی رہنے سے خلع کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے نیز چونکہ عورت نے جو مال اس کو دیا ہے وہ عقد نکاح سے اپنی رہائی کے معاوضہ میں دیا ہے اگر شوہر معاوضہ لے لے اور اس کو رہائی نہ دے تو یہ فریب اور دغا ہوگا جس کو شریعت جائز نہیں رکھ سکتی ہاں عورت اگر دوبارہ اس سے نکاح کرنا چاہے تو کر سکتی ہے کیونکہ یہ طلاق مغلظہ نہیں ہے جس کے بعد دوبارہ نکاح کرنے کے لیے تحلیل شرط ہو۔

حقوق زوجین، ص ۷۰، ۷۱

marfat.com

باب پنجم

مباشرت کے احکام

فصل اول سہاگ رات

فصل دوم آداب مباشرت

فصل سوم حیض، نفاس اور استحاضہ

marfat.com

فصل نمبر 1

سہاگ رات

سہاگ رات کو شب عروسی اور شب زفاف کا نام بھی دیا جاتا ہے سہاگ رات میں جب ایک مرد اور ایک عورت خاوند اور بیوی کے روپ میں زندگی میں پہلی بار ایک دوسرے کے آمنے سامنے آتے ہیں تو سماج اور مذہب انہیں ہر طرح کی جنسی آزادی دے دیتا ہے یہ رات رنگین خوابوں کی تعبیر کے رنگین لمحات ہوتے ہیں لیکن اس کے ساتھ یہ کسوٹی کے مشکل لمحے بھی ہوتے ہیں عورت کے لیے مرد بھی اور مرد کے لیے عورت بھی، کیونکہ مستقبل کی جنسی اور ازدواجی زندگی اس امتحان کی کامیابی پر منحصر ہوتی ہے اس کے برعکس کوئی معمولی سی غلطی یا غلط فہمی ساری زندگی کی خوشیاں چھین لیتی ہے۔

جنسیات مکمل طور پر ایک ذاتی موضوع ہے اسے کسی طرح کے اصولوں اور پابندیوں میں قید نہیں کیا جا سکتا کوئی مرد یا عورت کب اور کس طرح جنسی ملاپ کرتے ہیں یہ ان کی ذاتی خواہش، دلچسپی، ضرورت اور حالات پر منحصر ہے سہاگ رات ہر جوڑا اپنی خواہش، مرضی اور حالات کے مطابق شریعت کے تابع رہتے ہوئے جس طرح چاہے منا سکتا ہے۔

حسن سلوک

اسلام اہل خانہ کے ساتھ حسن اخلاق کے ساتھ پیش آنے کا حکم دیتا ہے۔ اسلام کے نزدیک کامل ترین ایمان والا وہ شخص ہے جو بہترین اخلاق کا مالک ہے اور اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آتا ہے۔ زندگی میں پہلی بار جب دو انسان میاں اور بیوی کے روپ میں ملتے ہیں اور جب دولہا دلہن کو اس کے والدین اور بھائی بہنوں سے جدا کر کے اپنے گھر لاتا ہے تو دولہا کی شرعی اور اسلامی ذمہ داری کے علاوہ یہ اخلاقی ذمہ داری بھی بنتی ہے کہ وہ دلہن کے ساتھ حسن سلوک اور حسن اخلاق کے ساتھ پیش آئے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت تاکید فرمائی ہے کہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ نرمی اور حسن اخلاق کے ساتھ پیش آیا کرو۔ احادیث مبارکہ

marfat.com

میں ہے کہ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''مومنوں میں کامل ترین ایمان والے وہ لوگ ہیں جو بہترین اخلاق کے مالک ہیں اور اپنے اہل وعیال کے ساتھ انتہائی نرم ہیں۔

ترمذی، کتاب الایمان عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب ماجاء اکمال الایمان وزیادتہ ونقصانہ

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ شَیْءٍ اَثْقَلُ فِی الْمِیْزَانِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ

ابوداود، کتاب الادب، باب فی حسن الخلق

''حسن اخلاق سے بڑھ کر میزان میں بھاری چیز کوئی نہیں ہوگی۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّمَا یُحَرَّمُ عَلَی النَّارِ کُلُّ ھَیِّنٍ لَیِّنٍ قَرِیْبٍ سَھْلٍ

ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع عن الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

''بے شک اس شخص پر آگ حرام کردی گئی جو نرم خو، خوش اخلاق اور (نیک مجالس میں) لوگوں کے قریب ہے۔''

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تَبَسُّمُكَ فِی وَجْهِ اَخِیْكَ لَكَ صَدَقَةٌ

ترمذی، کتاب البر والصلۃ عن الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب ماجاء فی صنائع المعروف

تمہارا اپنے مسلمان بھائی کے لئے مسکرانا بھی صدقہ ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہ یُحِبُّ الرِّفْقَ فِی الْاَمْرِ کُلِّہٖ

بخاری، کتاب الادب، باب الرفق فی الامر کلہ

''یقیناً اللہ تعالیٰ ہر ایک معاملے میں نرمی برتنے کو پسند کرتا ہے۔''

marfat.com

حضرت جریر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ يُحْرَمِ الرِّفْقَ يُحْرَمِ الْخَيْرَ

مسلم، کتاب البر والصلہ والادب، باب فضل الرفق

''جو نرمی سے محروم ہوا وہ تمام بھلائیوں سے محروم رہ گیا۔''

لہٰذا ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ بیوی کے ساتھ ہمیشہ نرمی سے پیش آنا چاہئے اور حسن سلوک کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔

حجلہ عروسی

حجلہ عروسی سے مراد وہ کمرہ ہے جہاں دولہا دلہن شب عروسی گزارتے ہیں اور زوجین کی صورت میں پہلی ملاقات (First Meeting) کرتے ہیں۔اسی وجہ سے حجلہ عروسی بڑی اہمیت کا حامل ہے۔زوجین کی First Meeting بڑی اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔اس کو کامیاب بنانے کے لئے ضروری ہے کہ حجلہ عروسی کی طرف توجہ دی جائے۔

سہاگ رات دلہن کے پاس جانے کا طریقہ

مفتی عبدالقیوم خاں ہزاروی منہاج الفتاوٰی میں لکھتے ہیں:۔

''سہاگ رات دولہا ،دلہن کے پاس جا کر سلام کرے ،دلہن دولہے کے سلام کا جواب دے اور اگر سلام میں دلہن پہل کر جائے تو دولہا سلام کا جواب دے اس کے بعد آرام سے بیٹھیں اور پھر پیار و محبت ،الفت و چاہت اور ہمدردی سے نرم لہجہ میں حال واحوال دریافت کریں اگر دلہن کو ذہنی یا جسمانی تکلیف ہو،عزیزوں سے جدائی کا صدمہ ہو،طبیعت پر خوف کے اثرات نمایاں ہوں اور پریشان ہو تو اس کے ساتھ تسکین و تشفی کی باتیں کریں۔فوراً ہمبستری کی کوشش مت کریں جب دلہن کے ذہن سے بوجھ ہلکا ہو جائے اور اس کی اجنبیت دور ہو جائے اور آپ اپنی پیار و محبت اور الفت و چاہت بھری گفتگو سے اسے اپنی طرف مانوس و مائل کر لیں تو ہلکے پھلکے انداز میں اس سے پیار کریں،بوس و کنار کریں اور لمس کریں تا کہ طبیعتیں ایک دوسرے کی طرف مائل ہوں اور پھر..... بسا اوقات ایسے مواقع پر فریقین سے حماقتیں سرزد ہوتی ہیں جن کے دوررس منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں سوچیں کہ آنے والی اپنے بہن بھائیوں، ماں

marfat.com

باپ اور جنم گھر اور سالہا سال سے مانوس ومحبوب گھریلو ماحول سے یک لخت کٹ کر آرہی ہے اس کے ذہن پر عزیزوں کی جدائی، ماحول کی اجنبیت اور مستقبل کے بارے میں مختلف قسم کے خطرات وخدشات ہیں اگر وہ اس پریشان ماحول میں، اجنبیت محسوس کر۔۔۔، وحشت زدہ ہو، کم سن ہو تو تمہیں اس کی نفسیاتی الجھن پر نظر رکھتے ہوئے اس کو تسکین واطمینان دلانا چاہیے۔ وہ عورت ذات ہے آپ مرد ہیں مرد کو اپنے حوصلے اور تدبیر سے کام لے کر اپنی بڑائی کا ثبوت دینا چاہیے اگر مرد بھی گم صم بیٹھا رہا کھچا کھچا رہا اور خیالات پراگندہ کرنے لگا تو دونوں کا خدا ہی حافظ ہے۔"

منہاج الفتاوی، ج ۳، ص ۳۷۹

دولہا کو دلہن کی ذہنی کیفیت، نفسیات، سوچ، رویے، چہرے کے اثرات اور موجودہ صورت حال (Present Situation) کو دیکھ کر اس کے مطابق اندازِ گفتگو اور رویہ اپنانا چاہیے کیونکہ ہر عورت ایک الگ ذہن رکھتی ہے ہر عورت کی سوچ، نفسیات اور محسوسات (Feelings) الگ الگ ہوتی ہیں بعض خواتین ایسی صورت حال میں بہت زیادہ پریشان اور خوف زدہ ہوتی ہیں جبکہ انہیں سابقہ گھر اور والدین کی جدائی کا اتنا احساس نہیں ہوتا، جبکہ بعض خواتین کو یہ احساس ہوتا ہے لیکن شادی کا ان کے ذہن پر کوئی بوجھ نہیں ہوتا بعض خواتین شوہر سے پہلی ملاقات کی وجہ سے شرماتی اور جھجکتی رہتی ہیں غرض یہ کہ دولہا دلہن کی کیفیت کو بھانپ کر اس کے مطابق رویہ اختیار کرے۔

پیار ومحبت اور نرمی کا رویہ

دولہا کو شب عروسی میں دلہن کے ساتھ بڑے پیار ومحبت اور نرم مزاجی کا رویہ اپنانا چاہیے اور جنسی تسکین کے لیے جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے جنسی عمل سے پہلے دولہا دلہن کے ساتھ پیار ومحبت کی میٹھی میٹھی باتیں کرے اس کے ساتھ پیار کرے اپنی محبت کا اظہار کرے۔ شب عروسی میں دلہن کے ساتھ بہت نرمی کا برتاؤ کرنا چاہیے اسے پیار بھری باتوں سے مسحور کرنا چاہیے اور محبت سے لبریز بوسوں کے ساتھ ساتھ اس کے جسم کے حساس حصوں کو بہت نرمی سے سہلانا چاہیے بعض مرد شب عروسی میں ہی تشدد پر اتر آتے ہیں وہ بیوی کو حکم دیتے ہیں کہ فوراً کپڑے اتارو اگر وہ مزاحمت کرے تو زبردستی اس کے کپڑے اتارنے لگتے ہیں اس قسم کی

marfat.com

وحشیانہ حرکتوں سے عورت کے جذبات مجروح ہوتے ہیں عورت کے دل میں مرد کے لیے نفرت پیدا ہو جاتی ہے اس لیے ضروری ہے کہ مرد آہستہ آہستہ (Step by step) پیار و محبت کے ساتھ یہ فعل سرانجام دے اور ساتھ ساتھ عورت کو بھی ذہنی اور جسمانی طور پر تیار کرتا رہے اور جنسی عمل میں قطعاً جلد بازی سے کام نہ لے کیونکہ کنواری لڑکی کو بہت خوف سا ہوتا ہے ایک مرد کو اپنے سامنے عریاں دیکھ کر عورت بہت گھبرا جاتی ہے اور سخت پریشان ہوتی ہے۔ مرد کو یہ یاد رکھنا چاہیے اس کا کام عورت کو ایک بالکل نئے تجربے کے لیے تیار کرنا ہے اس لیے مرد کو آہستہ آہستہ ایک ایک کر کے (Step By Step) قدم اٹھانا چاہیے مرد یہ چاہتا ہے کہ اس کی بیوی کو کسی نے ہاتھ تک نہ لگایا ہو اس کے باوجود یہ توقع بھی رکھتا ہے کہ عورت جنسی معاملات میں تجربہ کار ہو اگر عورت کنواری ہو گی تو جنسی معاملات میں یقیناً ناتجربہ کار ہو گی اور اس معاملے میں شرم و جھجک سے کام لے گی عورت کی اس شرم و جھجک کو پیار و محبت سے دور کرنا اب مرد کی ذمہ داری ہے۔

احساسِ اپنائیت

سہاگ رات خاوند کے لیے جو پہلا کام ہے وہ دلہن کی اجنبیت کو دور کرنا ہے اور دلہن کو یہ احساس دلانا ہے کہ جس گھر میں وہ دلہن بن کر آئی ہے اب یہ گھر اس کا ہے اور اس گھر کے تمام افراد اس کے فیملی ممبر ہیں آج سے اس کی زندگی کے ایک نئے دور کا آغاز ہو رہا ہے جس میں اس نے والدین کو چھوڑ کر خاوند کے ساتھ رہنا ہے اسے والدین کی جدائی برداشت کرنا ہو گی۔ دولہا دلہن کو یہ باور کرانے کی کوشش کرے کہ رشتہ ازدواج کے ذریعے اس کو خاوند کی صورت میں ایک ایسا ہمسفر زندگی اور جیون ساتھی مل گیا ہے جو اسے کسی بھی موڑ پر اکیلا نہیں چھوڑے گا، اور اس کے ہر دکھ درد اور مصائب و آلام اور خوشی و غمی میں شریک ہو گا۔

دولہا کا دلہن کے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا کرنا

دولہا اور دلہن جب ملاقات کریں تو آنے والی زندگی کو بابرکت بنانے کے لیے کچھ آداب کا خیال رکھنا ضروری ہے دولہا کو اپنا ہاتھ دلہن کے سر پر رکھ کر اللہ تعالیٰ کا نام لینا چاہیے اور

marfat.com

دلہن کے لیے برکت کی دعا کرنی چاہیے تا کہ ان کی ازدواجی زندگی میں برکت آئے اور سکون وچین سے زندگی گزار سکیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت سے شادی کرے تو اسے چاہیے کہ اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر اللہ تعالیٰ کا نام لے اور برکت کی دعا کرے اور یوں کہے:

''اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ خَیْرِھَا وَخَیْرِمَا جَبِلَّتِھَا عَلَیْهِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّھَا وَمِنْ شَرِّ مَاجَبِلَّتِھَاعَلَیْهِ''

ابوداؤد، کتاب النکاح، باب فی جامع النکاح

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس کی بھلائی کا اور وہ بھلائی جو اس کے اندر پیدا کی گئی اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس کے شر سے اور اس چیز کی برائی سے جو اس کے ساتھ پیدا کی گئی ہے۔

نفل نماز پڑھنا

سہاگ رات دولہا اور دلہن دونوں مل کر دو رکعت نماز نفل پڑھیں اس کے بعد دوسرے مشاغل میں مصروف ہوں۔ نماز پڑھنے سے پہلے اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ دلہن کے ناخنوں پر نیل پالش نہ ہو کیونکہ اگر نیل پالش لگی ہوئی ہو تو اس سے وضو نہیں ہوتا اور وضو کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

تواضع ودلداری

سہاگ رات کو شوہر دلہن کے ساتھ نرمی اور دلداری کا رویہ اختیار کرے اور اس کی تواضع کے لیے دودھ، سویٹ ڈش یا کوئی مشروب وغیرہ پیش کرے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ پہلی ملاقات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طریقے پر عمل فرمایا تھا۔

حضرت اسماء بنت یزید بن السکن سے روایت ہے کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بناؤ سنگھار کیا پھر انہیں خدمت اقدس میں لے کر حاضر ہوئی اور آپ کو ان کی دید کی دعوت دی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

marfat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے ، پھر آپ کی خدمت میں دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے گھونٹ گھونٹ پیا پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف پیالہ بڑھا دیا، انھوں نے سر جھکا لیا اور شرما گئیں۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے حضرت عائشہ کو سرزنش کی اور کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ سے پیالہ لے لو، کہتی ہیں تب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پیالہ لے لیا۔ **﴿مسند احمد﴾**

تحفہ (Gift) دینا

سہاگ رات بیوی کو تحفہ (Gift) دینا پیار و محبت کی نشانی ہے اس سے میاں بیوی میں ایک دوسرے کے لیے انس ، محبت ، الفت ، چاہت ، پیار اور رغبت میں اضافہ ہوتا ہے اس لیے ضروری ہے کہ شوہر بیوی کو اپنی حیثیت کے مطابق تحفہ دے اس سے بیوی کے دل میں شوہر کے لیے اور زیادہ عزت اور الفت پیدا ہوگی اور بیوی کو یہ احساس پیدا ہوگا کہ اس کے خاوند کے دل میں اس کے لیے کتنی چاہت و محبت ہے یہ ضروری نہیں کہ آدمی مہنگے سے مہنگا تحفہ دے بلکہ تحفہ دینے کا مقصد اپنی طرف سے پیار و محبت کا اظہار ہے اور یہ تحفہ انگوٹھی (Ring)، لاکٹ (Loket) اور گھڑی (Wrist Watch) وغیرہ کی صورت میں ہو سکتا ہے۔

مباشرت سے قبل ملاعبت

جب مرد نماز ، دعا ، گفتگو اور ہنسی مذاق وغیرہ سے فارغ ہو جائے اور مباشرت کا ارادہ کرے تو مباشرت سے قبل عورت کو بھی جماع کے لیے جسمانی اور ذہنی طور پر تیار کرے۔ عورت کے جسم کے بعض اعضاء ایسے ہیں جن کو چومنے ، چوسنے ، گدگدانے ، مسلنے ، چھونے اور ہاتھ لگانے سے عورت ایک خاص قسم کی لذت محسوس کرتی ہے اور اس میں جنسی تحریک پیدا ہوتی ہے اس لیے ضروری ہے کہ مرد عورت کے ساتھ جنسی چھیڑ چھاڑ کرے ، بیوی کے ساتھ بوس و کنار کرے ، اس کے حساس اعضاء کو چھوئے اور اس کے ساتھ بغل گیر ہوتا کہ اس کی شہوت ابھر آئے اور اسے بھی جماع سے وہ لذت حاصل ہو جو مرد کو حاصل ہوتی ہے۔

مباشرت سے قبل عورت کے ساتھ جنسی کھیل کھیلنے کی وجہ سے عورت کے عضو خاص

marfat.com

میں رطوبت اور چکناہٹ پیدا ہوجاتی ہے جس کی وجہ سے عورت کودخول کے وقت تکلیف نہیں ہوتی اور یہ رطوبت اور چکناہٹ مرد کے لیے بھی آسانی پیدا کردیتی ہے مرد کو بیوی کا ساتھ دینا چاہیے اور اس کی جنسی تسکین کا بھی خیال رکھنا چاہیے جب تک عورت کا انزال نہ ہو اس کو اپنا عضو خاص فرج میں ہی رکھنا چاہیے تا کہ عورت کو بھی مکمل جنسی تسکین حاصل ہو۔ مرد کی طرف سے مباشرت میں ٹھہراؤ کے علاوہ اس کے بعد اپنی بیوی سے مرد کو محبت کے دوسرے طریقوں کے ذریعے بھی مکمل جنسی تسکین کا سامان کرنا چاہیے مباشرت کے بعد کے مطلوبہ طریقے میں محبت کے عمل کو اچانک ختم کردینا مناسب نہیں ہے مجامعت کے عمل کے بعد مرد کا جنسی تناؤ بہت جلد ختم ہوجاتا ہے جب کہ عورت کی یہ کیفیت نسبتاً دیر میں زائل ہوتی ہے اس لئے مجامعت کے فوراً بعد مرد کو مکمل طور پر لاتعلق نہیں ہوجانا چاہیے ایسا کرنے سے اس کی شریک حیات کا جنسی تناؤ پوری طرح تسکین حاصل کرنے سے قاصر رہ جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کے تحت الشعور میں جنسی عمل سے ایک طرح کی نفرت پیدا ہوسکتی ہے جو بعد میں ازدواجی زندگی کی عدم ہم آہنگی کی صورت اختیار کرسکتی ہے۔

صحبت کی دعا

مباشرت کرنے سے پہلے یہ دعا کرنی چاہیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس آئے تو یہ دعا پڑھے:۔

"بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَارَزَقْتَنَا"

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، اے اللہ! ہمیں شیطان سے محفوظ فرما اور جو اولاد ہمیں دے، شیطان کو اس سے دور رکھ۔

صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب ما یستحب ان یقولہ عند الجماع

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ دعا پڑھ لینے کے بعد اگر اللہ تعالیٰ انہیں اولاد سے نوازے گا تو شیطان وغیرہ انہیں کبھی نقصان نہیں پہنچا ئیں گے۔

عورت پر رعب جمانا

marfat.com

عورت پر رعب جمانا

اکثر مرد عورت پر بے جا رعب اور پریشر ڈالتے ہیں عورت کے ساتھ بہت سخت رویہ اختیار کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے سن رکھا ہوتا ہے کہ اگر عورت پر شب عروسی میں رعب پڑ جائے تو وہ ساری زندگی قائم رہتا ہے۔اس مقصد کے حصول کے لیے وہ دلہن کے ساتھ بڑا کرخت رویہ اختیار کرتے ہیں سخت لہجے میں بات چیت کرتے ہیں دلہن کے ساتھ اس طرح پیش آتے ہیں جس طرح آقا کے قدموں میں کوئی باندی ہو اور یہ کہ دلہن جیسا کہ اس کی غلام ہے اور بعض مرد تو دلہن کو پہلی رات ہی اپنی عادتوں اور فطرت کے بارے میں بتانا شروع کر دیتے ہیں اور مختلف طرح کی نصیحتیں کرنے لگتے ہیں بجائے اس کے کہ وہ دلہن کی دل جوئی کریں اور اس کے ساتھ پیار و محبت کی باتیں کریں۔اس سے عورت میں کئی ذہنی پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں پہلی رات سے ہی ازدواجی زندگی کی بنیادوں میں شگاف پڑ جاتا ہے اس رات بڑا سوچ سمجھ کے قدم اٹھانا چاہیے کیونکہ شب عروسی میں دو ایسے افراد کا ملاپ ہوتا ہے جن کی اپنی الگ الگ شخصیت ہوتی ہے ان کا خاندان اور سماجی پس منظر بھی مختلف ہو سکتا ہے زندگی کے بارے میں ان کے تصورات بھی مختلف ہوتے ہیں اس لیے دولہا کو چاہیے کہ وہ بے جا رعب ڈالنے کی بجائے دلہن پر اپنی شخصیت ظاہر کرے اور اسے اپنے حسن سلوک اور اپنی اعلیٰ ظرفی اور اپنی بصیرت سے متاثر کرے ،دلہن کو اپنی بصیرت ،حکمت و دانائی، پیار اور چاہت بھری گفتگو کے سحر سے اپنا گرویدہ بنائے اور اس طرح جو دلہن کے دل میں ادب و احترام اور عزت و مقام اس کے لیے پیدا ہوگا یہ ساری زندگی ختم نہیں ہوگا۔اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ پہلی رات میں عورت کے ذہن اور دل و دماغ میں مرد کے مقام و مرتبہ اور اس کی شخصیت کے بارے میں جو تصور بن جاتا ہے اور جو تاثرات وہ قائم کر لیتی ہے وہ ساری زندگی قائم رہتے ہیں لیکن مرد عورت کے ذہن اور اس کے دل و دماغ پر مثبت طریقے سے اپنا رعب جمائے اور اپنی شخصیت کو نمایاں کرے سختی کی بجائے پیار و محبت کا طریقہ اختیار کرے تا کہ عورت خوف اور ڈر کی وجہ سے نہیں بلکہ دل سے شوہر کی عزت و اطاعت کرے کیونکہ خوف و ڈر کی بجائے پیار و محبت اور الفت و چاہت سے قائم ہونے والا رشتہ کبھی نہ ٹوٹنے والا بندھن بن جاتا ہے۔

marfat.com

پردہ بکارت(Hymen)

یہ عورت کے عضو مخصوصہ کے اندراوپر کی طرف ایک جھلی نما پتلا سا پردہ ہوتا ہے یہ جھلی پھٹنے کے بعد سمٹ سی جاتی ہے اکثر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ پردہ بکارت صرف جماع کرنے سے ہی پھٹتا ہے اور یہ کہ پہلی مباشرت کے وقت پردہ بکارت کا ہونا لازمی ہے اور جس کنواری عورت کا پردہ بکارت ہو اس کا مطلب ہے کہ یہ عورت نیک سیرت ہے اور اس نے شادی سے پہلے کسی کے ساتھ ملاپ نہیں کیا اور جس عورت کا پردہ بکارت پھٹا ہوا ہو اس کا مطلب ہے کہ یہ عورت بدچلن ہے اور شادی سے پہلے کسی کے ساتھ جماع کر چکی ہے اگر خدانخواستہ یہ مرحلہ ان کے اس قائم کردہ نظریہ کے مطابق نہ ہو تو اس کے سنگین نتائج سامنے آتے ہیں۔

یہ نظریہ اور سوچ بالکل غلط ہے کہ شب عروسی کو ''پردہ بکارت'' پھٹنا چاہیے اور یہ کہ ''کنوارہ پن'' کی علامت ''پردہ بکارت'' ہی ہے۔ سائنس اس بات کا اعتراف کر چکی ہے کہ کنوارہ پن کی علامت پردہ بکارت نہیں ہے پردہ بکارت شادی سے پہلے مباشرت کے بغیر بھی کھیل کود اور اچھلنے وغیرہ سے بھی پھٹ سکتا ہے۔ پردہ بکارت معمولی سی وجہ یا خود بخود بھی پھٹ سکتا ہے اور اگر شادی سے پہلے نہ پھٹا ہوا ہو تو شب عروسی میں پہلی مباشرت کے وقت بھی پھٹ سکتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ شب عروسی میں نہ پھٹے، دو تین دن بعد پھٹے یا پھر آپریشن کے ذریعے پھاڑنا پڑے۔

شب عروسی میں اگر پہلی مرتبہ زور لگانے سے پردہ بکارت نہ پھٹے تو اس مقصد کے لیے بار بار زور نہیں لگانا چاہیے اس کام کو اگلی رات تک ملتوی کر دینا چاہیے اگر اگلی رات میں بھی کام نہ ہو تو اس سے اگلی رات کے لیے چھوڑ دینا چاہیے۔ پردہ بکارت کو ختم کرنے کے لیے ایک ہی مرتبہ بار بار کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ بار بار کوشش کرنے سے عورت خوف زدہ ہو جائے گی اور وہ جنسی ملاپ سے گھبرانے لگے گی اس سے ازدواجی زندگی متاثر ہوگی اور اس پر برا اثر پڑے گا اگر چند دنوں میں پردہ بکارت ختم نہ ہو تو کسی ماہر لیڈی ڈاکٹر سے رابطہ کرنا چاہیے اور آپریشن کے ذریعے اسے ختم کرا دینا چاہیے۔

مرد فطری طور پر اسے شب عروسی میں ختم کرنے کے لیے پر جوش اور متجسس ہوتا ہے

marfat.com

پردہ بکارت کوختم کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے اوراس کے لیے زیادہ پر جوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے یہ ہلکا سازور لگانے سے آسانی کے ساتھ ٹوٹ سکتا ہے پردہ بکارت پھٹنے سے معمولی سازخم ہوتا ہے اور ہلکا سا خون نکلتا ہے جو کچھ دیر بعد خود بخود بند ہو جاتا ہے بعض اوقات عورت کو معمولی سا درد بھی ہوتا ہے پردہ بکارت پھٹنے سے عورت ایک عجیب سی خوشگوار راحت محسوس کرتی ہے۔

marfat.com

فصل نمبر2

آدابِ مباشرت

اسلام جنس(Sex) کو طہارت وپاکیزگی کے کس بلند مقام تک پہنچاتا ہے اس کااندازہ ان حدوداورآداب کی تفصیل سے کیا جاسکتاہے جو اس جنسی عمل اور جنسی حرکت (Sexual Activity) کے آخری نقطہ مباشرت یامجامعت (Contus) کے موقع کے لیے فراہم کی گئی ہے۔

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات(Islam is a complete code of Life) ہے زندگی کا کوئی ایک گوشہ بھی ایسانہیں جس کی اسلام نے راہنمائی نہ کی ہواسلام انسان کی پوری زندگی کوخدا کی یاد سے معمور کرتاہے جنس میں پڑکرانسان خداکوبھول جاتاہے موجودہ دور میں اس چیز نے انسان کوجس طرح غافل اور مدہوش کیا ہوا ہے یہ ایک واضح حقیقت ہے جب نکاح اور شادی میں ہی فضول، بیہودہ اور غیرضروری رسمیں رواج پذیر ہوچکی ہیں اوراسلامی تعلیمات سے دور چلی گئی ہیں تو جنس کے دوسرے مہذب آداب کوکون خاطر میں لاتاہے اسلام کے آداب مباشرت کوکون دیکھتاہے۔اسلام جنسی تسکین کے لیے نکاح کی شرط کے ساتھ اپنی منکوحہ کے ساتھ مباشرت کے آخری عمل کو باادب اور پابند حدود کر کے جنس کوحیوانیت سے اٹھا کر روحانیت کے بلندترین مقام پرفائز کرتاہے اسلام نے اپنی بیوی کے ساتھ مباشرت کوبھی عبادت کادرجہ دیا ہے اورشادی کوایسے مرد کے لیے حرام قراردیتاہے جوحق زوجیت ادا کرنے کے قابل نہ ہو۔

طہارت ونفاست

اسلام نے طہارت ونفاست پر بہت زور دیاہے یہ ایسی چیز ہے کہ اس سے انسان کی طبعیت اوردل ودماغ تروتازہ رہتاہے سستی اورکاہلی دورہوجاتی ہے نفیس، حساس، پاکیزہ اورسلیم طبعیت گندگی اورخباثت کو پسندنہیں کرتی اسی وجہ سے کوئی بھی نیک سیرت، نفاست پسند، حساس اورسلیم طبع انسان کسی ایسے انسان کو پسندنہیں کرتا جس کی طبعیت میں گندگی اورخباثت ہو۔اللہ

marfat.com

تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نفاست، طہارت وپاکیزگی کی طرف رغبت وپسند اور غلاظت وخباثت سے نفرت اور ناپسندیدگی قرآن مجید میں یوں بیان فرمائی:

﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ﴾ اور وہ (محمد) پاکیزہ چیزیں تمہارے لیے حلال کرتے ہیں اور غلاظت وخباثت والی چیزوں کو حرام کرتے ہیں۔

الاعراف ۷:۱۵۷

اسلام صفائی وپاکیزگی پر بہت زور دیا ہے اور صفائی کو نصف ایمان قرار دیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ: "**الطهور شطر الایمان**" طہارت ایمان کا حصہ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفید کپڑے کو بہت پسند کرتے اور اس کو باقی کپڑوں پر ترجیح دیتے تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسند اور ترجیح دینے کی ایک وجہ اور حکمت یہ بھی تھی کہ سفید کپڑے میں نفاست بہت زیادہ پائی جاتی ہے اگر تھوڑا سا بھی گندا ہو جائے یا ہلکا سا بھی داغ لگ جائے تو واضح نظر آتا ہے جو نفاست پسند آدمی کی طبعیت پر گراں گزرتا ہے اور وہ فوراً کپڑے تبدیل کر لیتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صفائی پر بہت زور دیا ہے انسان کو چاہیے کہ صاف ستھرا اور خوبصورت بن کر رہے حدیث مبارکہ ہے کہ "**اللہ جمیل ویحب الجمال**" اللہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے انسان کو چاہیے کہ اپنی شخصیت کو خوبصورت اور پُرکشش بنائے اور اپنی حیثیت اور زمانے کے مطابق صاف ستھرا اور خوبصورت لباس پہنے۔ ازدواجی زندگی میں نفاست، طہارت، پاکیزگی اور صفائی بہت اہمیت کی حامل ہے نفاست پسند شخص کبھی بھی ایسے فرد کے ساتھ زندگی ہنسی، خوشی، پیار ومحبت، الفت وچاہت اور خوشگوار انداز میں نہیں گزار سکتا جس کی طبعیت میں غلاظت وخباثت ہو اور جو نفاست، طہارت، پاکیزگی اور صفائی کا خیال نہ رکھتا ہو۔ میاں بیوی کو چاہیے کہ خاص کر مباشرت کے وقت نفاست وطہارت اور پاکیزگی کا خاص خیال رکھیں کیونکہ مباشرت کے وقت دونوں ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہیں۔ مباشرت کے وقت صاف ستھرے اور خوبصورت کپڑے پہننے چاہئیں، پسینے کی بدبو وغیرہ آرہی ہو تو غسل کر لینا چاہیے، دانتوں کی صفائی کر لینی چاہیے تاکہ ایک فریق کی وجہ سے دوسرا فریق پریشان نہ ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو لہسن یا پیاز کھا کر مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے سے منع فرما دیا کیونکہ ان کو کھانے

marfat.com

سے منہ سے بدبو آتی ہے اور نماز میں جو شخص ساتھ کھڑا ہوگا اس کے لیے یہ چیز پریشانی کا باعث بنے گی۔ ہمیں ان چیزوں کا ازالہ کرنا چاہیے جو دوسروں کے لیے پریشانی کا باعث بنتی ہیں لباس اور جسم کی صفائی کا خاص خیال رکھنا چاہیے تا کہ قریب آنے ،سلام لینے اور گلے ملنے سے کسی کو پریشانی نہ ہو بعض لوگ لباس اور جسم کی صفائی کی طرف توجہ نہیں دیتے ،دانتوں کی صفائی نہیں کرتے جس کی وجہ سے ان کے لباس ،جسم اور منہ سے بدبو آتی ہے اور جو بھی ان کے قریب جاتا ہے یا گلے ملتا ہے وہ بدبو کی وجہ سے جلدی جلدی پیچھے ہٹنے کی کوشش کرتا ہے اس شرمندگی سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ صاف ستھرا اور خوبصورت لباس پہنا جائے اور کھانے کے بعد اور سونے سے پہلے دانتوں کو اچھی طرح ٹوتھ پیسٹ سے صاف کیا جائے تا کہ منہ سے بدبُو نہ آئے جو شخص نفاست ،طہارت، پاکیزگی اور صفائی کا خیال رکھتا ہے اس کے دوست احباب اور ملنے جلنے والے اس سے بہت خوش ہوتے ہیں اور ان کی ازدواجی زندگی بھی خوشگوار اور پُر لطف ہوتی ہے۔

وضو کرنا

مباشرت کا پہلا ادب یہ ہے کہ پہلے آدمی وضو کا اہتمام کرے اسلام انسان کو ہمیشہ باوضو رہنے کی تلقین کرتا ہے یہاں تک کہ باوضو ہو کر سونا ،سونے کے آداب میں سے ہے۔ اسلام کے نزدیک عمل زوجیت بھی عبادت ہے نہ کہ یہ کوئی شیطانی عمل ہے اس لیے عمل زوجیت سے پہلے وضو کرنا بہتر ہے دوسرا یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جماع سے پہلے دعا کرنے اور نفل پڑھنے کی بھی تلقین کی ہے اس لیے جماع سے پہلے وضو کرنا ضروری ہے وضو کرنے سے انسان کی طبیعت میں تازگی اور نشاط پیدا ہوتا ہے طبیعت میں نفاست آتی ہے اور طبیعت سے بوجھل پن کا خاتمہ ہوتا ہے آدمی ہشاش بشاش ہو جاتا ہے۔

جماع سے قبل وضو اور جدید سائنس

جماع دراصل مکمل سائنسی اور ایک اشتعالی عمل ہے اس میں گردشِ خون تیز ہو جاتی ہے جب اس عمل کے دوران خون تیز ہوتا ہے تو بلڈ پریشر ہائی ہو جاتا ہے اس سے بچنے کے لیے وضو ایک مناسب اور موزوں عمل ہے اگر جماع سے قبل وضو کر لیا جائے تو سرعتِ انزال کی تکلیف میں فائدہ ہوگا۔

marfat.com

آج کل ہر طرف ماحولیاتی آلودگی ہے اس کی وجہ سے ہاتھ منہ وغیرہ سانس لینے یا آلودہ ہوا لگنے سے آلودہ اور جراثیم زدہ ہوجاتے ہیں دوران جماع ان اعضاء کا استعمال چونکہ جماع کا حصہ ہے اس لیے وضو کے ذریعے ان اعضاء کو دھو لینا چاہیے بعض اوقات مرد کسی غذا کا استعمال کر چکا ہے یا موجودہ دور میں سگریٹ، بیڑی پان کا استعمال کر چکا ہے تو جماع سے قبل اگر وضو کرے گا تو منہ کا استعمال دوسرے کے منہ اور جسم کو آلودہ نہیں کرے گا۔

اللہ کے نام سے ابتداء کرنا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد کتنا پیارا ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنسی عمل سے قبل اللہ کا نام لینے کی ترغیب دی جو اس کا اعلان ہے کہ اس فعل کی پشت پر نہایت پاکیزہ اور عظیم مقصد مضمر ہے جبکہ دیگر مذاہب اس فعل کو سراپا گندگی، آلودگی اور گناہ ٹھہراتے ہیں کیا ان کی یہ ذہنیت ذوقِ سلیم اور فطرتِ مستقیم سے مزاحم نہیں ہوتی۔

صحبت کی دعا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس آئے تو یہ دعا پڑھے:۔

"عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لوان احدهم اذا اراد ان ياتى اهله قال بسم الله اللهم جنبنا الشيطان وجنب الشيطان مارزقتنا فانه ان يقدر بينهما ولد فى ذلك لم يضره شيطان ابدا"

صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب مایستحب ان یقولہ عند الجماع

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی سے جماع کا ارادہ کرے تو یہ دعا پڑھے (ترجمہ) اللہ کے نام سے، اے اللہ! ہمیں شیطان سے محفوظ فرما۔ اور جو اولاد ہمیں دے، شیطان کو اس سے دور رکھ۔ پس ان کے لیے اگر کوئی بچہ مقدر ہوگیا تو اللہ تعالیٰ اس کو ہمیشہ شیطان کے ضرر سے بچائے گا۔

marfat.com

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ دعا پڑھ لینے کے بعد اگر اللہ تعالیٰ انہیں اولاد سے نوازے گا تو شیطان وغیرہ انہیں کبھی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔

قبلہ رخ نہ ہونا

مباشرت کے آداب میں سے ہے کہ آدمی اس وقت قبلہ رخ نہ ہو۔ جماع کے وقت قبلہ رخ ہونا مکروہ ہے۔

صفائی کے لیے علیحدہ کپڑا

عورت کے لیے مستحب ہے کہ اس موقع کے لیے ایک الگ کپڑا رکھے تاکہ وہ اس کپڑے سے مباشرت کے بعد صفائی کرسکیں عورت کو چاہیے کہ وہ اس کپڑے کو فراغت کے بعد مرد کو تھما دے جس سے وہ اپنی آلائش کو صاف کرسکے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا فرماتی ہیں کہ سمجھ دار عورت کو چاہیے کہ ایک الگ کپڑا فارغ رکھے جب اس کا شوہر مجامعت سے فارغ ہو جائے تو اسے تھما دے جس سے وہ اپنی صفائی کرسکے پھر اپنی صفائی خود کرے۔ اگر ان کے کپڑوں میں کوئی نجاست کا اثر نہ پہنچا ہو تو ان کپڑوں میں نماز بھی پڑھ سکتے ہیں۔

اسلام نے طہارت اور صفائی یعنی حفظانِ صحت کے نظام کو جتنی اہمیت دی ہے کسی اور مذہب نے نہیں دی۔ اس نظامِ طہارت وصفائی کو قائم رکھنے کے لیے جماع کے وقت عضوِ خاص کی صفائی کے لیے علیحدہ کپڑے کا انتظام موجود ہو وہ اس لیے کہ اگر کسی اور کپڑے سے صفائی کی گئی تو خطرہ ہے کہ وہ گندگی سے آلودہ ہو اور جراثیم عضو کو لگ کر گندگی اور آلودگی کا باعث بنیں اور اگر عضو کو صاف نہ کیا گیا تو غلاظت عضو پر لگی رہے گی کیونکہ اس میں خاص رطوبتیں ہوتی ہیں جو کچھ عرصہ تک عضو پر چمٹی رہیں تو الرجی کا باعث بن سکتی ہیں دوسری مرتبہ جماع کرنے کے لیے ضروری ہے کہ عضو کو اچھی طرح صاف کیا جائے۔

دوبارہ ہم بستری کے لیے غسل یا وضو کرنا

دوبارہ ہم بستری کرنے سے پہلے عضوِ خاص کو دھو لینا چاہیے ایسا کرنے سے عضوِ خاص میں توانائی آتی ہے اور از سرِ نو چستی پیدا ہوتی ہے دراصل ہم بستری سے قبل عضو مخصوص میں سختی کا نہ ہونا اس بات کی علامت ہے کہ عضو مخصوص میں گردش خون تو ہے لیکن صرف اس کی

marfat.com

تندرستی برقرار رکھنے کے لئے ،لیکن جب ہمبستری کا خیال پیدا ہوتا ہے تو خون بکثرت عضو مخصوص کی شریانوں میں پھیل کر اسے پھیلا دیتا ہے اور سخت کر دیتا ہے چونکہ دوران خون کی زیادتی کی وجہ سے عضو مخصوص کی حرارت بڑھ جاتی ہے اور بڑھی ہوئی حرارت منی کو پتلا کر دیتی ہے اس لئے ایک ہمبستری کے کچھ وقفے کے بعد عضو کو دھولیا جائے تو حرارت معتدل ہو جاتی ہے اور سرعتِ انزال نہیں ہوگی، وقفہ بڑھے گا اور لذت برقرار رہے گی۔

ہم بستری کے وقت اندھیرا یا مدہم روشنی ہو

جب سے بجلی ایجاد ہوئی ہے آنکھوں کے مرض نے زیادہ سنجیدہ صورت اختیار کر لی ہے کیونکہ آنکھ کی فطری روشنی مدہم اور ہلکی ہے اس لئے سورج کی طرف دیکھنا اور مسلسل دیکھنا قطعی نقصان دہ ہے۔مندرجہ ذیل امور میں روشنی مدہم ہونی چاہیے۔

☆ کھانا کھاتے ہوئے روشنی مدہم ہو تو کھانا جلد ہضم ہو جائے گا۔

☆ نیند کرتے ہوئے روشنی مدہم ہو تو گہری نیند آئے گی۔

☆ ہم بستری کرتے وقت روشنی مدہم ہو تو پر لطف ہم بستری ہوگی کیونکہ ہمبستری کا عمل مسلسل اور پر سکون عمل ہے اس پر سکون عمل کے لئے پر سکون ماحول چاہئے اور وہ ماحول تیز روشنی میں یکسر ناممکن ہے۔اسلام کے نزدیک بھی یہی بہتر ہے۔

ایک بیوی کا دوسری بیوی کو علم نہ ہو

آدمی کی ایک سے زائد بیویاں ہوں تو وہ ایک سے اس طرح مباشرت کرے کہ دوسری بیوی کو اس کی آہٹ تک سنائی نہ دے۔انسانی دماغ میں ایک پہلو ہمیشہ احتیاط کا رہا ہے اس احتیاط کی وجہ سے انسان زندگی میں بے شمار حادثات سے محفوظ رہتا ہے یہی پہلو عورت میں دوسری عورت کے حوالے سے ہے خصوصاً اس کے شوہر کا اس سے تعلق ہو، چاہے بیوی ہونے کے ناطے یا دوست ہونے کے ناطے، اگر مرد اپنی بیوی سے اس انداز میں ہم بستری کرے کہ دوسری بیوی اس کے اس عمل کو دیکھ رہی ہو تو اس کے اندر حسد کی وجہ سے ایک خاص رطوبت پیدا ہوتی ہے جو دل اور اعصابی امراض کا باعث بنتی ہے۔

marfat.com

ٹھنڈے پانی کا استعمال

عورت کا جماع سے پہلے ٹھنڈے پانی سے استنجا شہوت میں اضافے اور انزال میں جلدی کا باعث ہوتا ہے مزید یہ کہ اس سے فرج میں تنگی اور لذت میں اضافہ ہوتا ہے سائنسی تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ جماع کے وقت عورت کے ہارمونز اسیٹر وجن اور پروجیسٹر ان بہت زیادہ مؤثر کارکردگی سرانجام دیتے ہیں ان میں خاص طور پر اسیٹر وجن کی کارکردگی بہت زیادہ مؤثر ہوتی ہے۔عورت جب جماع سے قبل پانی سے استنجا کرتی ہے تو یہ ہارمونز بہت کم ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے لذت جماع بڑھ جاتی ہے اور عورت کی طاقت زیادہ اور انزال جلدی ہو جاتا ہے جس کا فائدہ مرد کو پہنچتا ہے اور مرد بہت جلدی عورت پر قادر ہوتا ہے عورت اس عمل سے بے شمار نفسیاتی امراض سے بچ جاتی ہے۔

ستر پوشی

مباشرت کے وقت آدمی کو بالکل برہنہ نہیں ہونا چاہیے جہاں تک ممکن ہو ستر پوشی سے کام لینا چاہیے شریعت نے بالکل برہنہ ہونے سے منع کیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات میں سے ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس آئے تو اسے چاہیے کہ وہ پردہ سے رہے، گدھے کی طرح بالکل بے لباس نہ ہو جائے مباشرت کے وقت اتنا ہی ستر کھولنا چاہیے جتنی ضرورت ہو اور اس مقصد کے لیے اوپر کوئی کپڑا یا چادر وغیرہ اوڑھ لینی چاہیے۔

عَنْ عُتْبَةَ بْنِ السَّلَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اِذَا اَتٰى اَحَدُكُمْ اَهْلَهٗ فَلْيَسْتَتِرْ وَ لَا يَتَجَرَّدَ الْحَمِيْرَيْنِ۔

ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب: التستر عند الجماع

''حضرت عتبہ بن سلمی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جو کوئی اپنی بیوی کے پاس جائے تو پردہ کرے اور گدھوں کی طرح ننگا نہ ہو۔''

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرمگاہ نہیں دیکھی۔''

ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب: التستر عند الجماع

marfat.com

ملاپ میں وقفہ

ایک جنسی ملاپ سے دوسرے جنسی ملاپ کے درمیان وقفہ کرنا چاہیے لیکن اس کے لیے کوئی باقاعدہ اصول مقرر نہیں ہے اس کا انحصار ہر شخص کی اپنی صحت اور خواہش پر ہے اگر مباشرت کے بعد تھکن محسوس ہوتو جنسی ملاپ میں زیادہ وقفہ کرنا چاہیے اور جب جنسی ملاپ کے بعد فرحت اور سکون محسوس ہوتو اس کا مطلب ہے کہ جنسی ملاپ میں زیادتی نہیں ہورہی اس صورت میں وقفہ اپنی خواہش کے مطابق کرنا چاہیے۔

جماع کے فوراًبعد پانی پینے کی ممانعت

اطباء کی تحقیق ہے کہ مجامعت کے فوراًبعد پانی نہیں پینا چاہیے ایسا کرنے سے تنفس یعنی دمہ کا مرض پیدا ہوجاتا ہے اسی وجہ سے معدہ پُر ہونے کی حالت میں جماع کرنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ جب معدہ پُر ہوتا ہے تو جماع کی حرارت سے خشکی پیدا ہوتی ہے اور پیاس کو غلبہ ہوتا ہے۔

دورانِ حمل مباشرت

قرآن وسنت میں حمل کے دوران اپنی بیوی سے مباشرت ومجامعت کی ممانعت کا کوئی ذکر نہیں ہے اس لیے عام حالات میں یہ جائز ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے اس لیے کہ یہ مسئلہ طبعی اور نفسیاتی ہے اپنے طبعی اثرات کے لحاظ سے حمل کے نو مہینوں کو تین تین مہینوں کے تین وقفوں میں تقسیم کیا گیا ہے ابتدائی تین مہینوں میں مجامعت کی بالکل کوئی ممانعت نہیں ہے البتہ اس کے وقفے کو نسبتاً بڑھا دینے کو بہتر سمجھا گیا ہے اور اس عرصے میں مجامعت کے دران نرمی اور سہولت کا لحاظ رکھنے کی تاکید کی گئی ہے اس احتیاط کو ملحوظ نہ رکھنے کی صورت میں اسقاطِ حمل ہوسکتا ہے خاص طور پر اس کے پچھلے حمل میں اس عرصے میں اگر اسقاط ہو چکا ہوتو اور بھی احتیاط کی ضرورت ہے۔

حمل کی دوسری سہ ماہی میں اسقاطِ حمل کا امکان کافی کم ہوجاتا ہے البتہ اس مدت میں بھی مجامعت کے وقفہ کو بڑھا دینا بہتر ہے اور نرمی اور سہولت کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

marfat.com

حمل کی تیسری سہ ماہی یعنی ساتویں سے نویں مہینے میں مباشرت کے وقفہ کومزید بڑھادینے کی ضرورت ہے اسی سبب سے اس میں نرمی اورآہستگی کالحاظ بھی ضروری ہے جس سے عورت کے پیٹ پردباؤ کم سے کم پڑے البتہ جب مباشرت سے عورت کے پیٹ یا بچے دانی میں سخت دردمحسوس ہوتا ہو یا بچے دانی سے خون آنا شروع ہوجائے یاوضع حمل کی صریح علامات ظاہر ہونے لگیں تو ایسی صورت میں مباشرت کولازمی طور پرترک کردیناچاہیے۔

حمل کے دوران جنسی عمل کونہ تو بالکل ختم کردینامناسب ہے کہ بالکل ہی مباشرت نہ کی جائے اورنہ ہی اس عمل میں حد سے تجاوز کرنااور غیرمحتاط ہونا بہتر ہے بلکہ مناسب وقفے سے اورمناسب طریقے سے اس عمل کوجاری رکھنا چاہیے۔دوسرا یہ کہ یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ حمل کے دوران عورت پیارومحبت اورالفت وچاہت کی کچھ زیادہ ہی طلب گار ہوتی ہے اس لیے اسے جنسی راحت وسکون سے بالکل محروم نہیں رکھنا چاہیے۔

دران حمل عورت کی صحت اوراس کی خواہش کاخیال رکھنا چاہیے ۔دوران حمل عورت جن کیفیات سے دوچار ہوتی ہے بچے پراس کاخاطر خواہ اثر پڑتا ہے جس کے نتیجے میں بچے پرغیرمعمولی اثرات مرتب ہوتے ہیں لہذا ماں باپ کی غیرمعتدل جنسی کیفیات کابچے پر نامناسب اثر پڑسکتا ہے اس لیے خاص کرحمل کے آخری تین چار ماہ میں زوجین کوزیادہ سے زیادہ پرہیزاورخیال کرنا چاہیےاور مباشرت کم سے کم کرنی چاہیےاوراس میں نرمی اورشائستگی کوملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔

تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں،تم جس طرح چاہواپنی کھیتی میں آؤ

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿نِسَآءُ كُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ﴾ البقرة ۲:۲۲۳

تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں،تم جس طرح چاہواپنی کھیتی میں آؤ۔

حضرت جابررضی اللہ تعالیٰ عنہ کابیان ہے کہ:

marfat.com

"جابر رضی الله تعالیٰ عنه یقول کانت الیهود تقول اذا اتی الرجل امراته من دبرها فی قبلها کان الولد احول فنزلت نساء کم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم"

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہود یہ کہتے تھے اگر کوئی شخص اپنی عورت کے اندام نہانی میں پیچھے سے جماع کرے گا تو بچہ بھینگا پیدا ہوگا ،اس پر آیت نا زل ہوئی (ترجمہ) تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں،تم جس طرح چاہو اپنی کھیتی میں آو۔

صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب جواز جماعۃ امراتہ فی قبلھا من.....

اس سے واضح ہوتا ہے کہ بیوی کے ساتھ مباشرت کرنے کا کوئی مخصوص طریقہ نہیں ہے بلکہ شریعت نے اجازت دی ہے کہ تم اپنی بیوی کے ساتھ مباشرت کرو جس طرح تمہیں پسند ہو جو طریقہ تمہیں اچھا لگے اس کو اپناؤ بشرطیکہ دخول عورت کی فرج (اندام نہانی) میں ہو۔ یہود یہ کہتے تھے کہ اگر عورت کے پیچھے کی جانب سے آکر جماع کیا جائے تو بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح فرمایا کہ جماع عورت کے اندام نہانی میں ہونا چاہیے چاہے عورت کے پیچھے سے آو یا آگے سے، اور مباشرت کرو چاہے بیٹھ کر، لیٹ کر یا کھڑے ہو کر اس میں کوئی حرج نہیں۔

دبر سے مباشرت

مباشرت جائے پیدائش کے علاوہ یعنی دبر سے کرنا قطعی حرام ہے دبر میں مباشرت کرنا جسمانی طور پر بھی بہت نقصان دہ ہے اور یہ بہت بڑا گناہ ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿نِسَآءُ كُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ﴾ البقرة ۲:۲۲۳

تمہاری عورتیں (گویا) تمہاری کھیتی ہیں، تو جس طرح چاہو اپنی کھیتی میں آؤ۔

تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں تم جس طرح چاہو اپنی کھیتی میں آؤ، قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ تمہاری بیویاں تمہاری ملکیت ہیں تم جس طرح چاہو ان سے مباشرت کرو، یعنی کسی خاص طریقے سے مباشرت کرنا واجب نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی مرضی سے مباشرت کا طریقہ اختیار کرنے میں اختیار دیا ہے کہ جو طریقہ اور انداز تمہیں پسند ہے اس طریقے سے کرو، یعنی لیٹ کر، کھڑے ہو کر، بیٹھ کر، آگے سے، پیچھے سے، لیکن جو طریقہ بھی

marfat.com

اختیار کرو مباشرت جائے پیدائش (فرج) میں ہی ہونی چاہیے، دبر میں مباشرت کرنا جائز نہیں، حرام ہے اور بہت سخت گناہ ہے دبر میں مباشرت کرنا کتنا غلیظ، ناپسندیدہ اور موجبِ گناہ فعل ہے اس کا اندازہ ہمیں ان احادیثِ مبارکہ سے ہوتا ہے:

"عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ملعون من اتى امراته فى دبرها"

سنن ابوداؤد، کتاب النکاح، باب فی جامع النکاح

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ شخص لعنتی ہے جو بیوی کی دبر میں مباشرت کرتا ہے۔

"عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لاينظر الله الى رجل اتى رجلا او امراة فى الدبر"

ترمذی، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی کراھیۃ اتیان النساء فی ادبارھن

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کی طرف نہیں دیکھے گا جو کسی مرد یا عورت کی دبر میں مباشرت کرتا ہے۔

"عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من اتى حائضا اوامراة فى دبرها اوكاهنا فصدقة بمايقول فقد كفر بما انزل على محمد"

سنن ابن ماجہ، کتاب الطھارۃ وسننھا، باب النھی اتیان الحائض

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے حائضہ عورت یا عورت کی دبر میں، یا کاہنہ عورت کے ساتھ جماع کیا۔ جو وہ کہتے ہیں اور جو ان پر نازل کیا گیا اس نے اس کا انکار کیا پس وہ صدقہ کرے۔

مرد کا اپنی بیوی سے مباشرت کرنا، یہ عورت کا حق ہے لیکن پاخانہ کے مقام میں مباشرت، دخول کرنے سے یہ حق ادا نہیں ہوتا اور نہ اس کی ضرورت پوری ہوتی ہے اور نہ ہی مقصد حاصل ہوتا ہے پاخانہ کے مقام (دبر) میں مباشرت کرنا مرد اور عورت دونوں کے لیے نقصان دہ ہے کیونکہ یہ مقام اس مقصد کے لیے بنایا ہی نہیں گیا جو لوگ پاخانہ کے مقام میں مباشرت کرتے ہیں یہ لوگ حکمت خداوندی اور شریعت الہیہ سے تجاوز کرتے ہیں دبر میں مباشرت کرنا مرد کے لیے بھی بہت مضر ہے، اسی لیے ڈاکٹر، حکیم اور اطباء اس سے سختی سے منع

marfat.com

کرتے ہیں جبکہ جائے پیدائش میں مباشرت کرنے سے مرد کوکوئی نقصان نہیں ہوتا کیونکہ وہ چیز اسی مقصد کے لیے بنائی گئی ہے مرد جب جائے پیدائش میں مباشرت کرتا ہے تو اس میں سے رطوبت اور مادہ خارج ہوتا ہے جس سے چکناہٹ پیدا ہوتی ہے جو اس عمل میں مدد دیتی ہے دبر میں مباشرت کرنا غیر فطری فعل ہے نفیس، حساس اور ایک باشعور طبیعت اس کو گوارا نہیں کر سکتی۔ دبر میں مباشرت کرنے کا اخلاقی اور روحانی نقصان یہ ہے کہ اس سے انسان کے دل کا نور سلب ہو جاتا ہے چہرہ سیاہ اور سینہ کالا ہو جاتا ہے زوجین میں محبت کی بجائے نفرت جنم لیتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت برستی ہے دل سے خوف خدا دور ہو جاتا ہے۔

مباشرت سے قبل ملاعبت

ملاعبت کا مطلب ہے جنسی کھیل اور چھیڑ چھاڑ کرنا۔ جماع سے قبل ضروری ہے کہ مرد عورت کے ساتھ جنسی چھیڑ چھاڑ کرے تا کہ اس کی شہوت ابھر آئے اور اسے بھی جماع سے وہ لذت حاصل ہو جو مرد کو حاصل ہوتی ہے۔

اسلام جنس کو جو طہارت اور پاکیزگی عطا کرتا ہے اس کے پیش نظر اس کے طور طریقے اس سے بالکل مختلف ہیں۔ اسلام کے نزدیک بیوی سے جماع سے قبل جنسی کھیل، بیوی کے ساتھ بوس و کنار، اس کی زبان، پستان، لب، رخسار وغیرہ کو مسلنے اور چوسنے اور عضو مخصوصہ کو چھونے اور سہلانے کے مختلف طریقوں سے مباشرت کے لیے ہموار اور تیار کرنا ضروری ہے۔

ملاعبت کے بغیر اچانک مباشرت کی صورت میں عورت کے عضو خاص میں رطوبت اور چکناہٹ کے پیدا نہ ہونے کے سبب اس سے اس کو تکلیف بھی ہو سکتی ہے اور جنسی تسکین تو اپنی جگہ یہ ناگوار مباشرت اس کے لئے باعث اذیت بھی ہو سکتی ہے جدید ماہرین جنسیات کے مطابق جس کی تجربہ سے تصدیق ہوتی ہے مرد کی طرف سے مباشرت میں ٹھہراؤ کے علاوہ اس کے بعد اپنی بیوی سے مرد کو محبت کے دوسرے طریقوں کے ذریعے بھی مکمل جنسی تسکین کا سامان کرنا چاہیے مباشرت کے بعد کے مطلوبہ طریقے میں محبت کے عمل کو اچانک ختم کر دینا مناسب نہیں ہے اس لئے مجامعت کے عمل کے بعد مرد کا جنسی تناؤ بہت جلد ختم ہو جاتا ہے جب کہ عورت کی یہ کیفیت نسبتاً دیر میں زائل ہوتی ہے اس لئے مجامعت کے فوراً بعد مرد کو مکمل طور پر لاتعلق نہیں

marfat.com

ہو جانا چاہیے ایسا کرنے سے اس کی شریک حیات کا جنسی تناؤ پوری طرح تسکین حاصل کرنے سے قاصر رہ جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کے تحت الشعور میں جنسی عمل سے ایک طرح کی نفرت پیدا ہو سکتی ہے جو بعد میں ازدواجی زندگی کی عدم ہم آہنگی کی صورت اختیار کر سکتی ہے۔

خلوت کی پر لطف باتیں بتانا حرام ہے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

"سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلمان من اشرالناس عنداللہ منزلۃ یوم القیٰمۃ الرجل یفضی الی امراتہ وتفضی الیہ ثم ینشر سرھا"

حضرت سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن بدترین شخص وہ ہوگا جو اپنی عورت کے قریب جائے، عورت اپنا جسم اس کے حوالے کر دے پھر وہ اس کا راز افشاء کر دے۔

صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم افشاء سر المراۃ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

'سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلمان من اعظم الامانۃ عنداللہ یوم القیٰمۃ الرجل یفضی الی امراتہ وتفضی الیہ ثم ینشر سرھا"

حضرت سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن سب سے بڑی امانت یہ ہے کہ جو اپنی عورت کے قریب جائے، عورت اپنا جسم اس کے حوالے کر دے پھر وہ اس کا راز افشاء کر دے۔

صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم افشاء سر المراۃ

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ خدمت اقدس میں حاضر تھیں، کچھ مرد اور عورتیں اور بھی بیٹھے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں جو اپنی اہلیہ کے ساتھ گزرے ہوئے واقعات کو دوسروں کے سامنے بیان کرتے ہیں بعض عورتیں بھی ایسی ہوتی ہیں جو اپنی سرگزشت اوروں کو بتاتی ہیں۔ لوگ چپ رہے میں نے عرض کیا، ہاں بخدا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، عورتیں بھی ایسا

marfat.com

کرتی ہیں اور مرد بھی یہی کچھ کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دیکھو، تم ایسا ہرگز نہ کرو۔۔۔وہ شیطان ہوتے ہیں جو راستے میں کسی مادہ شیطان سے مل کر اس سے لپٹ جاتے ہیں اور لوگ انہیں دیکھتے رہتے ہیں۔

امام عبداللہ المشہو ر رباح بن الحاج کتاب المدخل میں بعنوان ''بیوی کے پاس آنے کے آداب'' میں لکھتے ہیں کہ جب مرد کو اپنی بیوی کے پاس آنے کی خواہش ہو تو اس کا مروجہ طریقہ یہ ہے کہ اہلیہ کے علاوہ گھر میں، یعنی اس وقت اس کمرے میں اور کوئی نہ ہو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ جب مرد کو حاجت ہو اور کمرے میں شیر خوار بچہ ہو تو اسے بھی باہر نکال دے نیز مرد کو اختیار ہے کہ اس عمل کو ابتدائے رات میں کرے یا آخر رات میں، البتہ ابتدائے رات میں کرنا افضل ہے کیونکہ غسل کے لیے مہلت باقی رہتی ہے جبکہ آخر رات میں مناسب نہیں ہے کیونکہ اس گھڑی وقت کم ہوتا ہے اور بسا اوقات صبح کی نماز باجماعت فوت ہو جاتی ہے نیز اس کی قباحت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ جب آخر رات نیند سے اٹھ کر یہ فعل سرانجام دیتا ہے تو منہ یا ناک پر معدہ سے اٹھنے والے بخارات جم جاتے ہیں جس سے منہ اور ناک کی بو بدل جاتی ہے اور ظاہر ہے جب دونوں میں سے کسی کے ناک میں یہ بو پڑتی ہے تو اسے ناگواری اور ایک دوسرے سے بیزاری کا احساس ہوتا ہے جبکہ شارع علیہ السلام کا مقصد ہر دو میں دائمی طور پر الفت اور محبت پیدا کرنا ہے اس لیے یہ عمل اس کے منافی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفر سے رات کو گھر آنے سے منع فرمایا ہے تا کہ ایسا نہ ہو کہ اہلیہ ملاقات کے لیے تیار نہ ہو اسی لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبل اس کے کہ پراگندہ بالوں والی کنگھی چوٹی نہ کر لے تیل اور خوشبو لگا کر تیار نہ ہو جائے گھر میں آنے سے منع فرمایا ہے اور اگر ایسا کیا گیا تو میل و محبت اور ربط و ضبط تا دیر برقرار رہے گا نیز جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر سے واپس آتے تو سیدھے گھر نہ جاتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور نماز ادا فرماتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عمل میں کئی حکمتیں تھیں۔

مرد اگر ایسی حالت میں گھر میں آئے جب اس کی بیوی اس کی آمد سے بے خبر ہو تو مرد گھر میں آ کر اس سے ہنسی مذاق کرے، اس سے بوس و کنار کرے اور اسی طرح اسے بہلائے اور

marfat.com

پھسلائے جب وہ یہ محسوس کرے کہ وہ بالکل تیار ہوگئی ہے اور اس کے جذبات ابھر آئے ہیں تو قربت کرے اس میں یہ حکمت پوشیدہ ہے کہ جس طرح کی محبت کی توقع مرد، عورت سے کرتا ہے اس طرح کی توقع عورت بھی مرد سے کرتی ہے اگر وہ اچانک بے خبری کے عالم میں آئے اور اپنا مطلب نکالے تو وہ بدستور تشنہ رہے گی جس سے اس کو تشویش اور حیرانگی لاحق ہوگی اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس کا دین بھی محفوظ نہ رہے لیکن اگر مذکورہ طریقے پر عمل کیا جائے تو عورت کے لیے بھی یہ مرحلہ آسان ہوگا اور اس کا دین بھی محفوظ رہے گا۔

تحفۃ العروس، ص ۱۵۱

جنسی عمل کے لوازمات

مباشرت اس وقت کرنی چاہیے جب جنسی ملاپ کی فطری خواہش موجود ہو اور اس فطری خواہش کا میاں اور بیوی دونوں میں ہونا ضروری ہے کیونکہ اگر ان میں سے کسی ایک کو بھی جنسی ملاپ کی خواہش نہیں ہوگی تو اس کا اثر دونوں پر پڑے گا اور دونوں کو جنسی ملاپ سے بھرپور لطف اور تسکین حاصل نہیں ہوگی۔

جنسی ملاپ سے لطف اندوز ہونے کے لیے باہم ہنسی مذاق اور کھیل کود بھی بے حد ضروری ہے کیونکہ اس سے غفلت برتنے کے نتیجہ میں عورت کو تنگی لاحق ہو سکتی ہے اس کی ناگواری بڑھے گی اور اس کو جسمانی اور نفسیاتی خطرات کا اندیشہ ہوگا نیز ہنسی مذاق نہ کرنا حماقت اور ذہنی پستی کی علامت ہے کیونکہ ہنسی مذاق گہری لذت والا عمل ہے اس کی لذت جماع کی لذت سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ مباشرت کی تمہید کے لیے الفاظ اور جملوں کو بڑی اہمیت حاصل ہے کیونکہ مباشرت کی ابتدائی گھڑیوں میں ان سے جذبات کھلتے اور احساسات بیدار ہوتے ہیں پھر جسم سے زیادہ دل اثر اور تاثیر کا حامل ہے۔

ہنسی مذاق جنسی کھیل ازدواجی زندگی میں جنسی ملاپ کے قاصد اور ہرکارے تصور کیے جاتے ہیں اس کے بعد میاں بیوی میں خوبصورت تحریک پیدا ہوتی ہے اور جنسی حساس اعضاء میں توانائی کی رو دوڑ جاتی ہے اس لیے ازدواجی زندگی سے ہنسی مذاق کو خارج کرنا خاص کر مباشرت کے وقت مناسب نہیں ہے کیونکہ اس سے پسندیدگی، محبت، اور ایک دوسرے سے ربط بڑھتا ہے بشرطیکہ مناسب وقت اور موزوں طریقے سے ہنسی مذاق کیا جائے۔

marfat.com

مباشرت کے لیے درج ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہیے

غذا کا استعمال

جس دن مباشرت کرنی ہو مرد کو چاہیے کہ وہ طاقتور غذائیں گوشت، انڈہ، دودھ وغیرہ استعمال کرے لیکن شام کو پیٹ بھر کر کھانا نہ کھائے اور مباشرت اس وقت کرے جب کھانا ہضم ہو چکا ہوتا ہم پیٹ بالکل خالی بھی نہ ہو اس سے مباشرت کے بعد جسم میں کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ غذا سے معدہ پر ہونے کی صورت میں پیٹ کی بیماریاں جنم لیتی ہیں مباشرت سے پہلے پیشاب وغیرہ کی حاجت ہو تو اس سے فارغ ہو لینا چاہیے۔

بیماری کی حالت میں مباشرت

بیماری کی حالت میں مباشرت کرنا بیماری میں اور اضافہ کرنا ہے اس سے دیگر بیماریاں اور کمزوریاں لاحق ہونے کا خطرہ ہوتا ہے اسی طرح خوف اور پریشانی کی حالت میں مباشرت نامردی کو جنم دیتی ہے خوف عضو میں انتشار پیدا نہیں ہونے دیتا اور طبیعت مباشرت کی طرف رجوع نہیں کرتی مباشرت مکمل بے فکری اور آزادی کے ماحول میں کرنی چاہیے جب تک مباشرت کی حقیقی خواہش نہ ہو اور عضو میں مکمل انتشار اور سختی نہ ہو مباشرت سے گریز کرنا چاہیے۔

سخت تھکاوٹ کی حالت میں مباشرت

سخت تھکاوٹ اور سخت محنت و مشقت کے بعد مباشرت سے کمزوری پیدا ہوتی ہے ایسی حالت میں مباشرت سے پرہیز کرنا چاہیے۔ حیض اور نفاس کے دنوں میں مباشرت سے پرہیز کرنا چاہیے۔

مباشرت سے قبل عورت کی ذہنی آمادگی

مرد کو چاہیے کہ جس دن مباشرت کرنے کا دل ہو تو مباشرت سے پہلے ہی بیوی کو بتادے تا کہ وہ بھی ذہنی طور پر اپنے آپ کو ملاپ کے لیے تیار کر لے اگر عورت کو بغیر بتائے، عورت کو تیاری کا موقع دیئے بغیر مرد مباشرت کرے تو اس طرح مباشرت کرنے سے مرد اور عورت دونوں کو ہی حقیقی لطف نہیں ملتا۔ عورت جب مباشرت کی طرف مائل نہ ہو تو اس سے مرد کی

marfat.com

بھی جنسی تسکین صحیح طرح سے نہیں ہوتی اور مرد کو دخول کرنے میں بھی مشکل پیش آتی ہے کیونکہ جب عورت جنسی ملاپ کی طرف مائل نہ ہوتو اس کے اعضاء میں مکمل انتشار اور تناؤ نہیں آتا اور عورت کے عضو مخصوصہ میں رطوبت بھی نہیں آتی جس کی وجہ سے دخول میں بھی دشواری پیش آتی ہے۔

مباشرت کے بعد حمل کے لیے احتیاطی تدابیر

مباشرت کے بعد حمل کی خواہش مند عورت کو کم از کم آدھ گھنٹہ ایسے انداز میں لیٹے رہنا چاہیے جس سے مادہ منویہ کے خلیوں کو رحم میں پہنچنے میں مدد ملتی ہو اگر وہ سیدھی لیٹی ہے تو مباشرت سے قبل ہی اسے اپنے کولہوں کے نیچے ایک تکیہ رکھ لینا چاہیے۔اس سے اندام نہانی کا رخ اندر کی طرف رہتا ہے اور تولیدی خلیوں کو رحم کی طرف بڑھنے میں آسانی ہوتی ہے۔

مباشرت کے بعد فوراً غسل سے احتیاط کرنی چاہیے

مباشرت کے بعد مرد کو ٹھنڈے پانی سے عضو کی صفائی نہیں کرنی چاہیے اس سے عضو میں نقاہت پیدا ہوتی ہے اور نہ ہی مرد اور عورت کو ٹھنڈے مشروبات پینے چاہئیں جب مباشرت کے بعد جسم ٹھنڈا ہو جائے تو پھر غسل کرنا چاہیے۔مباشرت کی کمزوری کو دور کرنے کے لیے طاقتور غذائیں کھانی چاہئیں۔

عورت کا بناؤ سنگھار (Make up) کرنا

حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

"عن میمونة بنت سعد وکانت خادما للنبی صلی الله علیه وآله وسلم قالت قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم مثل الرافلة فی الزاینة فی غیر اهلها کمثل ظلمة توم القیمة لانورلها" جامع ترمذی، الرضاع، باب ماجاء فی کراهیة خروج النساء فی الزینة

حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خادمہ ہیں ان سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خاوند کے سواء دوسروں کے لیے زینت کے ساتھ دامن گھسیٹتے ہوئے چلنے والی عورتیں قیامت کی تاریکی کی طرح ہیں جس میں کوئی روشنی نہ ہو۔

بناؤ سنگھار (Make up) اور لباس عورت کے حسن کو دوبالا کرتے ہیں عورت کا زیب

marfat.com

وزینت اختیار کرنا صرف اپنے خاوند کے لیے جائز ہے مباشرت کے وقت اس کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے مباشرت کے وقت عورت کا بناؤ سنگھار کرنا، خوشبو لگانا اور خوبصورت لباس زیب تن کرنے سے مرد کے جذبات ابھرتے ہیں جنسی خواہش میں ہیجان آتا ہے اس سے جنسی عمل میں شدت پیدا ہو جاتی ہے۔

بوسہ لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ:

"عن عائشة ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم قبل بعض النساء ه ثم خرج الی الصلوة ولم یتوضا قال قلت من هی الا انت قال فضحکت"

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج میں سے کسی کا بوسہ لیا پھر وضو کیے بغیر نماز کے لیے تشریف لے گئے۔ حضرت عروہؓ کہتے ہیں میں نے عرض کیا "وہ آپ ہی ہو سکتی ہیں" اس پر آپ ہنس پڑیں۔

جامع ترمذی، الطہارۃ، باب الوضو من القبلۃ

شرم گاہ دیکھنا

اسلام یہ پسند نہیں کرتا کہ دورانِ صحبت مرد اور عورت دونوں بالکل ننگے ہوں۔ اسلام کے نزدیک دوران مباشرت شرم گاہ کو دیکھنا مرد اور عورت دونوں کے لیے قابلِ کراہت ہے اس میں بہت سی حکمتیں ہیں جب اسلام شرمگاہ دیکھنے کو پسند نہیں کرتا اس کا بوس و کنار کرنا تو بہت دور کی بات ہے اسلام کے نزدیک شرمگاہ کو چاٹنا جائز نہیں ہے بلکہ یہ گناہِ کبیرہ ہے انسانی فطرت اس کو پسند نہیں کرتی یہ بہت گندہ اور غلیظ فعل ہے اور یہ بہت سی بیماریوں کا پیش خیمہ ہے۔

جنسی قوت اور غذا

انسان کی جنسی صحت اور قوت کا دارومدار اس کی جسمانی صحت پر ہے جبکہ جسمانی صحت کا انحصار غذا پر ہے غذا سے صحت برقرار رہتی ہے شادی سے پہلے ہی غذا کا استعمال

marfat.com

شروع کر دینا چاہیے تا کہ جسمانی اور جنسی صحت بن جائے اور شادی کے ابتدائی دنوں میں غذا کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے ان دنوں میں غذا کی بہت ضرورت ہوتی ہے گوشت، فروٹ، دودھ اور گھی خاص طور پر کھانا چاہیے تا کہ صحت برقرار رہے اور کمزوری محسوس نہ ہو۔ دوائیاں وغیرہ استعمال کرنے سے یہ بہتر ہے کہ غذا کا استعمال بہتر کر لیا جائے اور غذا کا خاص خیال رکھا جائے۔ جو صحت اور قوت غذا کے استعمال کرنے سے پیدا ہوتی ہے یہ مستقل، دیرپا اور بہت مفید ہوتی ہے جبکہ جو قوت دواؤں کے استعمال سے آتی ہے یہ عارضی اور وقتی ہوتی ہے اور یہ ضرر اور نقصان دہ ہوتی ہے۔

غسل کا بیان

جن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے وہ حسبِ ذیل ہیں۔

☆ مرد یا عورت کی منی کا خارج ہونا خواہ شہوت کے ساتھ ہو یا کہ اچھل کود کر۔

☆ دونوں شرم گاہوں کا مل جانا خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔

☆ حیض سے فارغ ہونا۔

☆ نفاس کا ختم ہونا۔

غسلِ جنابت:

میاں بیوی کے جماع کرنے سے جو غسل واجب ہوتا ہے اسے غسل جنابت کہتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا﴾ المائدہ ۵:۶ — اگر تم جنبی ہو تو خوب پاک ہو جاؤ (یعنی غسل کرو)۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ:

"عن ابن عباس عن خالته میمونة قالت وضعت للنبی صلی الله علیه وآله وسلم غسلا فاغتسل من الجنابة فاکفاء الاناء بشماله علی — حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں فرماتی ہیں میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غسل

marfat.com

یمینه فغسل کفیه ثم ادخل یده فی الاناء فافاض علی فرجه ثم دلك بیده الحائط اوالارض ثم مضمض واستنشق وغسل وجهه وذراعیه فافاض علی راسه ثلٰثاثم افاض علی سائر جسده ثم تنحی فغسل رجلیه"

جامع ترمذی، الطہارۃ، باب ماجاء فی الغسل من الجنابۃ

کے لیے پانی رکھا۔آپ نے غسل جنابت فرمایا بائیں ہاتھ سے برتن کودائیں ہاتھ کی طرف جھکا کر دونوں ہاتھوں کودھویا پھر ہاتھ برتن میں ڈالا اوراستنجا فرمایا پھر ہاتھ کودیوار یازمین پررگڑا، پھرکلی کی، ناک میں پانی ڈالا چہرہ اور بازو دھوئے اور تین مرتبہ سر پر پانی ڈالا، پھرتمام جسم پر پانی بہا کراس جگہ سے علیحدہ ہوئے اور پاؤں دھوئے۔

جنبی سے مصافحہ کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ حضوراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے ملے اوروہ (ابو ہریرہ) جنبی تھےفرماتے ہیں میں علیحدہ ہٹ گیااورغسل کرکے حاضرہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایاتو کہاں تھا؟(یافرمایا) کہاں گیا تھا؟میں نے عرض کی میں جنبی تھا،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایامومن ناپاک نہیں ہوتا۔

جامع ترمذی، الطہارۃ، باب ماجاء فی مصافحۃ الجنب

تمباکونوشی کےازدواجی نقصانات

تمباکونوشی مضرِ صحت ہے اس بات پر تمام دنیا کااجماع ہے کسی بھی مذہب، معاشرےاورسوسائٹی میں اس کی حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی بلکہ ہرسوسائٹی اورمذہب میں اس کی مذمت کی جاتی ہےاس سے دوررہنے کی تلقین کی جاتی ہے ہرتمباکونوش بھی یہی کہتا ہے کہ یہ صحت کے لیے بہت نقصان دہ ہے سگریٹ کے ہر پیکٹ پر یہ جملہ درج ہوتا ہے کہ ''سگریٹ نوشی مضرِ صحت ہے'' لیکن اس کے باوجود بھی اس سے بازنہیں آتے۔حقیقت میں تمباکونوشی ایک رواج(Fashion)بن چکا ہے بدقسمتی سے بعض لوگ اسے فیشن کےطور پر لیتے ہیں۔

تمباکونوشی چاہے سگریٹ، بیڑی،نسوار، پان، حقہ جس قسم کی بھی ہوانسانی صحت کی طرح ازدواجی زندگی کے لیے بھی نقصان دہ ہے جوشخص تمباکونوش نہیں ہے وہ تمباکونوش سے

marfat.com

نفرت کرتا ہے ازدواجی زندگی کے لیے اس طرح نقصان دہ ہے کہ تمبا کونوش کے منہ سے ہر وقت بدبو آتی رہتی ہے، تمبا کونوش کے دانت صاف نہیں رہتے ،تمبا کونوشی سے گندگی اور آلودگی پیدا ہوتی ہے یہ تمام چیزیں ایک صاف ستھری اور حساس طبیعت پر گراں گزرتی ہیں بعض اوقات یہی تمام چیزیں بیوی کے لیے خاوند سے نفرت کا سبب بنتی ہیں تمبا کونوشی مباشرت پر بہت برے اثرات مرتب کرتی ہے کیونکہ کامیاب مباشرت کے لیے ضروری ہے کہ میاں بیوی مباشرت سے پہلے ایک دوسرے سے ہنسی مذاق، بوس وکنار اور چھیڑ چھاڑ کریں تا کہ دونوں جنسی عمل کے لیے تیار ہو جائیں لیکن تمبا کونوش کے منہ سے بدبو آتی ہے جس کی وجہ سے بیوی اس کے منہ کے قریب منہ کرنے سے اعراض برتتی ہے کیونکہ بیوی کو اس سے بو آتی ہے جس سے اس کے جذبات سرد پڑ جاتے ہیں اور بیوی کی جنسی کیفیت میں کمی واقع ہوتی ہے جس سے مباشرت متاثر ہوتی ہے۔

خلاصہ مباشرت

پنجاب یونیورسٹی کے طالب علم جناب انوارالاسلام صاحب نے مفتی عبدالقیوم خاں ہزاروی صاحب (صدر دارالافتاء ادارہ منہاج القرآن) سے نکاح اور مباشرت کے مسائل کا جواب واضح الفاظ میں چاہا مفتی صاحب نے مفادِ عامہ کی خاطر ان مسائل پر فتوٰی دیا۔ان مسائل کی اہمیت کے پیش نظر میں مفتی صاحب کے اس فتوٰی کو قارئین تک پہنچا رہا ہوں۔

نکاح کی بنیادی باتیں: ایک بنیادی بات یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات کی رو سے بالغ ہونے سے پہلے شادی نکاح جائز نہیں ہے۔۱۔جب لڑکا اور لڑکی بالغ ہوں۔۲۔جسمانی اور ذہنی لحاظ سے فٹ ہوں۔۳۔لڑکا بیوی کو حق مہر، نان ونفقہ، رہائش اور علاج وغیرہ کے اخراجات مہیا کرسکتا ہو۔۴۔دونوں میں عقیدہ ،تقویٰ ،تعلیم ،قوم اور صحت میں ہم آہنگی ہو۔ ۵۔دونوں باہم شادی کرنے پر بلا جبر واکراہ راضی ہوں۔۶۔لڑکی مسلمان صحیح العقیدہ ہو یا کم از کم کتابی ہو بشرطیکہ مسلمان سے کتابی نہ بنی ہو۔اگر دونوں میں یہ بنیادی امور مشترک ہوں تو عمر وغیرہ میں کچھ فرق ہو بھی جائے تو فرق نہیں پڑتا۔میرا مشورہ یہ ہے کہ 26 سالہ مرد کے لیے 23 سالہ عمر والی لڑکی مناسب ہے لیکن یہ کوئی قانونی، شرعی پابندی نہیں۔اصل بات باہمی رضامندی ہے عمر میں فرق رہ بھی جائے تو کوئی بات نہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی شادی سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوئی سیدہ کی عمر اس وقت چالیس سال تھی اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

marfat.com

کچھ فرق ہو بھی جائے تو فرق نہیں پڑتا۔میرا مشورہ یہ ہے کہ 26 سالہ مرد کے لیے 23 سالہ عمر والی لڑکی مناسب ہے لیکن یہ کوئی قانونی ،شرعی پابندی نہیں ۔اصل بات باہمی رضامندی ہے عمر میں فرق رہ بھی جائے تو کوئی بات نہیں ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی شادی سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوئی سیدہ کی عمر اس وقت چالیس سال تھی اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر 25 سال تھی سیدہ پہلے دو جگہ سے بیوہ ہو چکی تھیں جبکہ سرکار علیہ السلام کنوارے تھے پس اصل بات دلی پسند اور ذہنی ہم آہنگی کی ہے بقیہ شرائط بھی اس ہم آہنگی کی خاطر ہیں۔

۲۔مباشرت کے آداب: بیوی سے مباشرت کے آداب پوری طرح سے لکھنے کے نہیں اشارۃً سمجھانے سے تعلق رکھتے ہیں پھر بھی میں کچھ ضروری تجاویز دے دیتا ہوں تا کہ آپ کو اور آپ جیسے اوروں کو فائدہ ہو۔بیوی سے مباشرت کی دو صورتیں ہیں ۔پہلی صورت میں لاڈ ، پیار، ہنسی مذاق ،کھیل کود اور بوس و کنار وغیرہ شامل ہیں۔اس کے لیے ہر مناسب وقت میں عمل ہو سکتا ہے مناسب وقت سے مراد یہ ہے کہ دونوں کا موڈ ہو کوئی فکر و پریشانی اور درد و تکلیف وغیرہ نہ ہو اس کے لیے ضروری نہیں کہ عورت حیض و نفاس وغیرہ سے پاک ہو میاں بیوی باہمی خواہش کے مطابق مل کر بیٹھ، لیٹ سکتے ہیں۔

مباشرت کی دوسری قسم قربت و وطی ہے اس کے لیے اوپر والی باتوں کے ساتھ ساتھ عورت کا حیض و نفاس سے پاک ہونا، روزے، اعتکاف اور طواف کعبہ سے فارغ ہونا بھی شرط ہے۔اس مباشرت سے پہلے مرد بیوی کے پاس صاف ستھرا ہو کر برضا و رغبت آئے اس کا حال احوال، طبعیت اور مزاج وغیرہ پوچھے، اپنے ساتھ ساتھ اس کا موڈ بھی دیکھے ۔دونوں طرف طلب ہو شرعی رکاوٹ (حیض و نفاس) نہ ہو تو قربت کی تیاری و آمادگی کے طور پر میٹھی میٹھی پیار بھری باتیں کرے۔"**گگو**" بن کر نہ رہے، چپ کا روزہ توڑے۔ہاتھ، پیر، منہ، زبان، ہونٹ اور دیگر اعضاء سے لطف اندوز ہو۔اپنے اور اس کے کپڑے اتار دے، کوئی پردہ حائل کیے بغیر جسم سے جسم لگائے ، بوس و کنار کرے نرم نرم ہاتھوں سے ہر محبوب و مطلوب مکان و مقام کو چھوئے اور خود بھی کھیلے اور اسے بھی کھیلنے دے، حظ اور لذت حاصل کرے اور کروائے اپنی اور اس کی طلب اور خواہش کی کے مطابق لطف اندوز ہو اور جب ذہن اور جسم پوری طرح سے تیار

marfat.com

ہو جائے تو جماع وقربت شروع کر دیں قربت کے دوران یکسانی اور یکسوئی اختیار نہ کریں۔

۴۔مباشرت کے وقت چھاتیوں کو چھونا کیوں جائز نہیں اسی سے تو اسے اور خود آپ کو مزہ آئے گا۔

۵۔مباشرت کی اوپر ہم نے دو قسمیں بتائی ہیں پہلی لاڈ پیار، چھونا، بوس وکنار، بغل گیر ہونا وغیرہ اس کے لیے مرد کا سارا جسم عورت کے لئے اور عورت کا سارا جسم مرد کے لیے حاضر ہے جہاں سے اور جیسے چاہے لطف اندوز ہو کوئی روک ٹوک نہیں۔مباشرت کی دوسری قسم جماع ہے وہ عورت کی اگلی شرمگاہ یعنی پیشاب کی جگہ ہی ہوسکتا ہے دوسری طرف یعنی پاخانہ کے مقام سے عورت یا مرد سے قربت حرام ہے قربت کا مقام متعین ہے مگر قربت کرنے کے انداز اور طریقے میں اختیار ہے چاہے کھڑے، بیٹھے، لیٹے، اوپر کر کے، نیچے کر کے، آگے سے اور پیچھے سے بشرطیکہ جگہ وہی ہو سب جائز ہے یہی مطلب ہے قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ کا۔﴿نِسَاءُ كُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ﴾(البقرۃ۲:۲۲۳)ترجمہ: تمھاری عورتیں تمھاری کھیتی ہیں پس جہاں سے چاہو اپنی کھیتی میں داخل ہو۔

۷۔بچے کی پیدائش کے بعد 40 دن زیادہ سے زیادہ مدت نفاس ہے کم سے کم کی مدت مقرر نہیں۔نفاس کی مدت ہر عورت کی طبعیت اور مزاج کے مطابق مختلف ہوتی ہے لیکن چالیس دن سے زیادہ خون آئے تو یہ نفاس نہیں ہوگا بہر حال نفاس کے خون سے پاک ہوتے ہی اس سے قربت جائز ہے اسے عرف عام میں ''چھلہ نہانا'' کہتے ہیں۔

برخودار ہمارے ہاں اتنی بیباکی سے ایسے مسائل پوچھے نہیں جاتے اور نہ ہی بتائے جاتے ہیں مگر شرعاً ضروری ہیں اس لیے ہم نے نہ چاہتے ہوئے افادہ عوام کی خاطر یہ کڑوا گھونٹ پی لیا ہے انشااللہ یہ باتیں بہت کام دیں گی۔

فتویٰ: مفتی عبدالقیوم خاں ہزاروی

صدر دارالافتاء ادارہ منہاج القرآن لاہور

حوالہ نمبر:2002/69

تاریخ:13 مارچ 2002ء

marfat.com

فصل نمبر 3

حیض ونفاس اوراستحاضہ

بحث اول حیض ونفاس اوراستحاضہ کامعنی ومفہوم

حیض ونفاس اوراستحاضہ کا معنی ومفہوم

حیض اوراستحاضہ کالغوی معنیٰ:

علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں کہ حیض کا معنیٰ ہے بہنا، جب پانی بہنے لگے تو عرب کہتے ہیں "**حاض السیل**"۔ببول کے درخت سے سرخ رنگ کا پانی نکلتا ہے تو عرب کہتے ہیں "**حاضت السمرۃ**"۔

استحاضہ اس خون کو کہتے ہیں جو رگ سے نکلتا ہے، عورت کی ماہواری کے مقررہ ایام کے بعد جو خون جاری رہے وہ استحاضہ ہے۔ **لسان العرب ج۷، ص۱۴۲، ۱۴۳**

علامہ راغب اصفہانی:

جو خون رحم سے وقتِ مخصوص میں وصفِ مخصوص کے ساتھ خارج ہو اس کو حیض کہتے ہیں۔

علامہ ابن عابدین شامی حنفی:

سیلان (بہنا) جب کوئی وادی بہنے لگتی ہے تو کہتے ہیں "**حاض الوادی**" اوقاتِ مخصوصہ میں خون بہنے کی وجہ سے اس خون کو حیض کہتے ہیں۔

حیض اوراستحاضہ کااصطلاحی معنیٰ:

حیض اس صفتِ شرعیہ کو کہتے ہیں جو ان کاموں کے کرنے سے مانع ہو جن کے لیے حیض سے پاک ہونا شرط ہے مثلاً نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، قرآن پاک کو چھونا، مسجد میں داخل ہونا اور عملِ زوجیت کرنا۔

marfat.com

حیض اور استحاضہ کا شرعی معنی

حیض وہ خون ہے جس کو عورت کے بالغ ہونے کے بعد اس کا رحم چھوڑتا ہے، پھر ایامِ معلومہ میں اس خون کے جاری ہونے کی عادت مقرر ہو جاتی ہے یہ خون بچے کی پرورش کی حکمت سے پیدا کیا جاتا ہے جب عورت حاملہ ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے اذن سے یہ خون بچے کی غذا بن جاتا ہے اسی وجہ سے حاملہ عورت کو حیض نہیں آتا اور جب وضع حمل ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے اس خون کو دودھ بنا دیتا ہے جس سے بچہ غذا حاصل کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ دودھ پلانے والی عورت کو بہت کم حیض آتا ہے اور جب عورت حمل اور رضاعت سے فارغ ہو جاتی ہے تو اس خون کا کوئی مصرف نہیں رہتا پھر یہ خون ہر ماہ میں تقریباً چھ یا سات دن نکلتا ہے اور بعض عورتوں کے مزاج اور طبیعت کی وجہ سے یہ مدت کم اور زیادہ بھی ہوتی ہے۔

عورت کا جو خون اوقاتِ معلومہ میں عورت کے بالغ ہونے کے بعد اس کے رحم کے چھوڑنے سے جاری ہوتا ہے اس کو حیض کہتے ہیں اور ان اوقات کے علاوہ جو خون جاری ہوتا ہے اس کو استحاضہ کہتے ہیں حیض کا خون رحم کی گہرائی سے نکلتا ہے اور استحاضہ کا خون عازل (ایک رگ) سے نکلتا ہے، یہ خون رحم کے منہ کے قریب ایک رگ سے نکلتا ہے نہ کہ اس کی گہرائی سے۔ بدن کی گہرائیوں سے عورت کے رحم میں جا کر خون گرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ خون وقفہ وقفہ سے رحم سے گرتا ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکمت کے اعتبار سے عورتوں کے حیض اور طہر کی عادات مختلف ہوتی ہیں، علامہ ابوبکر ابن العربی نے کہا کہ زمانہ، جگہ اور خواہشات کے اعتبار سے عورتوں کی عادتیں مختلف ہوتی ہیں، کبھی یہ مدت کم ہوتی ہے اور کبھی یہ زیادہ ہوتی ہے۔

علامہ ابن ہمام حنفی:

حیض وہ خون ہے جس کو اس عورت کا رحم چھوڑتا ہے جو صغر اور بیماری سے بری ہو رحم کی قید سے استحاضہ اور زخم کا خون نکل گیا اور بیماری سے براءت کی قید سے نفاس نکل گیا کیونکہ نفاس والی عورت بیمار عورت کے حکم میں ہے۔ فتح القدیر ج ۱ ص ۱۴۰

marfat.com

علامہ جلال الدین خوارزمی حنفی:

جو خون عورتوں کے ساتھ مختص ہیں ان کی تین قسمیں ہیں، حیض ،نفاس اور استحاضہ۔حیض وہ خون ہے جس کو اس عورت کا رحم چھوڑتا ہے، جو صغر اور بیماری سے بری ہو، اور نفاس وہ خون ہے جو بچے کے پیدا ہونے کے بعد جاری ہوتا ہے اور جو خون ان دونوں کے ماسوا ہے وہ استحاضہ ہے۔ **فتح القدیر ج ا ص ۱۴۱**

حضرت مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ:

بالغہ عورت کے آگے کے مقام سے جو خون عادی طور پر نکلتا ہے اور بیماری یا بچہ ہونے کے سبب سے نہ ہو اسے حیض کہتے ہیں اور بیماری سے ہو تو اسے استحاضہ اور بچہ ہونے کے سبب ہو تو اسے نفاس کہتے ہیں۔

بہار شریعت،ج ا،حصہ دوم،حیض کا بیان

علامہ ابوالحسن احمد بن محمد قدوری:

"ودم الاستحاضة هو ما تراه المراة استحاضہ کا خون وہ ہے جس کو عورت دیکھے تین **اقل من ثلاثة ايام اواكثرمن عشرة** دن سے کم اور دس دن سے زیادہ۔
ايام" قدوری جلد اول، کتاب الطھارۃ، باب الحیض

"فحكمه حكم الرعاف لايمنع پس استحاضہ کا حکم نکسیر کا سا ہے یہ نماز روزے **الصلوة ولاالصوم ولاالوطی "** اور صحبت سے نہیں روکتا۔

قدوری جلد اول، کتاب الطھارۃ، باب الحیض

بحث دوم حیض ونفاس اور استحاضہ کے احکام

استحاضہ:

استحاضہ بیماری کا خون ہوتا ہے اور اس کا حکم نکسیر کی طرح ہے استحاضہ کا خون نماز، روزہ اور ہمبستری کے مانع نہیں ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ بنت جحش رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا تھا کہ وضو کر کے نماز پڑھتی رہ اگرچہ خون بوریا پر ٹپکتا رہے (ابن ماجہ)

marfat.com

جب نماز کاحکم ثابت ہو گیا تو روزہ اور صحبت کاحکم بھی دلالت اجماع سے ثابت ہو گیا۔استحاضہ کی صورت میں نماز وغیرہ کے لیے طہارت کی یہ صورت ہوگی کہ وہ ہر نماز کے وقت تازہ وضو کرے، پھراس وضو سے جتنے چاہے فرائض ونوافل پڑھے جب نماز کاوقت ختم ہو جائے گا تواس کاوضو بھی ٹوٹ جائے گااوراگلی نماز کے لیے نیاوضو کرنا ہوگا۔

علامہ ابوالحسن احمد بن محمد قدوری:

"واذا زادالدم على العشرة وللمراة عادة معروفة ردت الىٰ ايام عادتها ومازاد علىٰ ذلك فهو استحاضة"

اور جب خون دس دن سے بڑھ جائے اور عورت کی عادت مقرر ہوتو عورت کی مقررہ عادت سے زائدخون استحاضہ ہوگا۔

قدوری جلداول، کتاب الطھارۃ، باب الحیض

اگر حیض میں دس دن سے زیادہ خون آجائے جبکہ عورت کی مقررہ عادت اس سے کم کی ہوتو معینہ عادت کے مطابق ہی حیض سمجھا جائے گااورزائدخون استحاضہ ہوگا کیونکہ ارشادنبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ "مستحاضہ زمانہ حیض تک نماز چھوڑے رکھے۔" (ابن ماجہ) نیز مقررہ عادت سے زائد مدت ایسی ہی ہے جیسے دس دن سے زائداس لیے کہ ایک کو دوسرے کے ساتھ لاحق کردیاجائے گا۔

مستحاضہ ہر نماز کے لیے وضو کرے

حدیث مبارکہ ہے کہ:

"عدی بن ثابت عن ابيه عن جده عن النبی صلی الله عليه وآله وسلم انه قال فی المستحاضة تدع الصلوة ايام اقرائها التی كانت تحيض فيها ثم تغسل وتتوضا عند كل صلوة وتصوم وتصلی"

عدی بن ثابت بواسطہ والد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مستحاضہ کے بارے میں فرمایا کہ وہ ایام حیض میں نماز ترک کردے، پھر غسل کرے اور ہر نماز کے لیے وضو کرے، روزے رکھے اور نماز پڑھے۔

جامع ترمذی، الطہارۃ، باب ماجاء ان المستحاضۃ تتوضا لکل صلوۃ

marfat.com

علامہ ابوالحسن احمد بن محمد قدوری:

"والنفاس هو الدم الخارج عقيب الولادة والدم الذی تراة الحامل وماتراة المراة فی حال ولا دتها قبل خروج الولد استحاضة واقل النفاس لاحد له واکثر ہ اربعون يوما وما زاد على ذلك فهو استحاضة و اذا تجاوز الدم على الاربعين وقد كانت هذه المراة ولدت قبل ذلك ولها عادة فی النفاس ردت الی ایام عادتها وان لم تكن لها عادة فنفاسها اربعون يوما"

اورنفاس وہ خون ہے جو نکلے پیدائش کے بعد اور جو خون حاملہ عورت دیکھے یا کوئی عورت ولادت کے وقت بچہ پیدا ہونے سے پہلے دیکھے تو وہ استحاضہ ہے اور کم تر نفاس کی کوئی حد نہیں ہے اور اس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے اور جو اس سے زیادہ ہو وہ استحاضہ ہے جب خون چالیس روز سے بڑھ جائے اور اس عورت کے بچہ ہو چکا ہے اس سے پہلے جو اس کی مقررہ عادت تھی تو لوٹا دیا جائے گا معینہ عادت کی طرف اور اگر اس کی مقررہ عادت نہ ہو تو اس کا نفاس چالیس روز ہے۔

قدوری جلد اول، کتاب الطہارۃ، باب الحیض

حیض کی مدت

علامہ ابوالحسن احمد بن محمد قدوری:

"اقل الحيض ثلثة ايام وليا ليها ومانقص من ذلك فليس بحيض و هو استحاضة واكثره عشرة ايام وما زاد علىٰ ذلك فهو استحاضة"

حیض کی کم از کم مدت تین دن تین رات ہیں اور جو خون اس سے بھی کم ہو وہ حیض نہیں ہے بلکہ وہ استحاضہ بیماری کا خون ہے اور جو اس سے زیادہ ہو وہ استحاضہ ہے۔

قدوری جلد اول، کتاب الطہارۃ، باب الحیض

marfat.com

علامہ مرغینانی حنفی:

حیض کی کم از کم مدت تین دن اور تین راتیں ہیں اور جو اس سے کم ہے وہ استحاضہ ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کنواری لڑکی اور شادی شدہ کے لیے حیض کی کم از کم مدت تین دن اور تین راتیں ہیں اور اس کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے۔

ہدایہ اولین ص ۴۶

مولانا محمد امجد علی:

حیض کی مدت کم از کم تین دن تین راتیں یعنی پورے ۷۲ گھنٹے ایک منٹ بھی اگر کم ہے تو حیض نہیں زیادہ سے زیادہ دس دن دس راتیں ہیں۔ بہار شریعت، ج ۱، حصہ دوم، حیض کا بیان

فقہاء احناف کا استدلال

علامہ ابن ہمام حنفی:

امام دار قطنی، حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کنواری لڑکی یا شادی شدہ کے لیے حیض کی کم از کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے۔ فتح القدیر، ج ۱، ص ۱۴۳

امام ابن عدی نے کامل میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حیض تین دن سے کم ہوتا ہے اور نہ دس دن سے زیادہ ہوتا ہے۔

فتح القدیر، ج ۱، ص ۱۴۳

حیض کے خون کی رنگت

علامہ ابوالحسن احمد بن محمد قدوری:

"وماتراہ المرة من الحمرة والصفرة والكدرة في ايام الحيض فهو حيض حتىٰ ترى البياض خالصا"

اور عورت جو دیکھے سرخ اور زرد اور مٹیالا خون حیض کے دنوں میں تو وہ سب حیض ہے یہاں تک کہ دیکھے خالص سفید رنگ۔

قدوری جلد اول، کتاب الطہارۃ، باب الحیض

marfat.com

حیض کا خون مختلف رنگ کا ہوتا ہے یہ عموماً چھ رنگوں کا ہوتا ہے سرخ، مٹیالا، پیلا، سیاہ، سبز اور گدلا۔ صاحبِ قدوری کہتے ہیں کہ حائضہ عورت ایامِ حیض میں سرخ، زرد اور گدلا جس رنگ کا بھی خون دیکھے سب حیض شمار ہوگا یہاں تک کہ خالص سفید رطوبت آنے لگے۔ سیاہ اور سرخ رنگ کا خون تو بالاجماع حیض ہے گہرا زرد رنگ بھی اصح قول پر حیض ہے البتہ ہلکا زرد، گدلا اور مٹیالا بھی طرفین کے نزدیک حیض ہے البتہ سبز رنگ کے خون میں صحیح بات یہ ہے کہ اگر عورت حیض کے قابل ہے تب تو اس کو حیض ہی شمار کیا جائے گا اور اگر عورت زیادہ عمر رسیدہ ہے اور ہمشہ سبز رنگ ہی آتا ہے تو وہ حیض شمار نہ ہوگا بلکہ رحم کی خرابی پر محمول کیا جائے گا۔ بعض فقہاء کا قول ہے کہ بیاضِ خالص سفید دھاگے کی مانند ایک چیز ہے جو اختتامِ حیض کے بعد گدی پر ظاہر ہوتی ہے لیکن تحقیق یہ ہے کہ بیاض خالص سے مراد انقطاعِ حیض ہے۔

حیض کی حکمت

بالغہ عورت کے بدن میں فطرتاً ضرورت سے کچھ زائد خون پیدا ہوتا ہے تا کہ حمل کی حالت میں وہ خون بچے کی غذا میں کام آئے اور بچے کے دودھ پینے کے زمانہ میں وہی خون دودھ ہو جائے اور ایسا نہ ہو تو حمل اور دودھ پلانے کے زمانے میں اس کی جان پر بن جائے یہی وجہ ہے کہ حمل اور ابتدائے شیر خوارگی کے زمانہ میں خون نہیں آتا اور جس زمانہ میں نہ حمل ہو اور نہ دودھ پلانا ہو وہ خون اگر بدن سے نہ نکلے تو طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہو جائیں۔

حیض ونفاس اور استحاضہ میں مبتلا خواتین کے مسائل

علامہ ابوالحسن احمد بن محمد قدوری:

"والحيض يسقط عن الحائض	اور حیض ساقط کر دیتا ہے حائضہ سے نماز کو، اور
الصلوة ويحرم عليها الصوم وتقضى	روزہ رکھنا حائضہ کے لیے حرام ہے اور حائضہ
الصوم ولاتقضى الصلوة ولا تدخل	روزے کی قضاء کرے گی جبکہ نماز کی قضاء
المسجد ولاتطوف بالبيت ولاياتيها	نہیں کرے گی اور حائضہ کے لیے مسجد میں

marfat.com

زوجها ولا یجوزلحائض ولالجنب قراء۔ة القرآن ولا یجوز للمحدث مس المصحف الاان یاخذه بغلافه"

قدوری جلداول، کتاب الطھارۃ، باب الحیض

داخل ہونا اور بیت اللہ شریف کا طواف کرنا منع ہے اور حائضہ کے پاس اس کا شوہر نہ آئے اور حائضہ اور جنبی کے لیے قرآن پاک پڑھنا جائز نہیں ہے اور بے وضو کے لیے قرآن مجید کو بغیر غلاف کے چھونا جائز نہیں ہے۔

ا۔نماز کا ساقط ہونا:

حیض ونفاس کی حالت میں نماز ساقط ہوجاتی ہے نماز ساقط ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حائضہ پر نماز واجب تو ہوتی ہے لیکن عذر شرعی کی بنا پر نماز ساقط ہو جاتی ہے حالتِ حیض میں نماز پڑھنا حرام ہے خواہ رکوع وسجود والی نماز ہو یا نمازِ جنازہ ہو بلکہ سجدہ تلاوت اور سجدہ شکر کرنا بھی منع ہے ایامِ حیض کی نماز معاف ہوجاتی ہے اوراس کی قضا بھی نہیں ہے۔اگر حیض منقطع ہونے کے بعد حائضہ نے نماز کا اتناوقت پایا جس میں وہ تکبیرِ تحریمہ پڑھ سکتی تھی تو حائضہ پر یہ نماز فرض ہوگی اور اس کی قضاء لازم آئے گی۔

۲۔مانع صوم:

ایامِ حیض ونفاس میں روزہ رکھنا منع ہے لیکن ایامِ حیض ونفاس کے بعد رمضان کے روزوں کی قضاء لازم ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ رمضان کے روزے سال میں ایک مرتبہ آتے ہیں۔

۳۔مسجد میں داخلہ ممنوع:

حائضہ عورت کا مسجد میں آنا، ٹھہرنا اوراعتکاف کرنا ممنوع ہے کیونکہ حیض جنابت کے حکم میں ہے۔

۴۔بیت اللہ کا طواف کرنے کی ممانعت:

حائضہ عورت کے لیے بیت اللہ کا طواف کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ طوافِ کعبہ مسجد حرام میں ہوتا ہے اور مسجد میں حائضہ کا داخلہ ممنوع ہے۔

marfat.com

۵۔قرآن مجید پڑھنا ممنوع:

حائضہ عورت کے لیے قرآن مجید کا پڑھنا جائز نہیں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

"عن ابن عمر عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال لا تقرا الحائض ولا جنب شیئا من القرآن"

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حائضہ اور جنبی قرآن پاک سے کچھ نہ پڑھیں۔

جامع ترمذی، الطہارۃ، باب ماجاء فی الجنب والحائض انھما لا یقران القران

۶۔قرآن مجید کو چھونا بھی ممنوع:

محدث (بے وضو) کے لیے قرآن پاک کو بغیر غلاف کے چھونا جائز نہیں ہے فرمانِ الٰہی ہے کہ "**لایمسه الا المطهرون**" اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ قرآن کو ہاتھ نہ لگائے مگر پاک شخص۔ (نسائی، ابوداؤد) محدث قرآن مجید کو چھو نہیں سکتا لیکن قراءت کر سکتا ہے، محدث کا حدث تو ہاتھ میں ہوتا ہے اور جنابت کا حدث ہاتھ اور منہ دونوں میں ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ غسلِ جنابت میں ہاتھ اور منہ دونوں کا دھونا واجب ہے اور حدث کی صورت میں صرف ہاتھ کا دھونا ضروری ہے جس طرح حائضہ اور جنبی کے لیے قراءت جائز نہیں ہے تو بطریقِ اولیٰ ان کے لیے چھونا بھی جائز نہیں ہے۔

۷۔حائضہ کے ساتھ مباشرت حرام:

حائضہ عورت کے ساتھ مباشرت کرنا حرام ہے جو شخص حائضہ کے ساتھ مباشرت کو جائز سمجھتا ہے وہ شخص کافر ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِی الْمَحِیْضِ وَلَا تَقْرَبُوْا هُنَّ حَتّٰی یَطْهُرْنَ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَیْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ﴾ البقرۃ۲: ۲۲۲

پس عورتوں سے حیض میں الگ رہو، اور جب تک وہ پاک نہ ہوں ان سے جماع نہ کرو اور جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس آؤ جہاں سے اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے۔

marfat.com

۸۔حیض میں طلاق دیناحرام:

حالتِ حیض میں عورت کوطلاق دیناحرام ہے فرمانِ الٰہی ہے کہ:

﴿اِذَاطَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْھُنَّ لِعِدَّتِھِنَّ﴾ جب تم (اپنی) عورتوں کوطلاق دوتو ان کی عدت کے وقت (سب سے پہلے طہر میں) انہیں طلاق دو۔

طلاق ۱:۶۵

حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیوی کوحالت حیض میں طلاق دی تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اس طلاق سے رجوع کرنے کاحکم دیااورفرمایااس کے حیض سے پاک ہونے تک انتظار کرو۔

صحیح مسلم، کتاب الطلاق

حالتِ حیض میں طلاق نہ دینے کی ایک وجہ یہ ہے کہ حالت حیض میں عورتیں عموماً چڑچڑی اور بدمزاج ہوجاتی ہیں اوران کے جسمانی نظام میں بھی کچھ ایسا تغیر واقع ہوجاتا ہے کہ بلاارادہ ان سے وہ باتیں سرزد ہونے لگتی ہیں، جنہیں عام حالت میں وہ خود پسند نہیں کرتیں۔ یہ ایک طبی حقیقت ہے اس لیے زمانہ حیض میں میاں اور بیوی میں جونزاع واقع ہوجائے اس پر طلاق سے منع کردیا گیاہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اس حالت میں زوجین کے درمیان وہ جسمانی تعلق نہیں ہوتا جو ان کی باہمی دل چسپی اور چاہت کاایک اہم ذریعہ ہے اس زمانے میں دونوں کے درمیان بدمزگی پیداہوجانا بعید نہیں ہے یہ رکاوٹ دورہوجانے کے بعدتوقع کی جاسکتی ہے کہ شاید لطیف جذبات زوجین کو پھر باہم شیروشکر کردیں اوروہ غبار دور ہوجائے جوشوہر کوطلاق کی طرف مائل کر رہاہے انہی وجوہ کی بناپر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حالت حیض میں طلاق دینے سے منع فرمایاہے۔

۹۔حیض منقطع ہونے کے بعد غسل کرناواجب:

حیض منقطع ہونے کے بعد حائضہ عورت کے لیے غسل کرناواجب ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایاجب تک تمہارا حیض برقرار رہے ٹھہری رہو،اور جب حیض منقطع

marfat.com

ہوجائے تو پھر غسل کر کے نماز پڑھو۔ جب حیض اکثر مدت (دس دن) پوری ہونے کے بعد منقطع ہوتو شوہر کا اس کے ساتھ جماع کرنا جائز ہے اگر چہ عورت نے غسل نہ کیا ہو جبکہ غسل کے بعد اس کے ساتھ جماع کرنا مستحب ہے اگر حیض کے ایام مقرر ہوں اور ان مقررہ ایام سے کم مدت میں حیض منقطع ہوجائے تو شوہر کا اس وقت تک عورت کے ساتھ جماع کرنا جائز نہیں جب تک عورت غسل نہ کرلے۔

۱۰۔مطلقہ کی عدت:

مطلقہ عورت کی عدت تین طہر گزارنے سے پوری ہوتی ہے فرمان الٰہی ہے کہ:

﴿وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةُ قُرُوْٓءٍ﴾ البقرة۲: ۲۲۸ اور طلاق پانے والی عورتیں اپنے آپ کو تین طہر تک روکے رکھیں۔

نفاس کا خون نکلنے سے عدت پوری ہوجاتی ہے خواہ عدت طلاق ہو یا کہ بیوہ کی عدت ہو۔

۱۱۔حائضہ پر نماز کی قضاء نہیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

"عن معاذة ان امراة سالت عائشة قالت اتقضی احدانا صلوتها ایام محیضها فقالت احروریة انت قد کانت احدانا تحیض فلاتومر بقضاء"

حضرت معاذہؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کیا ہم ایام حیض کی نمازیں قضاء کریں؟ ام المومنین نے پوچھا کیا تو خارجی ہے؟ ہم میں سے کسی کو حیض آتا تو اسے ایام حیض کی نماز قضا کرنے کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔

جامع ترمذی، الطہارۃ، باب ماجاء فی الحائض انھا لاتقضی الصلوۃ

۱۲۔حیض کی حالت میں ذکر و تسبیح کا کرنا:

حیض کی حالت میں عورت کا ذکرِ الٰہی کرنا، تسبیح پڑھنا اور قبروں کی زیارت کرنا جائز ہے۔

marfat.com

۱۳۔حالتِ حیض میں وضو کرنا:

حالتِ حیض میں طہارت کی غرض سے وضو کرنا منع ہے جبکہ صفائی کی غرض سے وضو اور غسل کرنا جائز ہے۔

۱۴۔حائضہ کا اعتکاف:

حائضہ کا اعتکاف کرنا منع ہے اگر عورت اعتکاف کی حالت میں ہو اور اس کو حیض آجائے تو اس کا اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

۱۵۔کپڑے سے حیض کا خون دھونا:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ:

"عن اسماء بنت ابی بکر ان امراۃ سالت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن الثوب یصیبہ الدم من الحیضہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتیہ ثم اقرصیبہ بالماء ثم رشیہ وصلی فیہ"

حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے ایک عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حیض کا خون لگے کپڑے کے بارے میں پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسے کھرچو پھر انگلیوں سے رگڑ کر پانی بہادو اور اس میں نماز پڑھو۔

جامع ترمذی، الطہارۃ، باب ماجاء فی غسل دم الحیض من الثوب

۱۶۔مستحاضہ کو نماز اور روزہ معاف نہیں:

استحاضہ والی عورت کو نماز اور روزہ معاف نہیں ہے اس کے لیے نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا جائز ہے، اور استحاضہ کے ساتھ مباشرت کرنا بھی جائز ہے۔

marfat.com

بحث سوم حیض ونفاس میں مباشرت کے احکام

حیض ونفاس والی عورت سے مباشرت حرام ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ﴾

البقرۃ۲:۲۲۲

(اے محبوب) آپ سے لوگ حیض کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ فرمادیجیے وہ گندگی ہے، پس عورتوں سے حیض میں الگ رہواور جب تک وہ پاک نہ ہوں ان سے جماع نہ کرو،اور جب وہ پاک ہوجائیں ان کے پاس آؤ جہاں سے اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ حیض کی حالت میں عورتوں سے الگ رہواس کا یہ مطلب ہوا کہ ان سے جماع نہ کرواس کے علاوہ اور سب حلال ہے اکثر علماء کا مذہب ہے کہ سوائے جماع کے مباشرت جائز ہے احادیث میں ہے کہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ایسی حالت میں ازواج مطہرات سے ملتے جلتے تھے،لیکن وہ تہبند باندھے ہوئے ہوتی تھیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ:

"عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذا حضت يامرنى ان اتزرثم يباشرنى"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب میں حائضہ ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے چادر باندھنے کا فرماتے اور مجھ سے بوس وکنار فرماتے۔

جامع ترمذی، کتاب الطہارۃ، باب ماجاء فی مباشرۃ الحائض

حضرت عمارہ کی پھوپھی صاحبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کرتی ہیں کہ اگر عورت حیض کی حالت میں ہو اور گھر میں میاں بیوی کا ایک ہی بستر ہو تو وہ کیا کرے؟ یعنی ایسی حالت میں اس کا خاوند اس کے ساتھ سوسکتا ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا سنو! ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں تشریف لاتے ہی اپنی نماز کی جگہ تشریف

marfat.com

لے گئے اور نماز میں مشغول ہو گئے دیر زیادہ لگ گئی اور اس عرصہ میں مجھے نیند آ گئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سردی لگنے لگی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا یہاں آ و۔ میں نے کہا حضور میں تو حیض سے ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے گھٹنوں کے اوپر سے کپڑا ہٹانے کا حکم دیا اور پھر میری ران پر رخسار اور سینہ رکھ کر لیٹ گئے میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھک گئی تو سردی کچھ کم ہوئی اور اس گرمی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نیند آ گئی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر دھویا کرتی تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری گود میں ٹیک لگا کر قرآن مجید کی تلاوت فرماتے حالانکہ میں حیض سے ہوتی تھی میں ہڈی چوستی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسی ہڈی کو وہیں منہ لگا کر چوستے تھے۔ میں پانی پیتی تھی پھر گلاس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیتی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی وہیں منہ لگا کر اسی گلاس سے وہی پانی پیتے اور میں اس وقت حائضہ ہوتی تھی۔

تفسیر ابن کثیر، ج ۱، ص ۲۸

ابوداؤد میں ہے کہ میرے حیض کے شروع دنوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ساتھ ایک ہی لحاف میں سوتے تھے اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کپڑا کہیں سے خراب ہو جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی ہی جگہ کو دھوڈالتے اگر جسم مبارک پر کچھ لگ جاتا تو اسے بھی دھوڈالتے اور پھر ان ہی کپڑوں میں نماز پڑھتے۔

تفسیر ابن کثیر، ج ۱، ص ۲۸

احادیث مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ازواج مطہرات سے حالت حیض میں ہمبستری کے علاوہ مختلف صورتوں سے جنسی تسکین کا سامان کرتے تھے لیکن احادیث مبارکہ میں ہی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہی صراحت ہے کہ ''تم میں سے کس کو اپنی جنسی خواہش پر ویسا قابو ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی جنسی خواہش پر قابو رکھتے تھے''

صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب مباشرۃ الحائض فوق الازار

اس کی روشنی میں اعتزال کا لفظ بہت بامعنی ہے جس کے معنی الگ تھلگ اور بالکل دور رہنے کے ہیں مفسرین کرام نے اعتزال سے مراد بیوی سے جماع نہ کرنا، ہمبستری سے دور رہنا لیا ہے۔ احادیث مبارکہ میں اس بات کی صراحت آ گئی ہے کہ دوران حیض عورت کے ساتھ سب کچھ کر سکتے ہو سوائے جماع کے۔ اللہ تعالیٰ نے جو لفظ اعتزال فرمایا اس میں یہ حکمت ہے کہ

marfat.com

تمہاری بیویاں حالتِ حیض میں ہوں تو جنسی معاملات کی آسودگی میں ان سے الگ تھلگ رہو خاص کر اس صورت میں جب جوانی کا عالم ہو، صحت مند ہوں اور جنسی خواہش شدید ہو جس سے مباشرت اور مجامعت کا خطرہ ہو یا اس کا غالب امکان ہو اور جنسی خواہش پر قابو نہ ہو تو ایسے شخص کے لیے اپنی بیوی کے پاس جانا جائز نہیں ہے اور جس شخص کو اپنی جنسی خواہش پر کنٹرول ہو، اور اس کو یقین ہو کہ وہ اپنے آپ کو جماع سے روک لے گا تو ایسے شخص کے لیے حائضہ عورت کے پاس جانے، اس سے تمتع حاصل کرنے، اس کے ساتھ لیٹنے اور سونے میں کوئی حرج نہیں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ: جس نے حیض کی حالت میں (جماع کیا) یا بیوی کی سرین میں دخول کیا، یا کسی جوتشی کے پاس گیا اس نے جو کہا اس کو مان لیا اس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتاری گئی ہر ہر چیز کا انکار کیا اور کافر ہوا۔

جامع ترمذی، کتاب الطہارۃ، باب ماجاء فی کراھیۃ اتیان الحائض

حالتِ حیض میں عورت سے فرج میں مباشرت کرنا قرآنِ مجید، احادیثِ مبارکہ اور اجماعِ مسلمین سے حرام ہے اگر کوئی شخص حائضہ عورت کی فرج میں مباشرت کو حلال سمجھے تو وہ کافر اور مرتد ہو جائے گا اگر کوئی شخص اس کو حلال سمجھے بغیر بھول یا جہالت سے حائضہ سے جماع کرے تو اس کا کوئی گناہ نہیں ہے اور نہ کفارہ ہے۔ اگر کسی شخص کو حیض اور مسئلہ کا علم ہو اور وہ عملاً حائضہ سے فرج میں وطی کرے تو یہ گناہِ کبیرہ ہے اور اس پر توبہ واجب ہے۔

حائضہ عورت سے ناف سے لے کر گھٹنوں تک کے حصہ سے تمتع حاصل کرنا جائز نہیں ہے اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ ناف سے اوپر اور گھٹنوں کے نیچے حائضہ عورت کے ساتھ مباشرت کی جائے، اس کو اپنے جسم کے ساتھ لپٹایا جائے یا بوسہ لیا جائے یا اس کو اپنے جسم کے ساتھ مس کیا جائے یہ جائز ہے۔ حیض (Menses) کی حالت میں شوہر بیوی سے خاص جنسی تعلق مباشرت و مجامعت (Coitus) کے علاوہ ہر طرح فائدہ اٹھا سکتا ہے اور جنسی تسکین حاصل کر سکتا ہے اور اس کے ساتھ کھا پی سکتا ہے اور ایک بستر پر لیٹ سکتا ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

marfat.com

حائضہ عورت کے ساتھ مباشرت کرنے کے نقصانات

☆عورت کی اندام نہانی میں شدید درد پیدا ہوتا ہے، کبھی رحم کے اندر بیضہ دانی یا مقعد میں تیز سوزش اور جلن ہوتی ہے جس کی وجہ سے بے حد تکلیف ہوتی ہے، بسااوقات بیضہ دانی خراب ہوجاتی ہےاور بانجھ پن پیدا ہوتا ہے۔

☆حیض کا فاسد مواد مرد کے عضو تناسل میں پیوست ہوسکتا ہے جس کی وجہ سے پیشاب کی نالی میں آتشک، سوزاک اور شدید جلن پیدا ہوتی ہے کبھی یہ زہر خصیہ تک پہنچ کر سخت تباہی کا باعث بنتا ہےاور مرد لاولد رہ جاتا ہے کبھی عورت کے خون میں ''زہری'' نامی بیماری کے جراثیم ہونے کی وجہ سے مرد اس مرض کا شکار ہوجاتا ہے۔

☆عضو خاص کی جلد سخت اور کھردری ہوجاتی ہے جس سے مرد کو لذت اور مزے کی وہ کیفیت معلوم نہیں ہوتی جو ایک فطری جسم کو میسر ہے۔

☆عضو خاص میں سکڑاؤ پیدا ہوجاتا ہے ایسے مریض اپنا عضو چھوٹا ہونے کی شکایت کرتے ہیں۔

☆عورت میں شرم گاہ کی خارش اور مرد میں عضو خاص کی الرجی بڑھ کر زخموں کی شکل اختیار کرلیتی ہے۔

☆مردوں میں حالت حیض میں عورت کے ساتھ جماع کرنے کی وجہ سے پراسٹیٹ گلینڈز کے بڑھنے کے نقصانات بڑھ جاتے ہیں۔ایسے مرد بعد میں یا کچھ عرصے ہی میں پیشاب کے بند یا جلن کے ساتھ آنے کی شکایت کرتے ہیں۔

بہرکیف دوران حیض مباشرت کرنے سے مرد یا عورت کی شرمگاہ میں بانجھ پن کے جراثیم جڑ پکڑتے ہیں عضو تناسل اور اندام نہانی میں سوزش اور جلن پیدا ہوتی ہے جس سے دونوں کی صحت برباد ہوجاتی ہے اور اذیت اور تکلیف ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ روئے زمین کے جملہ اطباء اور جدید معالجین نے اس مدت میں بیوی سے دور رہنے کی سخت تاکید کی ہے جبکہ قرآن حکیم نے آج سے چودہ سو سال قبل اس بات کی صراحت کررکھی ہے۔

marfat.com

وجہ حرمتِ جماعِ حائضہ وحکمتِ اباحتِ وطی مستحاضہ

حائضہ (ماہواری والی عورت) سے جماع حرام ہونا اور مستحاضہ (جس عورت کو نقص کی بنا پر خون آتا ہو) سے جائز ہونا باوجود یہ کہ دونوں نجاستیں ہیں اس میں اللہ تعالیٰ کی کمال حکمت کارفرما ہے کہ اس نے دونوں خونوں میں فرق ظاہر کردیا کیونکہ حیض کی نجاست بہ نسبت استحاضہ کے زیادہ ترقوی ہے استحاضہ کا خون شرم گاہ کی ایک رگ سے جاری ہوتا ہے شرم گاہ سے استحاضہ کے خون کا بہنا ایسا ہے جیسا کہ ناک سے نکسیر جاری ہوتی ہے اس خون کا نکلنا مضر ہے اور اس کا بند ہونا دلیلِ صحت ہے بخلاف حیض کے، اگر حیض کا خون بند ہو جائے تو وہ موجبِ بیماری ہے اور اس کا جاری ہونا موجب صحت ہے، پس خون حیض اور استحاضہ دونوں از روئے حقیقت، حکم وسبب برابر نہیں ہیں پس یہ امر شریعتِ اسلامیہ کی خوبیوں اور محاسن میں سے ہے کہ دونوں خونوں میں فرق ظاہر کردیا جیسا کہ وہ حقیقت میں بھی الگ الگ ہی ہیں مستحاضہ کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ:

"عن عائشة قالت جاء ت فاطمة بنت ابی جیش الی النبی صلی الله علیه وآله وسلم فقالت یارسول الله صلی الله علیه وآله وسلم انی امراة استحاض فلا اطهر افادع الصلاة قال لاانماذلك عرق ولیست بالحیضة فاذا اقبلت الحیضة فدعی الصلاة واذاادبرت فاغسلی عنك الدم وصلی"

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ فاطمہ بنت جیشؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ میں حالت استحاضہ میں ہوں اور پاک نہیں کیا میں نماز ترک کردوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں یہ رگ کا خون ہے حیض کا نہیں، جب حیض آئے نماز ترک کردے اور جب حیض بند ہو جائے تو غسل کر کے نماز پڑھ۔

سنن ترمذی، کتاب الطھارۃ، باب ماجاء فی المستحاضۃ

marfat.com

حیض والی عورت کے ساتھ کھانا پینا، ملنا جلنا اور بستر پر لیٹنا

یہود اوران کی اندھی تقلید کرنے والے زمانہ جاہلیت کے عربوں کی یہ عادت تھی کہ وہ حیض والی عورتوں کے ساتھ مل کر نہیں کھاتے تھے نہ ان کے ساتھ مل جل کر رہتے تھے اسلام نے سختی کے ساتھ اس سے منع کیا جماع کے علاوہ تمتع حاصل کرنے کی اجازت دی حدیث مبارکہ ہے کہ:

"عن عبداللہ بن سعد قال سالت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن مواکلۃ الحائض فقال واکلھا"

جامع ترمذی، الطہارۃ، باب ماجاء فی مواکلۃ الجنب والحائض سورھما

حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حائضہ عورت کے ساتھ کھانا کھانے کا مسئلہ پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کے ساتھ کھا سکتے ہو۔

marfat.com

باب ششم

لومیرج اور تعددِ ازدواج

فصل اول لومیرج

فصل دوم تعددِ ازدواج

marfat.com

فصل نمبر 1

لومیرج

پسند کی شادی (Love Marriage)

لڑکے اور لڑکی کا ایک دوسرے کو پسند کرنا، محبت و پیار کرنا، ایک دوسرے کو چاہنا اور ایک دوسرے کو پسند کر کے شادی کرنا ''لومیرج'' کہلاتا ہے۔

لومیرج کی شرعی حیثیت

لومیرج یعنی پیار و محبت اور اپنی پسند کی شادی کرنا کوئی جرم نہیں ہے اور نہ ہی کوئی خلافِ شرع کام ہے بشرطیکہ شریعت کی حدود کے اندر ہو۔ شریعت تو اس چیز کی ترغیب دیتی ہے کہ تم ان عورتوں سے شادی کرو جو تمہیں پسند ہوں ظاہری بات ہے کہ آدمی کوئی چیز بھی دیکھے بغیر پسند نہیں کر سکتا اور اس کی خوبیوں اور خامیوں کو نہیں بھانپ سکتا۔ اس لیے شریعتِ اسلامی نے شادی کی غرض سے مطلوبہ عورت کو دیکھنا جائز قرار دیا ہے اور تاکید کی ہے کہ جس عورت کو نکاح کا پیغام دینا چاہو تو اسے پہلے دیکھ کر پسند کر لیا کرو۔ مرد کی طرح شریعتِ اسلامی نے اپنی پسند کی شادی کا اختیار عورت کو بھی دیا ہے نکاح کے وقت عورت کی رضامندی کو نکاح کے لیے ضروری قرار دیا ہے اگر عورت انکار کر دے تو دنیا کا کوئی بھی قانون اس کا زبردستی نکاح نہیں کر سکتا۔ شادی میں شریعت نے پسند کا اختیار یک طرفہ نہیں رکھا بلکہ دونوں کی رضا اور پسند پر ہے کہ مرد جس عورت کو چاہتا ہے جس سے پیار کرتا ہے جس کو پسند کرتا ہے اور جس کے ساتھ محبت کرتا ہے اور عورت بھی اس مرد کو چاہتی ہے اور اس کے ساتھ شادی کرنا چاہتی ہے تو اسلام انہیں شادی کی اجازت دیتا ہے اور اگر محبت اور پسند کا معاملہ یک طرفہ ہو تو اسلام طرفین میں سے کسی کو بھی شادی پر مجبور کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ محبت و پسند کی شادی سے مراد یہ ہے کہ مرد اور عورت دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہوں اور شادی کرنا چاہتے ہوں۔

marfat.com

لو میرج یعنی پسند ومحبت کی شادی کا تصور آج کل معاشرے میں خصوصاً مغربی معاشرے میں جو پایا جا رہا ہے یہ اسلام کا تصور نہیں ہے اور نہ ہی اسلام اس چیز کی اجازت دیتا ہے اس تصور نے تو اسلام کے تصور کو بدنام کر دیا ہے معزز اور شریف گھرانوں میں لو میرج کا نام ہی برا اور بے حیائی کا موجب تصور کیا جاتا ہے اور خاص کر لڑکی کے والدین اسے اپنی عزت کا مسئلہ سمجھتے ہیں جو لڑکی صاف الفاظ میں اپنی محبت اور پسند کا اظہار کر دے اور اپنی مرضی کے خلاف شادی کرنے سے انکار کر دے اس کو تو گھر میں جینے کا حق نہیں رہتا اور اسے بے حیاء اور بے غیرت کے القاب سے نوازا جاتا ہے لڑکی کو اپنی پسند کی شادی کی اجازت نہیں دی جاتی بعض اوقات اس کے نتائج بہت برے نکلتے ہیں لڑکی اور لڑکے کو اپنی پسند کی شادی کی اجازت نہیں دی جاتی تو یہ موقع پا کر گھر سے بھاگ جاتے ہیں اور کورٹ میرج کر لیتے ہیں جو والدین کے لیے بہت شرمندگی اور پریشانی کا باعث بنتے ہیں اس کی ہمیں بہت سی مثالیں ملتی ہیں ان میں ایک مشہورِ زمانہ ''صائمہ ارشد لو میرج کیس'' ہے صائمہ اور ارشد ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے اور شادی کرنا چاہتے تھے لیکن صائمہ کے والدین نے ایک مذہبی گھرانہ ہونے کے باوجود شادی کی اجازت نہ دی۔ صائمہ کے والدین کی طرف سے انکار ہونے کی وجہ سے صائمہ اور ارشد نے گھر سے بھاگ کر کورٹ میرج کر لی اس پر صائمہ کے والدین نے عدالت میں تنسیخِ نکاح کا مقدمہ دائر کر دیا اس مسئلے کو میڈیا نے لاہور سے اٹھا کر پورے پاکستان بلکہ عالمی دنیا میں پہنچا دیا آئے روز اخبارات میں اس کیس کی عدالتی کاروائی اور ان کے بیانات مع تصاویر چھپنے لگے۔ آخر کار تقریباً ایک سال بعد لاہو ہائی کورٹ کے جسٹس خلیل الرحمٰن رمدے اور جسٹس ملک قیوم نے ۱۱ مارچ ۱۹۹۷ء کو اس کیس کا فیصلہ سناتے ہوئے صائمہ ارشد کی لو میرج کو جائز قرار دے دیا۔

روزنامہ جنگ، ۱۲ مارچ ۱۹۹۷ء لاہور

پسند کی شادی کرنا لڑکی اور لڑکے کا دینی، مذہبی، اسلامی، قانونی، اخلاقی، سماجی اور معاشرتی حق ہے لیکن یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ عائلی و اسلامی قوانین اس چیز کی اجازت نہیں دیتے کہ لڑکی کو گھر سے بھگا کر، اغواء کر کے نکاح کر لیا جائے۔ لڑکی کو گھر سے بھگانا غیر شرعی اور غیر قانونی فعل ہے اس پر سزا مرتب ہوگی۔ والدین کو چاہیے کہ بچوں کو اس چیز کا موقع فراہم نہ کریں ان کو اپنی پسند کی شادی کرنے کا اسلامی، مذہبی، شرعی، اخلاقی اور معاشرتی حق دیں تا کہ بچے والدین کے لیے شرمندگی کا باعث نہ بنیں اور ان کو ایسی غلیظ حرکت کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔

marfat.com

فقہاءِ کرام کے نزدیک لومیرج

ہدایہ شریف میں ہے کہ:

"ینعقد نکاح الحرة العاقلة البالغة برضائها وان لم یعقد علیها ولیها بکرا کانت اوثیبا"

آزاد عاقل بالغ لڑکی کا نکاح اس کی رضامندی سے ہو جاتا ہے، خواہ اس کا ولی نہ کرے، کنواری ہو یا ثیبہ۔

"ولایجوز للولی اجبار البکر البالغة علی النکاح" ہدایہ، ۲:۲۸۲

ولی کو اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ کنواری بالغ لڑکی کو نکاح پر مجبور کرے۔

پسند کی شادی کرنے کا قرآنی حکم

ہر عاقل بالغ آزاد لڑکا، لڑکی اپنی مرضی سے شرعاً نکاح کر سکتے ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ حق دیا ہے کہ جو تمہیں پسند ہوں ان سے نکاح کرو ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿فَانْکِحُوْا مَاطَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ﴾ النساء ۴:۳

پس نکاح کرو ان عورتوں سے جنہیں تم پسند کرتے ہو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اذاخطب احدکم المراة فان استطاع ان ینظر الی مایدعوه الی نکاحها وتزوجهافتزوجتها"

سنن ابوداؤد، کتاب النکاح، باب فی الرجل ینظر الی المراة هویرید تزویجها

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے اگر اس کی خوبیاں دیکھنا ممکن ہوں کہ اس کے لیے باعثِ رغبت ہوں تو دیکھے۔

شادی کے معاملے میں لڑکی کی مرضی

اسلام کی نظر میں عورت کا انسانی درجہ مرد کے برابر ہے اس کی رائے اور احساسات و جذبات قابلِ لحاظ و احترام ہیں اسے بھیڑ بکریوں کی طرح ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ اور ایک گھر سے دوسرے گھر میں شادی کے نام پر منتقل کرنے کی اجازت نہیں ہے اسلام شادی کے معاملے میں لڑکی کی رائے کو اتنی اہمیت دیتا ہے کہ شادی کی اصل روح ہی ایجاب وقبول

marfat.com

کوٹھہرایا گیا ہے گواہوں کی موجودگی میں لڑکی سے دریافت کیا جاتا ہے کہ اس کے والدین یا سرپرستوں نے جس کے ساتھ اس کا رشتہ طے کیا ہے وہ اسے قبول ہے یا کہ نہیں؟ اگر لڑکی قبول کرنے سے انکار کردے تو نکاح کی شرعی حیثیت باقی نہیں رہتی۔

اسلام نے شادی کی غرض سے عورت کو دیکھنے کی اجازت دی ہے لیکن اس میں مبالغہ کی اجازت نہیں۔ اسلام عورتوں کے لیے یار باشی، آوارہ خیالی اور آزادانہ طور پر مردوں کے ساتھ میل ملاپ کو برا سمجھتا ہے لیکن والدین کے زیرِ انتظام، ان کی سرپرستی میں طے ہونے والے رشتوں میں عورت کی ایماء ومنشاء کا مکمل لحاظ رکھتا ہے یہ خود ولیوں اور والدین کا فرض ہے کہ وہ اپنی بیٹی، بہن کی شادی کے معاملات میں اسلامی تعلیمات کے مطابق لڑکی کی رائے لیں اور اس کا پورا احترام کریں۔ لیکن ہمارے معاشرے میں افراط وتفریط پایا جاتا ہے بعض گھرانوں میں لڑکے اور لڑکی کو ایک دوسرے کو ملنے، بات چیت کرنے اور دیکھنے تک کی اجازت نہیں ہوتی جبکہ اس کے برعکس کچھ گھرانے ایسے ہیں جہاں لڑکے اور لڑکی کو شادی کی غرض سے ایک دوسرے کو جانچنے کے لیے کھلی چھٹی دے کر ہفتہ بھر کے لیے تفریحی مقامات پر بھیج دیا جاتا ہے جہاں وہ اکیلے رہتے ہیں اور جو مرضی کریں ان سے پوچھنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ یہ دونوں انتہائیں ہیں اور اسلام کے نزدیک یہ جائز نہیں اسلام لڑکے لڑکی کو ایک دوسرے کو دیکھنے اور بات چیت کرنے کی اجازت ایک حد تک دیتا ہے لیکن انتہائی خلوت کی اجازت نہیں دیتا ضروری ہے کہ وہاں کوئی تیسرا بھی موجود ہو۔ یہ عجیب بات ہے کہ دعوت میں باقی تو سب چلے جاتے ہیں اور لڑکی اور لڑکے کے گھر والے اور رشتہ دار سب لڑکی اور لڑکے کو دیکھ لیتے ہیں لیکن جن کی شادی ہونی ہے اور جنھوں نے مل کر زندگی گزارنی ہے انہیں آمنے سامنے نہیں آنے دیا جاتا ہے انہیں ایک دوسرے کو دیکھنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ آج کل اس کی بہترین صورت یہ ہے کہ لڑکی والے اپنے گھر میں لڑکے والوں کی دعوت کریں اور دعوت میں لڑکے کو بھی مدعو کیا جائے۔ لڑکی معمول کے مطابق کھانا وغیرہ تیار کر کے پیش کرے۔ لڑکی کو بھی بتا دیا جائے کہ فلاں لڑکا ہے اور لڑکے کو بھی بتا دیا جائے کہ فلاں لڑکی ہے تا کہ اگر دونوں نے پہلے نہیں دیکھا ہوا تو ایک دوسرے کو دیکھ لیں اور پسند کرلیں۔ اگر لڑکے اور لڑکی کو تھوڑا سا وقت بات چیت کے لیے بھی دے دیا جائے تو بہتر ہے تا کہ گفتگو کے ذریعے ایک دوسرے کے ذہن اور نفسیات کا اندازہ لگالیں۔ اسلام اس سے زیادہ

marfat.com

قربت اور تنہائی کی اجازت نہیں دیتا۔ یورپ کے برعکس اسلام میں لڑکی سے موافقت اور مزاج کی یکسانیت کی جانچ پرکھ، ہونے والی بیوی کی شکل وصورت اور دوسرے تمام پہلوؤں سے اس کی طرف سے اطمینان کے لیے اجازت کی آخری حد یہی ہے کہ لڑکا صرف لڑکی کو دیکھ سکتا ہے اور بات چیت کرسکتا ہے لڑکی کے ساتھ تنہائی اور خلوت کی کوئی گنجائش نہیں اسلام میں غیر محرم عورت کے ساتھ تنہائی میں ملنے کی اجازت نہیں کیونکہ اس سے برائی میں پڑنے کا اندیشہ ہوتا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''کوئی شخص کسی عورت کو تنہائی میں نہ ملے کیونکہ اس وقت تیسرا ان کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔''

جامع ترمذی، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی کراھیۃ الدخول علی المغیبات

مرد کے لیے شادی سے پہلے عورت کو دیکھنے کی اجازت ہے لیکن اس میں یہ شرط بھی ہے کہ یہ دیکھنا شادی کی نیت سے ہو۔ لذت، شہوت اور گناہ بھری نظر سے دیکھنا جائز نہیں ہے ایک حدیث مبارکہ، جس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کو شادی کا پیغام دے تو اس کے لیے کوئی حرج نہیں ہے کہ اس کو دیکھ لے۔ البتہ اس کا دیکھنا رشتہ کی غرض سے ہی ہونا چاہیے۔ عورت کو اس کا پتہ نہ ہو تب بھی اسے دیکھ سکتا ہے۔

عورت کا ازخود نکاح کرنا

مردوں کی طرح عورتوں کو بھی یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ بھی اپنی پسند کے مردوں سے نکاح کریں اسی لیے نکاح کے وقت عورت سے اجازت لینا ضروری ہے کہ اگر وہ مرد کو پسند کرتی ہے تو اس سے نکاح کرلے اور اگر ناپسند ہو تو نکاح کرنے سے انکار کردے حدیث مبارکہ ہے کہ:

''ابو هريرة رضى الله تعالىٰ عنه ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال لاتنكح الايم حتى تستامر ولاتنكح البكر حتىٰ تستاذن قالوا يارسول الله وكيف اذنها قال ان تسكت''

صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب استیذان الثیب فی النکاح بالنطق والبکر بالسکوت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا غیر شادی شدہ لڑکی سے مشورہ لیے بغیر اس کا نکاح نہ کیا جائے اور کنواری کی اجازت لیے بغیر اس کا نکاح نہ کیا جائے، صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کنواری کی اجازت کس طرح ہے؟ فرمایا اس کی خاموشی۔

marfat.com

حضوراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

"عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال الایم احق بنفسها من ولیها والبکر تستاذن فی نفسها واذنها صماتها قال نعم"

صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب استیذ ان الثیب فی النکاح بالنطق۔۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ولی کی بہ نسبت غیر شادی شدہ لڑکی (خواہ کنواری ہو یا بیوہ) اپنے نفس کی زیادہ حق دار ہے اور باکرہ سے بھی اس کے بارے میں اجازت لینی چاہیے اور اس کی اجازت خاموشی ہے کہا جی ہاں۔

حضوراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

"عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال الثیب احق بنفسها من ولیها والبکر تستامر واذنها سکوتها"

صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب استیذ ان الثیب فی النکاح بالنطق۔۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیوہ ولی کی بہ نسبت اپنے نفس کی زیادہ حقدار ہے اور کنواری لڑکی سے بھی اجازت لی جائے گی اور اس کی اجازت اس کی خاموشی ہے۔

عورت کی پسند کے خلاف نکاح کرنا

عورت کو اسلام نے نکاح کے معاملے میں مکمل آزادی اور اختیار دیا ہے کہ وہ جسے پسند کرتی ہے اور جس کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہے اپنی مرضی سے کرسکتی ہے کوئی اس کا زبردستی نکاح نہیں کرسکتا اگر اس کی مرضی کے خلاف زبردستی کسی نے نکاح کیا تو یہ نکاح باطل ہو گا احادیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضوراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے نکاح باطل قرار دے دیے جو عورت کی مرضی کے خلاف کیے گئے تھے حضوراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

"عن خنسابنت حذام الانصاریة ان اباها زوجها وهی ثیب فکرهت

حضرت خنساء بنت حزام انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ان کے باپ نے ان

marfat.com

ذٰلك فاتت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فرد نكاحها"

صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب اذا زواج ابنۃ وھی کارھۃ فنکاحہ مردود

کا نکاح کردیا درآں حالیکہ وہ بیوہ تھیں اوران کو یہ نکاح ناپسند تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس نکاح کو رد کردیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

"عن ابی سلمة بن عبدالرحمٰن قال جاء ت امراة الى النبى صلى الله عليه وآله وسلم فقالت يارسول الله صلى الله عليه وآله وسلم !ان عم ولدى خطبنى فرده ابى وزوجنى وانا كارهة قال :فدعا اباها ،فساله عن ذلك فقال :انى انكحتهاولم ا'ل ماخيرا فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لانكاح اذهبى فانكحى من شئت "

المصنف ، ج ۲۔۴ ص ۱۳۴

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمان بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر ایک عورت نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے چچا کے بیٹے نے مجھے نکاح کا پیغام دیا اور میرے باپ نے اس کو مسترد کردیا اور میرا نکاح وہاں کردیا جہاں مجھے پسند نہیں تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے والد کو بلایا اور اس سے یہ معاملہ دریافت فرمایا اس کے باپ نے کہا میں نے اس کے نکاح میں کسی بہتری کو ترک نہیں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ نکاح نہیں ہوا۔ اور (عورت سے فرمایا) جاؤ جس سے چاہو نکاح کرلو!۔

شادی صرف والدین کی پسند سے یا لڑکے اور لڑکی کی پسند بھی

بچوں پر والدین کا بہت بڑا حق اور احسان ہے بچے والدین کے احسانات کا بدلہ نہیں چکا سکتے والدین بچوں کی تمام تر ضروریات اور ان کی خواہشات پوری کرتے ہیں اپنے بچوں کا مستقبل (Future) اچھا بنانے کے لیے انہیں اچھے اداروں (Institutions) سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں بھیجتے ہیں بچوں کی اچھی تعلیم وتربیت کرنا والدین کا فرض ہے یہ فرض جہاں تک ممکن ہوسکے انہیں پورا کرنا چاہیے تاکہ بچے اچھی تعلیم وتربیت حاصل کر کے

marfat.com

والدین کی خدمت، ادب واحترام کریں اوران کا نام روشن کریں۔والدین کا ادب واحترام کرنا اوران کے حقوق کا خیال رکھنا بچوں پر واجب ہے لیکن والدین کو بھی چاہیے کہ بچوں کے حقوق کا بھی خیال رکھیں ایسے نامناسب فیصلے نہ کریں جو بچوں کی زندگی پر برا اثر ڈالیں، خاص کر شادی کے معاملہ میں والدین یہ چاہتے ہیں کہ بچے اپنی پسند اور مرضی کی بجائے ہماری پسند اور مرضی کے مطابق شادی کریں کیونکہ ہم نے انھیں پڑھایا، ان پر پیسہ خرچ کیا ہے اس لیے ان کی شادی کا فیصلہ کرنا ہمارا حق بنتا ہے۔

مصنف کی والدین سے مؤدبانہ اپیل اور گزارش ہے کہ ٹھیک ہے کہ آپ نے اپنے بچوں کی پرورش اور تعلیم وتربیت اچھے طریقے سے کی، ان پر سرمایا خرچ کیا جو کہ آپ کا فرض بنتا تھا آپ نے اچھی طرح سے اپنا فرض ادا کیا اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عطا فرمائے گا۔آپ نے بچوں پر جو احسان کیا ہے اس کا بدلہ اب اس صورت میں مت لو کہ ان کی پسند اور مرضی کے خلاف ان کی شادی کرو تا کہ یہ ساری زندگی مصائب وتکالیف میں پھنسے رہیں اور تمہیں یاد کرتے رہیں اگر آپ نے ان کی شادی کا فیصلہ اپنی پسند اور مرضی سے، ان کی پسند اور مرضی کے خلاف کر دیا تو آپ نے ان کے مستقبل کو بہتر بنانے کے لیے ان پر جو پیسہ، وقت خرچ کیا وہ ضائع جائے گا اور آپ نے اپنے احسان کا بدلہ ان کی ازدواجی زندگی کی خوشیاں، پیار ومحبت اور الفت وچاہت کو چھین کر لے لیا۔میری آپ سے مودبانہ گزارش اور اپیل یہ ہے کہ آپ اپنے بچوں کا مستقبل بہتر چاہتے ہیں اور ان کے بہتر مستقبل کے لیے فیصلے کرتے ہیں لیکن **"شادی"** ان کے مستقبل کا ایک ایسا فیصلہ ہے جس کا تعلق ان کی پوری زندگی سے ہے جس کی بنیاد پر انھوں نے ایک نئی زندگی کا آغاز کرنا ہے ان کی اس نئی زندگی کی کامیابی، امن وسکون، پیار ومحبت اور الفت وچاہت کا دارومدار اسی فیصلے پر ہے یہ فیصلہ ان کی زندگی کو اسی دنیا میں ایک دوسرے کے لیے جنت بھی بنا سکتا ہے اور دوزخ بھی بنا سکتا ہے اگر لڑکا اور لڑکی ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں اور وہ شادی کرنا چاہتے ہیں ان دونوں میں ذہنی ہم آہنگی پائی جاتی ہے تعلیم وتربیت کے لحاظ سے دونوں ہم پلہ ہیں تو ان کی یہ شادی اسی دنیا میں ان کے لیے جنت ثابت ہوگی اگر اس کے برعکس لڑکا اور لڑکی ایک دوسرے کو نہیں چاہتے، ان میں ذہنی ہم آہنگی نہیں پائی جاتی اور یہ ایک دوسرے کے ہم پلہ نہیں ہیں تو ایسی صورتِ حال میں ان کے والدین ان کی مرضی کے بغیر زبردستی ان کی

marfat.com

شادی کر دیتے ہیں تو یہ شادی اس دنیا کو ان کے لیے جہنم بنا دے گی ساری زندگی ان میں نا اتفاقی اور لڑائی جھگڑا رہے گا۔ لہذا اس فیصلے میں اپنی مرضی کے ساتھ بچوں کی مرضی اور خواہش کو بھی مد نظر رکھا جائے بلکہ بچوں کی مرضی کو اپنی مرضی اور خواہش پر ترجیح دی جائے کیونکہ اس فیصلے پر ان کی زندگی کا دارومدار ہے اگر بچے آپ کے اس فیصلے کو ماننے سے انکار کرتے ہیں تو یہ بچوں کی نافرمانی اور گستاخی مت سمجھو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی پسند کی شادی کرنے کی نہ صرف اجازت دی ہے بلکہ یہ حکم دیا ہے کہ جو عورتیں تمہیں پسند ہوں ان سے شادی کرو ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾ ترجمہ: پس تم ان عورتوں سے نکاح (شادی) کرو جو تمہیں پسند ہوں۔ اسی طرح اسلام نے عورت کی مرضی اور پسند کا خیال رکھتے ہوئے نکاح کی یہ شرط عائد کر دی ہے کہ عورت سے اجازت لے کر اس کا نکاح کرو کہ جس مرد سے اس کا نکاح کیا جا رہا ہے وہ اس سے نکاح کرنا بھی چاہتی ہے یا کہ نہیں، اس وقت تک نکاح ہو ہی نہیں سکتا جب تک عورت اپنی مرضی اور خوشی سے نکاح کرنے کے لیے ہاں نہ کر دے۔

والدین کی پسند کے مطابق اگر لڑکا یا لڑکی شادی کرنے سے انکار کر دیتے ہیں تو والدین کو چاہیے کہ بچوں کو پیار سے سمجھائیں کہ اس میں آپ کا فائدہ ہے ہم ایسا آپ کے فائدہ کے لیے ہی کر رہے ہیں ہم آپ کے دشمن نہیں ہیں اس کے باوجود بھی اگر بچے نہ مانیں اور انکار کریں تو زبردستی ان کی پسند کے خلاف شادی مت کریں، بچوں کے انکار کی وجہ معلوم کریں اگر انکار کی وجہ جائز اور مناسب ہو تو ان کا یہ انکار گستاخی مت سمجھو اور بہت ہی زیادہ ناراضگی کا اظہار مت کرو کہ بچے آپ کی اس ناراضگی کی وجہ سے ہر وقت پریشان رہیں کیونکہ زندگی تو انھوں نے مل کر گزارنی ہے اگر وہ ایک دوسرے کو چاہتے ہی نہیں، پسند ہی نہیں کرتے اور ایک دوسرے کے ساتھ شادی کرنے سے انکار کر رہے ہیں ان حالات کے باوجود زبردستی یا مجبوراً یہ شادی کر بھی لیں تو کیا یہ ہنسی خوشی سے زندگی بسر کر سکیں گے؟ کیا یہ ایک دوسرے کے لیے راحت وسکون کا سبب بنیں گے؟ کیا شادی کے مقاصد پورے ہوں گے؟ نہیں ہرگز نہیں، یہ شادی تو الٹا ان کے لیے مصیبت اور عذاب بن جائے گی۔ اس لیے والدین کو چاہیے کہ بچوں کی شادی چاہے لڑکا ہو یا لڑکی ان کی اجازت، مرضی اور پسند کے خلاف ہرگز ہرگز نہ کریں، ہر صورت میں اپنی پسند کے ساتھ ساتھ بچوں کی پسند اور مرضی کا بھی خیال رکھیں یہ بچوں کے بھی اور آپ کے مفاد میں بھی

marfat.com

ہے کیونکہ والدین تب ہی خوش رہ سکتے ہیں جب بچے اپنے اپنے گھروں میں خوش ہوں، بچوں کی خوشی کے ساتھ والدین کی خوشی ہے۔

محبت وچاہت والفت

شیکسپیئر ایک بہت ہی مشہورافسانہ نگار(Novelist)اور نامورشاعر(Poet) ہے شیکسپیئر کی یہ خوبی ہے کہ یہ فطرت کے بہت قریب لکھتا ہے فطرتی چیزوں پر بہت گہرا مطالعہ ہونے کی بناپراس نے اپنی شاعری اورافسانہ نگاری میں فطرتی چیزوں پر بہت ہی حقیقت پسندانہ تجزیہ کیاہے وہ اپنی نظم ''ALL THE WORLD'S A STAGE''میں لکھتا ہے کہ دنیاایک سٹیج ہےاورانسان ایکٹرز ہیں شیکسپیئر نے اس نظم میں انسان کی زندگی کوسات کرداروں میں تقسیم کیاہے ہرانسان پیدائش سے لے کر بڑھاپے تک اپنی زندگی میں سات کرداراداکرتا ہے انسان اس دنیا میں آتا ہےاور باری باری اپنا کرداراداکرتے ہوئے چلا جاتا ہے۔کسی نے بھی یہاں بیٹھے نہیں رہنا ہرایک نے آتا ہےاوراپنی زندگی کامخصوص عرصہ گزارکر چلے جاتا ہے۔انسان کی زندگی تو گزرجاتی ہے چاہے ہنسی،خوشی، پیاروںمحبت،عیش وآرام،امن وسکون سے گزرے یا غمی،نفرت وکدورت،مصائب وآلام اور پریشانی ودکھ درد کے عالم میں گزرے۔زندگی چلتی گاڑی کانام ہے جس کے راستے میں کوئی بھی اورکہیں بھی سٹاپ نہیں ہے گویازندگی تان سٹاپ گاڑی کانام ہے۔زندگی تو گزرہی جانی ہے لیکن زندگی گزارنے کامزہ اسی میں ہے کہ انسان اسے ہنسی،خوشی،امن وسکون، پیاروںمحبت اورالفت وچاہت کے ساتھ انجوائے کرتا ہوا گزارے پریشانیاں اوردہنی ٹینشن لینے کی بجائے زندگی سے لطف اندوز ہو۔ان مقاصد کے حصول کے لیےضروری ہے کہ انسان کی ازدواجی زندگی پرامن وپرسکون ہو،ازدواجی زندگی کو پرسکون بنانے کے لیے میاں بیوی میں الفت وچاہت ، پیار ومحبت ،ہنسی مذاق اورایک دوسرے کے لیے احساس کا ہونا بہت ضروری ہے میاں بیوی کوکوشش کرنی چاہیے کہ وہ ایسے طورطریقوں پرعمل پیراہوں جن سے ان میں پیاروںمحبت اورالفت وچاہت میں اضافہ ہواورگھرمیں ہنسی مذاق اوربے تکلفی کاماحولCreateہو۔

marfat.com

میاں بیوی کا اکٹھے کھانا کھانا

میاں بیوی کا اکٹھے کھانا کھانا باہمی پیار ومحبت اور الفت وچاہت کی نشانی ہے اس لیے میاں بیوی کو چاہیے کہ کھانا اکٹھے بیٹھ کر کھائیں اگر شوہر شام کو گھر دیر سے آتا ہے تو بیوی کو چاہیے کہ اس کا انتظار کرے جب شوہر گھر آئے تو اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائے اس طرح شوہر کے دل میں بیوی کے لیے مزید الفت وچاہت اور پیار ومحبت پیدا ہوگا۔

ہنسی مذاق

میاں بیوی کو ایک دوسرے سے ہنسی مذاق کرنا چاہیے اس طرح ایک تو دل کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے کوئی پریشانی ہو تو اس میں ی آتی ہے ذہن تازہ (Fresh) ہو جاتا ہے جو باتیں آدمی Serious ہو کر نہیں کہہ سکتا وہ با ں مذاق ں کہہ دیتا ہے اور اس میں کوئی شرم بھی محسوس نہیں کرتا۔ دوسرا یہ کہ اس سے میاں یوی میں Under standing پیدا ہوتی ہے اگر آدمی چوبیس گھنٹے Serious ہی رہے منہ چڑھائے رکھے تو ماحول میں کشیدگی رہتی ہے ایک گھر میں رہتے ہوئے بھی اپنائیت پیدا نہیں ہوتی۔

☆ پیار ومحبت کی باتیں

☆ میاں بیوی کا ایک دوسرے کے لیے نرم گوشہ رکھنا

☆ میاں بیوی کا ایک دوسرے کا خیال رکھنا

☆ میاں بیوی کا ایک دوسرے کے کام میں مدد کرنا

☆ میاں بیوی کا ایک دوسرے کی ضروریات کا خیال رکھنا

☆ میاں بیوی کا ایک دوسرے کو تحفہ (GIFT) دینا

☆ میاں بیوی کا ایک دوسرے پر اعتماد کرنا

☆ میاں بیوی کا ایک دوسرے کی خواہشات کا احترام کرنا

☆ میاں بیوی کا ایک دوسرے کے ساتھ حسنِ اخلاق کے ساتھ پیش آنا

marfat.com

میاں بیوی کی حقیقی خوشی

ازدواجی زندگی کی خوشی اورسکون میاں بیوی کی آپس میں مفاہمت (Under standing)ایک دوسرے کے لیے پیارومحبت اورالفت وچاہت سے تعلق رکھنے میں ہے ازدواجی زندگی کی کامیابی اسی میں ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کے ساتھ پیارومحبت اورالفت وچاہت اورنرم رویے کے ساتھ پیش آئیں۔ازدواجی زندگی کی کامیابی اس میں نہیں ہے کہ ماڈرن لباس زیب تن کیا جائے،کھاناFive Starہوٹلوں میں کھایاجائے،گھرسامان سے بھرا ہوا ہو،میاں کی علیحدہ گاڑی ہواور بیوی کی علیحدہ گاڑی ہولیکن میاں بیوی میں باہمی مفاہمت (Under standing)ہی نہ ہو،ان میں ایک دوسرے کے لیے پیارومحبت اورالفت وچاہت ہی نہ ہومیاں بیوی کوایک دوسرے کااحساس ہی نہ ہو،آپس میں ان کے گفتگوکرنے کا انداز اورلہجہ غیروں جیسا ہوتوان حالات میں میاں بیوی کوذہنی سکون میسرنہیں آسکتا۔جب تک میاں بیوی ایک دوسرے سے خوش نہ ہوں اورایک دوسرے کے لیے تسکین کازریعہ نہ بنیں میاں بیوی کوکبھی بھی حقیقی خوشی اورذہنی سکون نہیں مل سکتا میاں بیوی کی حقیقی خوشی اورسکون آپس میں دوستانہ ماحول، پیارومحبت اورالفت وچاہت سے ہی میسرآسکتا ہے۔

عورت کی کمزوری پیارومحبت

عورت پیارکرنے کے قابل ہے عورت کواپنابنانے کے لیے اس کی کمزوری یہ ہے کہ اس سے پیارکیجیے،سختی،ڈرادھمکا کرعورت کادل نہیں جیتا جاسکتااوراس کے دل میں اپنی جگہ نہیں بنائی جاسکتی چاہے عورت جس روپ میں کیوں نہ ہوعورت چاہے بیٹی،،بہن،،بہو،ماں یابیوی کے روپ میں ہو۔آپ عورت سے پیارکیجیے یہ آپ پرمرمٹنے کے لیے تیارہوجائے گی یہ آپ کاہر مطالبہ تسلیم کرے گی آپ کے ہرحکم کی تعمیل کرے گی مگر پیار سے،کیونکہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے اگرہم اسے سیدھا کرنے کی کوشش کریں گےتو یہ ٹوٹ جائے گی سیدھی نہیں ہوگی بہتری اسی میں ہے کہ اس سے اسی حال میں فائدہ اٹھایاجائے۔

marfat.com

ہنی مون

نیا شادی شدہ جوڑا اپنی ازدواجی زندگی کے ابتدائی ایام کو مزید خوشگوار بنانے کے لیے گھر سے باہر خوبصورت، تاریخی اور پرفضا مقامات کی سیر کے لیے نکل جاتا ہے اس کا زوجین کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ ان کو ایک دوسرے کے مزاج، پسند اور ناپسند، ذہن اور طبیعت کو جاننے میں مدد ملتی ہے پیار و محبت اور الفت و چاہت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسلام دین فطرت ہے اور بے جا تشدد اور سختی کو پسند نہیں کرتا، بے جا کسی بھی چیز کو حرام نہیں کرتا۔ اگر آدمی کے معاشی حالات ٹھیک ہوں اور ہنی مون کی وجہ سے کسی دوسرے اہم تقاضہ شرعی کے مجروح ہونے کا خدشہ نہ ہو تو نئے شادی شدہ جوڑے کے ہنی مون منانے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ نئی شریک حیات کی قدر، دلداری، تواضع اور الفت و چاہت اور پیار و محبت کا اظہار کرنا مستحسن ہے۔

marfat.com

فصل نمبر2

تعددِازدواج

بحث اول تعددِ ازدواج عورتوں پر ظلم نہیں

تعددِازدواج کامفہوم

مردکاایک ہی وقت میں ایک سے زائدعورتوں سے شادی کرلینا تعددِازدواج کہلاتا ہے یعنی مردکاایک ہی وقت میں ایک سے زائدبیویاں رکھنا تعددِازدواج ہےارشادِباری تعالیٰ ہے:

﴿فَانْكِحُوْا مَاطَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً﴾ النساء۴:۳

تو نکاح میں لاؤ جوعورتیں تمہیں پسندآئیں دو دواور تین تین اور چارچار۔پس اگرتم کواندیشہ ہو کہ تم عدل نہ کرسکو گے تو پھر ایک پر ہی قناعت کرو۔

اس آیت مبارکہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے مردکوتعددِازدواج کی اجازت کچھ شرائط وحدود کے ساتھ دی ہے کہ مردایک سے زائد بیویاں رکھ سکتا ہے مگرساتھ شرط یہ ہے کہ وہ ان کے ہرطرح کے حقوق ادا کرنے کی صلاحیت اور وسائل بھی رکھتاہواگر وہ ان کے حقوق ادانہیں کرسکتاتو وہ ایک بیوی پر ہی اکتفا کرے۔دوسرااللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کے ذریعے تعددِازدواج کی حد یہ بیان فرمائی ہے کہ ایک مردایک وقت میں چار سے زیادہ بیویاں نہیں رکھ سکتا۔یہ اس کے لیے آخری حد ہے مردکوایک شادی کرنی چاہیے اس کے بعد اگر دوسری کی ضرورت پڑے تو دوسری کرے اوراسی طرح ضرورت کے تحت چارتک کرسکتا ہے چار سے زیادہ نہیں کرسکتا۔

مرد کے لیے تعددِازدواج چارتک محدود ہونے کی وجہ

ایک وقت میں مردکوزیادہ سے زیادہ چار بیویاں رکھنے کی اجازت دی گئی ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی خاص حکمت اور مصلحت ہے مردکوعورت کے مقابلے میں قوتیں اور طاقتیں زیادہ دی گئی ہیں اس لیے چارعورتوں سے ایک ہی وقت میں نکاح کرسکتا ہے تمام مردوں کی قوت وطاقت

marfat.com

برابر نہیں ہے اس لیے خدا تعالیٰ نے ان کی طاقتوں اور قوتوں کے مطابق ان کے لیے اسباب فراہم کیے ہیں جن اشخاص کی قوتِ شہوت انتہائی زیادہ اور نا قابل ضبط ہو ان کے لیے چار عورتوں سے شادی کرنے کی اجازت دی ہے ایسے مردوں کے لیے یہ عدد عین قانونِ قدرت کے مطابق ہے جب ایسا آدمی ایک شادی کرے گا تو یہ عورت اس کے لیے کم از کم تین ماہ تک کافی ہے کیونکہ حمل کی شناخت تین ماہ بعد ہوتی ہے پس اگر اس معیاد میں عورت کو حمل ٹھہر جائے تو اتنی قوتِ شہوت والے آدمی کے لیے حاملہ عورت سے صحبت کرنے سے عورت اور پیدا ہونے والے بچے پر برا اثر پڑتا ہے اور حمل گر جانے کا خطرہ ہوتا ہے لہذا اس عورت کو آرام دے۔ دوسری عورت سے شادی کر لے، اگر دوسری عورت کو بھی تین ماہ بعد حمل ٹھہر جائے تو اس سے بھی صحبت ترک کرنی پڑے گی اس کو بھی آرام دینا پڑے گا کیونکہ اسقاط حمل کا خطرہ ہے۔ اب تیسری عورت سے نکاح کرے گا اگر تیسری عورت بھی حاملہ ہو جائے تو اس سے بھی صحبت ترک کرنی پڑے گی اس طرح نو ماہ گزر جائیں گئے۔ پہلی بیوی کا وضعِ حمل ہو جائے گا لیکن وہ بھی تقریباً تین ماہ تک صحت منداور صحبت کے قابل نہیں ہو سکتی لہذا چوتھی عورت نکاح میں لانی پڑے گی اب چوتھی عورت تین ماہ کے بعد حاملہ ہو گی اس طرح سال گزر جائے گا اس طرح پہلی عورت جس کو وضعِ حمل ہوئے تین ماہ گزر چکے ہیں وہ صحبت کے قابل ہو جائے گی اس طرح وضعِ حمل کے بعد ہر ایک نوبت بنوبت اس کے لیے مہیا ہو گی۔

پس یہ تعداد ہر ایک قوی الشہوت انسان کے لیے کافی اور عین قانونِ قدرت وفطرت کے مطابق ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جو دو، دو، تین، تین، چار، چار تک فرمایا اس میں یہ اشارہ ہے کہ بعض آدمیوں کے لیے دو، دو بعض کے لیے تین تین اور بعض کے لیے چار چار کافی ہو سکتی ہیں یہ ضروری تھا کہ ایک حد مقرر کر دی جاتی تا کہ لوگ حد اعتدال سے نکل کر عورتوں اور خود اپنی جانوں پر ظلم نہ کریں کیونکہ ضرورت چار سے پوری ہو جاتی ہے اس لیے چار کی حد مقرر کر دی۔

ایک عورت کو چار خاوندوں کی اجازت کیوں نہیں

عورت کو ایک سے زائد خاوند رکھنے کی اجازت چند وجوہات کی بنا پر نہیں دی گئی ایک وجہ یہ ہے کہ اس میں اول درجے کی بے غیرتی اور بے حیائی پائی جاتی ہے دوسری وجہ بچے کا نسب ہے

marfat.com

چونکہ نسب باپ سے چلتا ہے اگر ایک عورت کے چند خاوند ہوں تو بچے کا نسب معلوم کرنا ناممکن ہوجائے گا یہ معلوم نہ ہوسکے گا کہ یہ بچہ کس مرد کا ہے؟ اور اس کی پرورش کا ذمہ دار کون ہے؟

چند بیویاں رکھنا عورتوں پر ظلم نہیں

قدرتی طور پر عورتوں کی تعداد مردوں کے مقابلے میں زیادہ ہے اب بھی عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہے فوجیں بھی مردوں کی بنتی ہیں اور جنگ وغیرہ میں بھی مرد زیادہ مارے جاتے ہیں اگر چند عورتوں سے نکاح جائز نہ ہوتا تو زائد عورتیں کہاں جاتیں جن قوموں میں ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کی اجازت نہیں ان میں زنا کی کثرت ہوتی ہے جیسا کہ آج کل دیکھنے میں آرہا ہے نکاح ایک سے کیا ہوا ہے اور داشتہ بہت سی رکھی ہوتی ہیں۔

ہر قوم کے پیشواؤں نے بہت سی بیویاں رکھی ہیں حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک ہزار (۱۰۰۰) بیویاں تھیں حضرت داؤد علیہ اسلام کی ننانوے (۹۹) تھیں جرام چندر کے والد راجہ جسرتھ کی دو (۲) بیویاں تھیں ہندوؤں کے مشہور اوتار کینا کی ایک ہزار (۱۰۰۰) بیویاں تھیں اگر چند بیویاں رکھنا عورت پر ظلم ہوتا تو کیا ان سب نے عورتوں پر ظلم کیا۔

بحث دوم تعددِ ازدواج کی حکمتیں

تعددِ ازدواج کی حکمتیں

ا۔ تقویٰ و پرہیز گاری:

تعدد ازدواج کی حکمتوں میں سے سب سے اہم حکمت تقویٰ و پرہیز گاری ہے تقویٰ ایک ایسی پیاری چیز ہے کہ اس کا خیال ہر انسان کو اور سب باتوں سے مقدم رکھنا چاہیے قدرت نے بعض آدمیوں کو معمولی آدمیوں کی نسبت زیادہ قوی الشہوت بنایا ہے اور ایسے آدمیوں کے لیے ایک عورت کافی نہیں ہوسکتی اور اگر ان کو دوسرا یا تیسرا یا چوتھا نکاح کرنے سے روکا جائے گا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تقویٰ و پرہیز گاری کو قائم رکھنا اس شخص کے لیے مشکل ہوجائے گا اور وہ تقویٰ کو چھوڑ کر بدکاری میں مبتلا ہوجائے گا۔

زنا ایک ایسی بدکاری ہے جو انسان کے دل سے ہر ایک پاکیزگی اور طہارت کا خیال

marfat.com

دور کر دیتی ہے انسان کا ذہن برے خیالات وتصورات کا مرکز بن جاتا ہے ان کی سوچ وفکر انہی گندے تصورات میں محور ہتی ہے اسلام نے انسان کو اس برائی سے بچانے کے لیے ایک شخص کو چار شادیاں کرنے کی اجازت دی ہے۔

یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ قوی الشہوت مرد کو برائی سے بچنے کے لیے ایک سے زیادہ عورتوں کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ عورت ہر وقت اس قابل نہیں ہوتی کہ اس سے صحبت کی جائے ہر ماہ عورت پر کچھ ایسے ایام آتے ہیں جن میں عورت سے صحبت کرنا حرام ہو جاتی ہے جبکہ مرد ہر وقت صحبت کر سکتا ہے پہلی وجہ یہ ہے کہ ایام حیض کے دوران عورت سے صحبت کرنا حرام ہے عورت کو ہر ماہ تین سے دس دن حیض آتا ہے حیض کے دوران مرد کو عورت کے ساتھ صحبت کرنے سے پرہیز کرنا ضروری ہے دوسری وجہ حمل ہے ایام حمل میں خصوصا آخری چند ماہ میں عورت اس قابل نہیں ہوتی کہ اس کے ساتھ صحبت کی جائے عورت اور بچے کی صحت کے لیے ضروری ہے کہ مباشرت سے پرہیز کیا جائے۔ تیسری وجہ نفاس ہے وضع حمل کے بعد عورت کو چالیس دن تک نفاس آتا ہے نفاس میں مباشرت کرنا عورت اور مرد دونوں کے لیے نقصان دہ ہے یہ تمام عوارض عورت کو لاحق ہوتے ہیں نہ کہ مرد کو۔ عورت تو اپنے ان عوارض کی وجہ سے صحبت کے قابل نہیں ہوتی اور اس کے لیے صحبت سے پرہیز کرنا ضروری ہوتا ہے جبکہ مرد کو اس قسم کا کوئی عارضہ لاحق نہیں ہوتا جو صحبت کے مانع ہو اگر کسی مرد کو عورت کے ان عوارض میں یا ان ایام میں غلبہ شہوت آجائے تو دوسری عورت (Wife) کے علاوہ اس کے پاس کیا علاج ہے یہ بات ٹھیک ہے کہ ایسے مردوں کی اکثریت ہے جو دوسری بیوی کے بغیر تقویٰ وطہارت کو قائم رکھ سکتے ہیں لیکن اس حقیقت سے بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ایسے بھی مرد موجود ہیں جن کی جنسی قوت بہت زیادہ ہے اور وہ بیوی کے عوارض کے دوران تقویٰ وطہارت قائم نہیں رکھ سکتے ان کو تقویٰ وطہارت قائم رکھنے کے لیے دوسری بیوی کی ضرورت پڑ سکتی ہے اگر ان کو دوسری شادی کی اجازت نہ دی ہوتی تو ان کو اپنی جنسی خواہش کی تکمیل کے لیے ناجائز ذرائع استعمال کرنے پڑتے۔

۲۔ عورتوں کا کم عمر میں بالغ ہونا:

گرم ملکوں میں عورتیں آٹھ، نو، دس سال کی عمر میں شادی کے قابل ہو جاتی ہیں، اس

marfat.com

لیے ان ممالک میں شادی کا زمانہ عمر کے لحاظ سے بچپن کا زمانہ ہوتا ہے بیس سال کی عمر میں وہ بوڑھی ہوجاتی ہیں اس لیے عقل اور خوبصورتی دونوں ان کے اندر ایک ساتھ جمع نہیں ہوتی جب حسن و جمال اور خوبصورتی کا یہ تقاضہ ہوتا ہے کہ عورت سے اس عمر میں شادی کی جائے لیکن اس وقت عقل اور نا تجربہ کاری اس تقاضے میں حائل ہوجاتے ہیں لیکن جب عقل اور تجربہ حاصل ہوتا ہے تو عمر زیادہ ہوجانے کی وجہ سے خوبصورتی ختم ہوجاتی ہے جس کی وجہ سے مردوں کے دلوں میں ان عورتوں کی کشش (Attraction) ختم ہوجاتی ہے مرد کو ایک ایسی عورت کی ضرورت ہوتی ہے جو حسین و جمیل بھی ہو اور سمجھ دار، تجربہ کار اور عقل مند بھی ہو چونکہ یہ دونوں وصف ان ملکوں میں بیک وقت ایک عورت میں جمع نہیں ہو سکتے اس لیے ان ملکوں میں مردوں کو ان دونوں تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے ایک سے زائد شادیاں کرنی پڑتی ہیں کم عمر والی عورت حسن و جمال کا تقاضہ پورا کرتی ہے جبکہ تجربہ کار، سمجھ داری اور عقلمندی کا تقاضہ زیادہ عمر والی عورت پورا کرتی ہے تعدد ازدواج اس طرح ان ممالک کی ضرورت ہے۔

۳۔عورت کا جلد بوڑھا ہونا:

ہر ملک میں مردوں کی نسبت عورتیں جلد بوڑھی ہوجاتی ہیں مرد ابھی جوان ہوتے ہیں اور ان میں جنسی شہوت زیادہ ہوتی ہے عورت بوڑھی ہوجانے کی وجہ سے انہیں جنسی تسکین حاصل نہیں ہوتی جس کی وجہ سے انہیں نئی شادی کی ضرورت ہوتی ہے اگر قانوناً انہیں نئی شادی کی اجازت نہ ہو تو پھر انہیں جنسی تسکین کے لیے زنا جیسی برائی اپنانی پڑتی ہے۔

۴۔تعددِ ازدواج عورتوں کی ضرورت:

تعددِ ازدوج بذاتِ خود عورتوں کی بھی ایک ضرورت ہے اگر تعدد ازدواج کی راہ کھلی نہ رکھی جائے تو ایسی بہت سی عورتیں بے سہارا اور لاوارث ہو جائیں جن کی ایک مرتبہ شادی ہوچکی ہو اور ان کے خاوند جنگ، لڑائی دہشت گردی یا کسی حادثہ وغیرہ میں ہلاک ہوجاہیں یا جہاد میں شہید ہوجائیں۔ ہر سال دنیا کے کسی نہ کسی کنارے یا ملک میں جنگ، لڑائی، دہشت گردی اور حادثات میں لاکھوں مرد ہلاک ہورہے ہیں یہ ہمیشہ سے ہورہا ہے اور جب تک یہ دنیا آباد ہے ہوتا رہے گا جبکہ عورتیں بہت کم ہلاک ہوتی ہیں انہیں جنگوں وغیرہ میں بہت ہی کم شریک کیا

marfat.com

جاتا ہے اس طرح عورتوں کی تعداد میں اضافہ ہوجائے گا اور مردوں کی تعداد عورتوں کی نسبت کم ہوجائے گی اگر تعدداز دواج کی اجازت نہ ہوتو پھر یہ عورتیں شادی کے بغیر رہ جائیں گی۔

۵۔عورتوں کی تعداد مردوں کے مقابلہ میں زیادہ:

مردم شماری سے پتہ چلتا ہے کہ مردوں کے مقابلے میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہے یہ مسئلہ کسی ایک ملک کو ہی درپیش نہیں ہے بلکہ دنیا کے اکثر ممالک میں ہی یہی صورت حال پائی جاتی ہے۔عورتیں زیادہ ہیں اور مرد کم ہیں اس کے علاوہ جنگوں وغیرہ میں بھی مرد ہی ہلاک ہوتے ہیں جس کی وجہ سے بھی مردوں کی نسبت عورتوں کی تعداد میں اضافہ ہوجاتا ہے۔فرانس میں ۹۱۰۰ عیسوی کی مردم شماری میں عورتوں کی تعداد مردوں سے ۴۲۳۷۰۹ زیادہ تھی جرمن میں ۹۱۰۰ عیسوی کی مردم شماری میں ہر ہزار مرد کے لیے ایک ہزار بتیس عورتیں موجود تھیں گویا کل آبادی میں آٹھ لاکھ ستاسی ہزار چھ سواڑتالیس عورتیں ایسی تھیں جن سے شادی کرنے والا کوئی نہ تھا۔سویڈن میں ۱۹۰۱ عیسوی کی مردم شماری میں ایک لاکھ بائیس ہزار آٹھ سوستر (۱۲۲۸۷۰) عورتیں اور ہسپانیہ میں ۱۸۹۰ عیسوی میں چار لاکھ ستاون ہزار دوسو باسٹھ (۴۵۷۲۶۲) عورتیں اور آسٹریلیا میں چھ لاکھ چوالیس ہزار سات سو چھیانوے (۶۴۴۷۹۶) عورتیں مردوں سے زیادہ تھیں۔اگر تعدداز دواج کا قانون نہ ہوتو یہ عورتیں اپنی جنسی خواہش کے لیے ناجائز ذرائع استعمال کریں گی جس سے زنا پھیلے گا۔

۶۔میاں بیوی کی آپس میں نااتفاقی:

نکاح کے اغراض ومقاصد میں ایک یہ چیز بھی ہے کہ مرد اور عورت ایک دوسرے کے لیے بہترین رفیق اور ساتھی ہوں مرد عورت کے لیے اور عورت مرد کے لیے رفیق ہو اور یہ ایک دوسرے کے غم ،دکھ،درد اور ایک دوسرے کی خوشی وغمی میں شریک ہوں۔ایک دوسرے کے ہم سفر بنیں۔پس اگر کوئی ایسی صورت پیدا ہوجائے کہ عورت مرد کے لیے رفیق ثابت نہ ہو یا اس کو اس عورت سے وہ خوشی اور سکون نہ ملے جو اس کو ایسے رفیق سے ملنا چاہیے تھا تو ان صورتوں میں بھی مرد کو دوسرا نکاح کرنے کی اجازت ہونی چاہیے تھی تاکہ مرد اس عورت کو بھی اپنے ساتھ رکھتے ہوئے بہترین رفیقہ حیات کو حاصل کرسکے جو اس کے لیے راحت وسکون اور اس کی خوشی وغمی میں

marfat.com

شریک ہوسکے اگر تعدداز دواج کا قانون نہ ہوتا تو مرد کو دوسری شادی کرنے کے لیے مجبوراً پہلی عورت کوطلاق دیناپڑتی۔

۷۔ کشش (Attraction):

قدرت نے عورت کو وہ نعمتیں، خوبیاں اور سامان دیئے ہیں جو مرد کے لیے باعث کشش ہیں مرد اور عورت کے تعلق میں انہی سے پختگی پیدا ہوتی ہے اور اسی صورت میں نکاح پختہ اور بابرکت ہوسکتا ہے کہ عورت میں ایسے سامانِ کشش موجود ہوں اور اگر عورت میں ایسے سامانِ کشش موجود نہ ہوں یا جاتے رہیں تو مرد کا عورت کے ساتھ وہ تعلق نہیں ہوسکتا اور مرد کو راحت وسکون اور تسکین نہیں مل سکتی ایسی صورت میں مرد کوشش کرے گا کہ پہلی عورت کوطلاق دے کر دوسری عورت سے شادی کرے تا کہ اسے سکون اور اطمینانِ قلب میسر آئے اگر تعددِازدواج کا قانون نہ ہوتو وہ پہلی بیوی کوطلاق دیئے بغیر دوسری شادی نہیں کرسکتا اس لیے وہ پہلے طلاق دے گا پھر دوسری شادی کرے گا اس سے پہلی عورت بے سہارا ہوجائے گی۔

۸۔ بقاءِ نسل:

تعددِازدواج بعض اوقات بقاءِ نسل کے لیے بھی ضروری ہوتی ہے اگر پہلی عورت بانجھ ہو اس کا مرض لاعلاج ہوتو دوسری شادی کرنا پڑتی ہے تا کہ اولاد پیدا کی جاسکے۔تعدد ازدواج کی ممانعت کی صورت میں قطع نسل لازم آئے گی بانجھ پن کی بیماری عورتوں میں بہت پائی جاتی ہے جس کا کوئی علاج نہیں ہے سوائے تعدداز دواج کے کوئی اور راہ نہیں ہے جس سے یہ کمی پوری کی جاسکے اگر تعددِازدواج کا قانون نہ ہوتو اولاد کے حصول کے لیے طلاق کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں رہتا۔

بحث سوم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعدد ازدواج

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کی راہنمائی اور بھلائی کے لیے متعدد ازواج مطہرات کوایک ہی وقت میں ازدواجی زندگی میں جمع رکھا تا کہ اسلام کے احکام امت تک پہنچانے میں آسانی ہو۔قرآن مجید نے ایک وقت میں زیادہ سے زیادہ بیویاں رکھنے کی آخری حد چار مقرر کی ہے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیک وقت چار سے زیادہ ازواج مطہرات

marfat.com

کورکھا۔ حضوراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فعل امت کی خاطر تھا نہ کہ اپنی نفسانی خواہش تھی لیکن مستشرقین نے اس کی بنیاد پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بے جاالزام لگائے۔

جب عام مسلمان کو چار سے زیادہ کی اجازت نہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چار سے زیادہ بیویوں کی اجازت کیوں؟

عام مسلمانوں سے ہٹ کر حضوراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیک وقت چار سے زائد نو بیویاں رکھنا حضوراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت سے ہے حضوراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فعل کی صدہا حکمتیں ہیں حضوراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات عورتوں کی مبلّغہ تھیں نیز حضوراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان قوموں کی عورتوں سے شادی کی جن سے رشتہ قائم ہونے سے اشاعتِ اسلام میں بہت مدد ملی جیسے حضرت امِ حبیبہ بنت ابوسفیان، سفیہ بنت حیی سردارانِ یہود کی صاحب زادیاں رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اس حکم سے خارج ہیں اور جس امتی کو خارج کرنا چاہیں کر سکتے ہیں

چار بیویاں رکھنے کی قید حضوراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے نہیں ہے جس وقت حضوراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نو بیویاں تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے جس امتی کو چاہیں اس حکم سے خارج فرما سکتے ہیں جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی موجودگی میں دوسرے نکاح سے منع فرمادیا۔

حضوراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعدداز دواج پر مستشرقین کا اعتراض

مستشرقین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعدداز دواج پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ عام مسلمانوں کو بیک وقت صرف چار بیویاں رکھنے کی اجازت ہے جبکہ آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیک وقت گیارہ بیویاں رکھی ہیں ان کا یہ عمل نفسانی خواہش کی بنا پر تھا۔

marfat.com

تعدداز دواج کی بنیاد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نفسانی خواہش نہیں تھی

مستشرقین کے اس الزام کا جواب یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ عمل نفسانی خواہش کی بناپر نہیں تھا بلکہ اس سے مقصود دین اسلام کی اشاعت اور ازدواجی احکام کا لوگوں تک پہنچانا تھا اس کے علاوہ بھی اس کی ہزار ہا حکمتیں تھیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب پہلی شادی حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کی تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک پچیس (۲۵) برس تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت عالم شباب میں تھے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس عورت (حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے نکاح فرمایا وہ بیوہ تھیں اور اس وقت ان کی عمر چالیس (۴۰) برس تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب تک زندہ رہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسری شادی نہیں کی۔ پچیس سال بعد جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات ہوئی تو اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسری شادی حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمائی اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک پچاس برس ہو چکی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ زوجہ محترمہ بھی بیوہ تھیں جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک ترپین (۵۳) برس ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ واحد زوجہ محترمہ ہیں جو کنواری تھیں اور جن کی عمر بھی کم تھی اور یہ کہ جوان تھیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام ازواج مطہرات بیوہ، مطلقہ، معمر اور عیالدار یعنی بچوں والی تھیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ کے ابتدائی ترپین (۵۳) برس میں ایک وقت میں ایک ہی زوجہ محترمہ نکاح میں رکھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ظاہری زندگی کے آخری دس (۱۰) برس میں ایک ہی وقت میں دین اسلام کے مفاد کے پیش نظر متعدد ازواج مطہرات کو نکاح میں رکھا۔

marfat.com

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ کے ابتدائی ترپن برس تک ایک ہی زوجہ محترمہ نکاح میں رکھی دوسرا یہ کہ عالم شباب میں جب جنسی جذبات عروج پر ہوتے ہیں تو اس دور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بیوہ سے نکاح کیا تیسرا یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ کے آخری دس (۱۰) برس میں متعدد ازواج مطہرات ایک ہی وقت میں نکاح میں جمع کیں۔ چوتھا یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام ازواج مطہرات بیوہ، مطلقہ، معمر اور عیالدار تھیں سوائے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس انداز سے متعدد ازواج مطہرات کو ایک ہی وقت میں نکاح میں جمع کرنا مستشرقین کے اس الزام کو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعدد شادیاں اپنی خواہش نفس کی بنا پر کیں مکمل طور پر رد کر دیتا ہے کیونکہ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فعل کی بنیاد خواہش نفس پر ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جوانی کے عالم میں متعدد شادیاں کرتے جب انسان کے جنسی جذبات عروج پر ہوتے ہیں دوسرا یہ کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ عمل نفسانی خواہش کی بنا پر ہوتا تو پہلی شادی مبارک ایک چالیس سالہ بیوہ سے نہ کرتے بلکہ کسی کنواری اور حسین وجمیل عورت سے کرتے۔ تیسرا یہ کہ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ عمل نفسانی خواہش کی بنا پر ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ظاہری حیات مبارکہ کے ابتدائی ترپن برس تک صرف ایک ہی زوجہ محترمہ کو نکاح میں نہ رکھتے۔ چوتھا یہ کہ اپنی ظاہری حیات مبارکہ کے آخری دس برسوں میں متعدد شادیاں نہ کرتے بلکہ عالم شباب میں متعدد شادیاں کرتے۔ پانچواں یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیوہ، مطلقہ اور عمر رسیدہ عورتوں سے شادیاں نہ کرتے بلکہ نوجوان، خوبصورت، کنواری اور حسین وجمیل عورتوں سے شادیاں فرماتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعددِ ازدواج کی حکمتیں

عورتوں کو تعلیم دینا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس طرح مردوں کے لیے رسول تھے اسی طرح عورتوں کے لیے بھی رسول تھے لہذا ضروری تھا کہ کچھ عورتیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

marfat.com

دائمی صحبت میں رہ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلیم پاکر دوسری عورتوں کو تعلیم دیں کیونکہ عورتوں کے بہت سے مسائل ایسے ہیں جو وہ صرف خاوندوں سے ہی حاصل کرسکتی ہیں۔دوسرا یہ کہ عام خواتین ان مسائل کو عورتوں سے ہی پوچھ سکتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کے اس مفاد کے پیش نظر مختلف عورتوں سے نکاح فرمایا تاکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہ کر تعلیم پائیں اور یہ دوسری عورتوں کے لیے راہنمائی کا فریضہ سرانجام دیں۔

روحانی قوت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جسمانی اور روحانی قوت بہت زیادہ تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صوم وصال یعنی روزہ پر روزہ رکھ لیا کرتے تھے مگر اُمّت کو اس سے منع فرمایا لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو صوم وصال رکھتے ہیں تو فرمایا تم میں مجھ سا کون آدمی ہے۔

دینی اغراض ومقاصد

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعدد ازدواج کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ ان قبائل کی عورتوں سے شادی کی جائے جن کا معاشرے میں اچھا اثر ورسوخ ہو اور ان قبائل کی عورتوں سے شادی کر کے ان کے ساتھ روابط بڑھائے جائیں تاکہ ان کے ذریعے اسلام کی دعوت وتبلیغ میں اضافہ ہو اور اسلام کے پھیلنے میں مدد ملے۔

سوتیلے اور یتیم بچوں کی پرورش کا اعلیٰ نمونہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج میں سے اکثر ایسی تھیں جن کی پہلے شادی ہوچکی تھی اور وہ بیوہ تھیں بعض کے خاوند مختلف جنگوں میں شہید ہوگئے تھے اور ان کے بچے یتیم ہوگئے تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان عورتوں سے شادی کر کے ان کا اور ان کے یتیم بچوں کا سہارا بنے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یتیم اور سوتیلے بچوں کی پرورش کر کے قیامت تک کے لیے ایک اعلیٰ نمونہ پیش کیا تاکہ جس کو بھی اس معاملے میں کوئی مشکل پیش آئے وہ حضور

marfat.com

اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ سے راہنمائی حاصل کرے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل کو مشعلِ راہ بنائے۔

بیوہ اور مطلقہ عورتوں کی حوصلہ افزائی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعدد ازدواج کی ایک حکمت یہ بھی تھی کہ بیوہ اور مطلقہ عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے کے احکام واضح ہو جائیں۔ بیوہ اور مطلقہ عورتوں کے ساتھ نکاح کرنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عام مسلمانوں کے لیے ایک اعلیٰ نمونہ ہے کہ بیوہ اور مطلقہ کے ساتھ نکاح کیا جائے اور ان کے لیے سہارا بنا جائے اور اگر ان کے بچے ہوں تو انکے ساتھ بھی حسن سلوک کے ساتھ پیش آیا جائے۔

marfat.com

باب ہفتم

فیملی پلاننگ

اور

ٹیسٹ ٹیوب بے بی

فصل نمبر 1 فیملی پلاننگ

فصل نمبر 2 ٹیسٹ ٹیوب بے بی

marfat.com

فصل نمبر 1

فیملی پلاننگ (Family Planning)

خاندانی منصوبہ بندی (Family Planning) کا مفہوم

کسی کام کو مقررہ وقت میں پایہ تکمیل تک پہچانے کے لیے ،اور اس سے مطلوبہ مقاصد کے حصول کے لیے جو لائحہ عمل اپنایا جاتا ہے، جو طریقہ اختیار کیا جاتا ہے اسے منصوبہ بندی (Planning) کہا جاتا ہے یعنی حالات وواقعات کا جائزہ لیتے ہوئے کسی کام کو منظّم اور مناسب طریقے سے سرانجام دینا پلاننگ کہلاتا ہے۔ کسی کام کو شروع کرنے سے پہلے اس کا پلان تیار کر کے، حالات وواقعات کا جائزہ لے کر اور اس کے فوائد ونقصانات کو دیکھ کر سرانجام دینے سے آدمی کبھی کسی مشکل اور مصیبت میں نہیں پھنستا، اور کام کرنے کے بعد پچھتاتا نہیں ہے کسی بھی کام کی منصوبہ بندی (Planning) کرنا اور اس کو منظّم طریقے سے سرانجام دینا ایک بہت ہی اچھا اور مستحسن قدم ہے۔

جس طرح کسی بھی کام کی پلاننگ کرنا خلاف شرع نہیں ہے بلکہ پلاننگ کرنا ایک قابل تعریف اور ایک اچھا عمل ہے اسی طرح اپنے خاندان کو منظّم کرنا اور ان کی ضروریات کا خیال رکھنا اور بچوں کی پرورش اور تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دینا اور ان کی تعلیم وتربیت کا اہتمام کرنا بہت ہی ضروری ہے اور اس کام کے لیے فیملی پلاننگ کرنا ایک قابل تحسین عمل ہے بشرطیکہ فیملی پلاننگ کرتے وقت کوئی ایسا طریقہ نہ اپنایا جائے جو اسلام کے اصولوں کے منافی ہو۔

آج کل جدید دور میں فیملی پلاننگ کے لیے جو طریقے آلات استعمال ہو رہے ہیں ان کا Concept ہمیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں نہیں ملتا کیونکہ آج سائنسی دور ہے اور سائنسی طریقے اور ادویات استعمال ہو رہی ہیں لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے بھی ہمیں فیملی پلاننگ کا تصور (Concept) ملتا ہے اس دور میں اس وقت کے حالات کے مطابق فیملی پلاننگ کے لیے نیچرل طریقہ استعمال ہوتا تھا جسے ''عزل'' کہتے ہیں اس

marfat.com

لیے ہم پہلے عزل کو بیان کرتے ہیں اس کے بعد موجودہ دور میں فیملی پلاننگ کاConcept دیکھتے ہیں۔

بحث اول عزل کابیان

عزل کامفہوم

عزل کا مطلب ہے گرانا، جماع کے دوران مرد انزال بیوی کی فرج میں کرنے کی بجائے باہر کرے تو اس کو عزل کہتے ہیں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ:

"عن جابر قال قلنا یارسول الله صلی الله علیه وآله وسلم انا کنا نعزل فزعمت الیهود انه الموء ودة الصغریٰ فقال کذبت الیهود ان الله اذا ارادان یخلقه لم یمنعه"

جامع ترمذی، النکاح، باب ماجاء فی العزل

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم عزل کیا کرتے تھے تو یہودیوں نے کہا یہ زندہ درگور کرنے کی ایک چھوٹی قسم ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہود نے جھوٹ کہا جب اللہ تعالیٰ کسی کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اسے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔

فقہاءِ کرام کی نظر میں عزل

حضرت امام غزالی کی نظر میں عزل

"وجوهات: الثانیة استبقاء جمال المراة ونشاطها ونضارة لونها وسمنها لدوام التمتع واستبقاحیاتها خوفا من خطر الطلق وهذاایضا لیس منهیا عنه"

اتحاف السادہ شرح احیاء العلوم ۵:۲۸۰

عزل کرنے کا دوسرا محرک عورت کے جمال، پھرتی رنگ وروغن کی رونق اور بدن کی چستی کو برقرار رکھنا ہے تاکہ جنسی لطف اندوزی میں پائیداری رہے اور درد کی تکلیف کے اندیشے سے اس کی زندگی کو محفوظ رکھنا بھی ایک محرک ہے اور اس غرض سے عزل کرنے کی ممانعت بھی نہیں ہے۔

marfat.com

سید مرتضٰی زبیدی کے نزدیک عزل

شارع احیاء العلوم علامہ سید مرتضی زبیدی امام غزالی کی وجوہات نقل کرنے کے بعد اپنی طرف سے یہ وجہ نقل کرتے ہیں کہ عورت کے سینے کو ڈھلکنے سے بچانا ہے کیونکہ عورت کی جنسی خواہش اس کے سینے میں ہے مرد کا اس کے سینے میں گدگدی کرنے سے اس کی جنسی خواہش بڑھتی ہے جس سے عورت کو سکون ملتا ہے۔ امام غزالی ایک تیسری چیز بھی بتاتے ہیں جو عزل کرنے کی محرک ہے وہ سب سے زیادہ اہم ہے اور آج کے دور میں بھی عزل کرنے کا محرک بنی ہوئی ہے تیسرا جائز محرک عزل کثرت اولاد کے سبب معاشی تنگی میں پڑنے کا اندیشہ ہے اور کسب معاش میں تھکا دینے والی مجبوری ہے اور اس کی وجہ سے برائی کے مختلف طریقوں میں پڑنے سے محفوظ رہنا بھی ہے ایسا عزل کرنا بھی ممنوع نہیں ہے جتنی تنگی کم ہوگی اتنی ہی دین کے لیے ممد و معاون اور مفید ہوگی۔

احیاء العلوم ۲۱۵:۵

عزل کی شرعی حیثیت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں خاندانی منصوبہ بندی (Family Planning) کے لیے جو طریقہ مروج تھا اسے **"عزل"** کہا جاتا ہے جماع کے وقت ایسی صورت اختیار کرنا جس سے مادہ تولید رحم تک نہ پہنچے اس کو روکنے کی خواہ مرد صورت اختیار کرے یا عورت فم رحم بند کرنے کی کوئی تدبیر کرے یہ دونوں صورتیں قدیم زمانہ سے معروف ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میری ایک کنیز ہے جو گھر کا کام کاج کرتی ہے اور میں اپنی جنسی خواہش بھی اس سے پوری کرتا ہوں مگر یہ چاہتا ہوں کہ اس کو حمل نہ رہے تاکہ گھر کے کاموں میں خلل نہ پڑے تو اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **"اعزل عنها ان شئت فانه سیا تیها ماقدرلها"** تمہارا دل یہی چاہتا ہے تو عزل کرلو مگر یہ یاد رکھو کہ جو بچہ اس کے بطن سے پیدا ہونا تقدیرِ الٰہی میں لکھا گیا ہے وہ ضرور پیدا ہوگا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ شخص حاضرِ خدمت ہوا کہ کنیز عزل کرنے کے باوجود حاملہ ہوگئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تو پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ جو بچہ پیدا ہونا مقدر ہو چکا ہے وہ ہو کر رہے گا۔

صحیح مسلم۔ کتاب النکاح، باب حکم العزل

marfat.com

حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوااور عرض کیایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنی بیوی سے عزل کرتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عزل کی وجہ پوچھی کہ ایسا کیوں کرتے ہو؟اس نے عرض کیا میرا ایک بچہ ہے جس کو وہ دودھ پلاتی ہے مجھے خطرہ ہے کہ اگر وہ حاملہ ہوگئی تو اس کا دودھ بچے کونقصان دے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فارس اور روم کے لوگ ایسا کرتے ہیں ان کے بچوں کوکوئی ایسا نقصان نہیں ہوتا۔

قابلِ غور نکتہ:

اگرعزل کا کوئی فائدہ نہ ہوتا تو حضوراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بے فائدہ فعل سے سختی کے ساتھ روک دیتے اور واضح الفاظ میں منع فرمادیتے۔''آنے والی روح تو آکر ہی رہے گی'' درست ہے اور یہ ایک ابدی حقیقت ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ نہ آنے والی روح کبھی نہیں آے گی تو پھر کیا اس کا یہ مطلب لیا جاسکتا ہے کہ جماع کرنا بے فائدہ اور بے معنیٰ ہے کیونکہ جوروح نہیں آنی وہ کبھی نہیں آسکتی یہ دونوں باتیں اپنی اپنی جگہ مسلّم حقیقت ہیں۔

یہ معاملہ تقدیر کا ہے اور خاندانی منصوبہ بندی کا تعلق تدبیر سے ہے انسان کا کام تدبیر کرنا ہے،کوشش کرنا ہے اور اسباب اور وسائل کواختیار کرنا ہے اور اسے نتیجے پر پہنچانا رب العالمین کا کام ہے اور اسی کا نام توکل ہے''آنے والی روح آکر رہے گی اور نہ آنے والی روح کبھی نہیں آسکتی''اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ آپ احتیاطی تدابیر اور کوشش نہ کریں اگر کوشش کرنا اور تدابیر اختیار کرنا اللہ رب العزت کے نظامِ ربوبیت میں دخل دینا ہے تو پھر جس نے مرنا ہے تو اس نے تو مرنا ہی ہے اور جس نے جینا ہے اس نے تو جینا ہی ہے تو پھر ہم

☆ بیمار کا علاج کیوں کرتے ہیں؟

☆ میڈیسن پر ہزاروں روپیہ کیوں خرچ کرتے ہیں؟

☆ دردر کی ٹھوکریں کیوں کھاتے ہیں؟

☆ رزق کے لیے کوشش کیوں کرتے ہیں؟

☆ ملک کے دفاع کے لیے فوج کیوں رکھتے ہیں؟

marfat.com

اگر ان امور میں احتیاطی تدابیر کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ ضروری ہے تو اولاد کے کنٹرول کرنے میں احتیاطی تدابیر اختیار کرنا کیوں ناجائز ہے خاندانی منصوبہ بندی (Family Planning) بھی ایک احتیاطی تدبیر ہے جو اولاد کے کنٹرول کرنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے جس طرح باقی تدابیر اختیار کرنا جائز ہے اسی طرح اس کے اختیار کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہونا چاہیے انسان کو تدبیر اختیار کر کے نتائج کی توقع اللہ پر رکھنی چاہیے۔

بحث دوم ضبطِ ولادت

خاندانی منصوبہ بندی (Family Planning)

خاندانی منصوبہ بندی (Family Planning) کا مطلب ہے بچوں کی پیدائش کو کنٹرول کرنے کے لیے مختلف قسم کی ادویات اور طریقے استعمال کرنا تا کہ بچوں کی پیدائش میں مناسب وقفہ ہو جائے، یا بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت کو بالکل ختم کر دینا ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی کن حالات میں جائز ہے

جن صورتوں میں مخصوص حالات کے تحت انفرادی طور پر ضبط تولید جائز ہے وہ حسب ذیل ہیں۔

ا۔ لونڈیوں سے ضبط تولید کرنا تا کہ اولاد مزید لونڈی اور غلام بننے سے محفوظ رہے ہر چند کہ اب لونڈیوں اور غلاموں کا رواج نہیں ہے لیکن اسلام کے احکام دائمی اور کلی ہیں اگر کسی زمانہ میں یہ رواج ہو جائے تو لونڈیوں کے ساتھ ضبط تولید کا عمل جائز ہوگا۔

۲۔ اگر سلسلہ تولید کو قائم رکھنے سے عورت کے شدید بیمار ہونے کا خدشہ ہو تو ضبط تولید جائز ہے۔

۳۔ اگر مسلسل پیدائش سے بچوں کی تربیت اور نگہداشت میں حرج کا خدشہ ہو تو وقفے سے پیدائش کے لئے ضبط تولید جائز ہے کیونکہ جب گھر میں صرف ایک عورت ہو اور سال بعد دوسرا بچہ آجائے تو اس کے لئے دونوں بچوں کا سنبھالنا مشکل ہوتا ہے۔

۴۔ حمل اور وضع حمل کے وقفوں کے درمیان بعض صورتوں میں انسان اپنی خواہش پوری نہیں کر سکتا اس لئے زیادہ عرصہ تک بیوی سے جنسی خواہش پوری کرنے کی نیت سے ضبط تولید کرنا جائز ہے۔

۵۔ اگر کوئی شخص عورت سے محبت کی وجہ سے اس کو ایام حمل، دردزہ اور زچگی کی تکالیف سے بچانا

marfat.com

چاہتا ہوتو یہ جائز ہے۔

۶۔عام طور پر بچوں کی پیدائش سے عورت کا حسن و جمال کم یا ختم ہو جاتا ہے اس لئے اگر وہ عورت کے حسن و جمال کو قائم رکھنے کے لیے یہ عمل کرے تو صحیح ہے۔

۷۔زیادہ بچوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت کی خاطر انسان کو آمدنی کے لئے زیادہ محنت و مشقت کرنی پڑتی ہے انسان دوہری تہری نوکریاں کرتا ہے اور اوور ٹائم لگاتا ہے اور بسا اوقات ناجائز وسیلوں کو بھی اختیار کرتا ہے اپنے آپ کو اس محنت و مشقت سے بچانے اور معیشت کا بوجھ کم کرنے کے لئے یہ عمل جائز ہے کیونکہ جس قدر آمدنی کے لئے مشقت کم ہوگی وہ اتنا ہی عبادت کے لئے فارغ ہوگا۔

۸۔بعض عورتوں کو آپریشن سے بچہ ہوتا ہے بیوی کو آپریشن کی تکلیف اور جان کے خطرے سے بچانے کے لئے یہ عمل جائز ہے۔

۹۔جب پیٹ میں مزید آپریشن کی گنجائش نہ رہے تو ایسا طریقہ اختیار کرنا واجب ہے جس سے سلسلہ تولید بالکل بند ہو جائے۔

۱۰۔اگر ماہر ڈاکٹر یہ کہے کہ مزید بچہ پیدا ہونے سے عورت کی جان خطرہ میں پڑ جائے گی تب بھی سلسلہ تولید کو بند کرنا واجب ہے۔ شرح صحیح مسلم جلد۳ : ص۸۸۷

ضبط تولید کی دعوت اللہ تعالیٰ پر توکل کے منافی نہیں

عزل یا دیگر جدید آلات کی وجہ سے حمل کو روکنا اسباب کے ساتھ توکل کرنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اونٹنی کو باندھ کر توکل کرو، اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسباب کے حصول کے بعد توکل فرمایا۔امام غزالی توکل کے بہت بڑے داعی ہیں اس کے باوجود احیاء العلوم میں فرمایا کہ کثرت اولاد کے سبب سے زیادتی مشقت کی بنا پر عزل کرنا ممنوع نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "**مامن دابة فی الارض الا علی اللہ رزقها**" جو جاندار بھی روئے زمین پر ہے اس کے رزق کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ پر ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ انسان حصول رزق کے لیے تگ و دو نہ کرے۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے والا وہ ہے جو بیج بو کر اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے اور جس

marfat.com

طرح حصول رزق کی کوشش توکل کے خلاف نہیں ہے اسی طرح ضبط تولید کرنا بھی توکل کے خلاف نہیں ہے۔

منصوبہ بندی کے بارے میں علماءِ کرام کا موقف

پیر محمد کرم شاہ الازہری

قرآن کریم نے نسل کشی کو خطا کبیر بہت بڑی غلطی کہا ہے اگر اس کا مشاہدہ کرنا ہو تو فرانس وغیرہ کے ممالک پر نظر ڈالیے جنھوں نے مصنوعی ذرائع سے ضبط تولید کر کے اپنی تعداد کو گھٹایا اور جب جرمن فوجیں ان پر حملہ آور ہوئیں تو ان کے پاس ایسے جوان مردوں کی شدید قلت تھی جو مادرِ وطن کی حفاظت کے لیے میدان جنگ میں سینہ سپر ہو سکیں ایسا اقدام جس سے قوم اور وطن کی آزادی خطرے میں پڑ جائے اس کو اگر بڑی غلطی نہ کہا جائے تو کیا اسے دانش مندی کہا جائے۔

تفسیر ضیاالقرآن ج۲:ص۶۵۶

مفتی احمد یار خان نعیمی

برتھ کنٹرول یا عزل کرنا یا نطفہ ضائع کرنا یا حمل کا بے جان لوتھڑا علقہ اور مضغہ گرانا یا کسی مجبوری کی بنا پر عورت یا مرد آپس کی مرضی اور مشورے سے حمل کا بے جان لوتھڑا علقہ یا نس بندی کرالیں تو یہ بالکل جائز ہے۔ عزل کی صورت میں احادیث پاک سے اس کا جائز ہونا ثابت ہے۔ جبکہ خشیت املاک یا شرم و ندامت جاہلانہ کی بنا پر نہ ہو بلکہ کسی خطرناک بیماری کی وجہ سے ہو۔ یہ مسئلہ **لَاتَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ** سے مستنبط ہوا۔ نطفہ یا حمل علقہ اور مضغہ (لوتھڑا) وغیرہ اولاد نہیں ہیں اور نہ ہی بے جان حمل کو گرانا قتل ہے۔ ہاں البتہ جب حمل میں جان پڑ جائے تب وہ اولاد ہیں اور اس کو پیٹ میں مار کر نکلوانا قتل ہے۔

تفسیر نعیمی، ۱:۱۵۸، فروری ۱۹۹۲، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

مفتی منیب الرحمٰن

حدیث مبارک کی روح سے استقرار حمل کے بعد ۱۲۰ دن میں جنین میں جان پڑ جاتی ہے لہٰذا اس کے

marfat.com

بعد اسقاطِ حمل قتلِ نفس ہے اور اس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ لَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا

الاسراء، ۱۷:۳۱

تنگی رزق کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل مت کرو، ان کو اور تم کو ہم ہی رزق دیتے ہیں، بلاشبہ ان کو قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

لہٰذا اگر محض تنگی رزق کے ڈر سے احتیاطی تدبیر کے طور پر مانع حمل طریقے اختیار کئے جائیں اور وہ بھی کسی شخصی مجبوری کے تحت نہیں بلکہ قومی اور ملکی پالیسی کے طور پر تو یہ قرآن کے منشاء کی صریح خلاف ورزی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا مِنْ دَآبَةٍ فِى الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا

ھود، ۱۱:۶

''اور زمین پر جو بھی چلنے والا (جاندار) ہے اس کا رزق اللہ تعالیٰ (کے ذمہ کرم) پر ہے۔''

یہ قانون قدرت ہے کہ آج تک جس تناسب سے آبادی میں اضافہ ہوتا چلا آیا ہے اسی تناسب سے وسائل رزق میں بھی اضافہ ہوتا رہا ہے۔

کوئی شادی شدہ جوڑا ذاتی وجوہ کی بناء پر مانع حمل طریقے استعمال کرے مثلاً گولیاں، انجیکشن وغیرہ تو اس کی جائز وجوہ درج ذیل ہیں:

۱۔ بعض خواتین کے ہاں آپریشن سے بچے پیدا ہوتے ہیں اور اس سے عورت کی جان کو خطرہ ہو۔

۲۔ عورت کی صحت اتنی کمزور ہے کہ وہ حمل کا بار برداشت نہ کر سکے۔

۳۔ ماں باپ کی طرف سے کسی موروثی نقص کی بناء پر بچے ناقص الاعضاء ہوتے ہیں۔

۴۔ کوئی شخص کسی ایسے ادارے میں یا شعبے میں کام کرتا ہے جہاں تحفظ کے انتظامات غیر تسلی بخش ہیں یا ایسے کارخانے جہاں شدید جسمانی محنت کرنی پڑتی ہے اور جہاں ڈاکٹروں کے بقول ایک مقررہ وقت سے زیادہ کام صحت کے لئے مہلک ثابت ہو سکتا ہے لیکن کثیر الاولاد ہونے کی بناء پر بچوں کی تعلیم و تربیت اور پرورش کے مصارف پورے کرنے کے لئے وقت مقررہ سے زائد وقت بھی لگانا پڑتا ہے۔

marfat.com

شیخ الازہر شیخ حسن مامون:

"انی اریٰ انه لا مانع شرعا من النظر فی تنظیم النسر اذا کانت حاجة تدعواالی ذالك وعلی 'ان یتم هذا باختیار الناس واقتناعهم دون فهو او قسر فی ضوء طروفهم وعلی ان تکون الوسیلة الی ذلك مشروعة"

روزنامه القیوم قاهره مصر ۲۲ اگست ۱۹۶۴ء

میری رائے میں جب خاندانی منصوبہ بندی کی ضرورت محسوس ہوتو اس پر عمل کرنے میں کوئی شرعی ممانعت نہیں ہے بشرطیکہ لوگ اس کو اپنی مرضی سے اختیار کریں جس میں کوئی دباؤ یا جبر نہ ہو بلکہ لوگوں کے اپنے حالات کی روشنی میں ہو، نیز اس خاندانی منصوبہ بندی کا ذریعہ بھی جائز ہو۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی:

"تجویز عزل بروایات صحیح مشهور است ،لا شبهة فیها واستعمال دوائے قبل از جماع یابعد از آں مانع از انقعاد نطفه گرددنیز مانند عزل جائز است"

فتاویٰ عزیزیه ۷۸

عزل کا جواز صحیح روایتوں سے مشہور ہے اس میں کوئی شبہ نہیں ہے وظیفہ جنسی سے پہلے یا بعد ایسی دوا کا استعمال بھی جو مانع حمل ہو عزل کی طرح جائز ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے نزدیک ضبطِ ولادت کے شرعی عذر

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے نزدیک ضبطِ ولادت کے شرعی عذر پانچ ہیں۔

۱۔ زچگی کی تکلیف ۲۔ مال کی قلت ۳۔ مسافرت

۴۔ اولاد کی کثرت ۵۔ کنیز کی فروخت یا خدمت کرنے میں رکاوٹ

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

پانچ اسباب ہیں جن کی وجہ سے منصوبہ بندی جائز ہے۔

۱۔ کثرت تولد کی وجہ سے عورت کی جان خطرے میں پڑنے کا خطرہ ہو تو اس صورت میں ضبط تولید جائز ہے۔

marfat.com

۲۔اگر بچے کی جان کا خطرہ ہو یعنی بعض اوقات زیادہ بچے پیدا ہو جانے کی وجہ سے ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ جب بچہ پیدا ہو تو اس کے مرنے کا خطرہ ہو اور ڈاکٹر مزید بچوں کی پیدائش کے لیے منع کریں تو ایسی صورت میں منصوبہ بندی جائز ہے۔

۳۔اگر عورت کی صحت کو خطرہ لاحق ہو کہ عورت کی صحت بچے کی پیدائش سے مسلسل گر جائے گی عورت بیمار رہنے لگے گی اور شفایابی مشکل ہو جائے گی اور اس کی وجہ کثرت تولد ہو تو اس صورت حال میں منصوبہ بندی جائز ہے۔

۴۔اگر اولاد کی صحت کا مسئلہ ہو کہ پیدا ہونے والا بچہ صحت مند اور توانا نہیں ہوگا اور مستقل بیمار رہے گا تو ایسی صورت میں بھی منصوبہ بندی جائز ہے۔

۵۔اگر کسی شخص کے معاشی حالات ابتر ہوں اور وہ یقین کی حد تک محسوس کرے کہ میرے وسائل اس قدر نہیں اور اتنی اولاد ہوئی تو ان کی کفالت حرام کے طریقے سے کرے گا یعنی اگر اولاد کی کثرت اور ذمہ داریوں کا بوجھ اتنا زیادہ ہو جانے کی وجہ سے جائز اور حلال وسائل کفیل نہ ہوں اور وہ اپنے بچوں کی کفالت کے لیے رشوت اور غبن کرے گا بد یانتی کرے گا ناجائز کمیشن لے گا اور بڑھتی ہوئی ضروریات واخراجات کو پورا کرنے کے لیے حرام رزق گھر میں آنے لگے گا ایسی صورت میں منصوبہ بندی جائز ہے تو ایسی صورت میں اس کا دین گیا اور اس کا حلال رزق گیا۔اس لیے ان پانچ صورتوں میں منصوبہ بندی جائز ہے تا کہ اس شخص کا دین محفوظ رہے، عورت یا بچے کی جان محفوظ رہے، عورت یا بچے کی صحت محفوظ رہے۔بہت سے ائمہ کا فتویٰ ہے کہ اگر خطرہ ہو کہ کثرت اولاد کو حلال رزق کھلانا ممکن نہیں تو منصوبہ بندی جائز ہے۔

عصر حاضر کے جدید مسائل اور پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری، ص ۵۵،۵۴

علامہ غلام رسول سعیدی

خاندانی منصوبہ بندی کو کسی عام قانون کے ذریعہ جبراً تمام مسلمانوں پر لاگو کر دینا جائز نہیں ہے اول تو اس کی اباحت تمام مکاتبِ فقہ کے نزدیک متفق علیہ نہیں ہے۔جو فقہاء اس کی بلا کراہت اجازت دیتے ہیں وہ اس کو بیوی کی اجازت کے ساتھ مشروط کرتے ہیں اس لئے خاندانی منصوبہ بندی کو کسی عام قانون کے ذریعے ہر شخص پر لاگو کر دینا شرعاً جائز نہیں ہے اور

marfat.com

انفرادی طور پر بھی دوصورتوں میں خاندانی منصوبہ بندی اصلاً جائز نہیں ہے۔
الف۔کوئی شخص تنگی رزق کے خوف کی وجہ سے ضبط تولید کرے یہ اس لئے ناجائز ہے کہ اس کی حرمت کا علت (Cause) ہونا قرآن مجید میں منصوص ہے۔

﴿وَلَا تَقْتُلُوْآ اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ﴾ اوراپنی اولادوں کوتنگی رزق کی بنا پر قتل مت کرو۔
بنی اسرائیل ۱۷:۳۱

ب۔کوئی شخص لڑکیوں کی پیدائش سے احتراز کے لئے ضبطِ تولید کرے کیونکہ ان کی تزویج میں مشقت اور عار کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور یہ نیت زمانہ جاہلیت کے مشرکینِ عرب کی ہے قرآن وحدیث میں اس کی بہت زیادہ مذمت کی گئی ہے۔

منصوبہ بندی اولاد میں وقفہ کے لیے جائز ہے

منصوبہ بندی اولاد میں وقفہ کرنے کی غرض سے کرنا جائز ہے ایک بچے سے دوسرے بچے کے درمیان کم از کم دو، اڑھائی سال کا وقفہ ہونا چاہیے تاکہ بچے کی نشوونما، پرورش (Nourishment)، دیکھ بھال اور تربیت اچھے طریقے سے ہوسکے۔اڑھائی سال کا وقفہ اسلامی شریعت کی منشاء کے مطابق ہے اسلام نے بچے کو دودھ پلانے کی عمر دوسال تک مقرر کی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَاَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾ اور مائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال دودھ پلائیں (یہ مدت) اس کے لیے ہے جو پورا کرنا چاہتا ہے دودھ پلانے کی مدت کو۔
البقرۃ ۲:۲۳۳

اللہ تعالی نے قرآن مجید میں بیان فرمادیا ہے کہ والدین کو چاہیے کہ بچے کو دوسال تک دودھ پلائیں یعنی رضاعت کی مدت دوسال ہے اور دوسال ماں کا دودھ پینا بچے کا حق ہے اگر اس کو دوسال دودھ نہیں پلایا جاتا تو بچے کی حق تلفی ہوگی بچے کو اس کا حق دینے کے لیے ضروری ہے کہ وضع حمل میں کم سے کم اڑھائی سال کا وقفہ ہوتا کہ بچہ دوسال تک دودھ پی سکے اگر وضعِ حمل میں اڑھائی سال سے کم وقفہ ہوگا تو بچے کی مدت رضاعت پوری نہیں ہوگی۔

marfat.com

خاندانی منصوبہ بندی کا اصل مقصد

خاندانی منصوبہ بندی کا مقصد بچے پیدا کرنے کی صلاحیت کو کلی طور پر ختم کر دینا بغیر کسی مجبوری کے نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد ایک بچے کی پیدائش کے بعد دوسرے بچے کی پیدائش میں مناسب وقفہ کرنا ہے تا کہ کثرت اولاد والدین کے لیے پریشانی کا سبب نہ بنے اور اولاد کی جسمانی (Physical)، روحانی (Spiritual) اور اخلاقی (Moral) نشوونما کرنے میں معاشی (Economic) اور معاشرتی تنگی محسوس نہ کریں تا کہ بچوں کی تربیت اچھی ہو سکے اور ان کو رضاعت کا مناسب اور پورا وقت ملے گویا منصوبہ بندی کا مقصد نسل کشی نہیں ہے بلکہ اولاد میں اعتدال قائم کرنا ہے۔

محض ضبطِ تولید کے لیے عورت کو بانجھ کرنا جائز نہیں

محض ضبطِ تولید کے لئے عورت کو بانجھ کرنا جائز نہیں البتہ اگر میاں بیوی دونوں یا ان میں سے کوئی ایک ایسے موروثی مرض میں مبتلا ہو جو خطرناک اور متعدی (Fatal) ہو اور وہ ایسا مرض ہو جو معاشرے کے لیے خطرناک اور اس پر بوجھ ہو تو ایسی صورت میں عورت کو بانجھ کر دینا جائز ہے کیونکہ یہ بات تجربات سے ثابت ہو چکی ہے کہ امراض وراثت میں منتقل ہوتے ہیں اس لیے جب ایسا موروثی مرض کسی میں ثابت ہو جائے جو نا قابلِ علاج ہو تو ایسی صورت میں عورت کو بانجھ کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ مفادِ عامہ کے لیے یہ واجب ہو جاتا ہے کیونکہ شریعتِ اسلامیہ میں مفاسد کو زائل کرنا مصالح کے حصول پر مقدم ہے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جس عورت کا بچہ آپریشن سے ہوتا ہے اور اس عورت کے پیٹ میں اب مزید آپریشن کی گنجائش نہ ہو تو ایسی عورت کو بانجھ کر دینا نہ صرف جائز ہے بلکہ واجب ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی پر ہونے والا سب سے بڑا اعتراض

خاندانی منصوبہ بندی پر ہونے والا سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی کثرتِ زنا کا سبب ہے اس سے ناجائز تعلقات کی گنجائش بہت وسیع ہو گئی ہے کیونکہ زنا سے روکنے والی چیز ناجائز ولادت کا خطرہ ہے جبکہ منصوبہ بندی نے اس خطرے کو ختم کر دیا ہے جس

marfat.com

سے زنا کے راستے کی ایک رکاوٹ ختم ہوگئی ہے جس سے زنا کا ایک بہت بڑا دروازہ کھل گیا ہے یہی وہ سب سے بڑا اعتراض ہے جو خاندانی منصوبہ بندی پر کیا جاتا ہے بلاشبہ یہ اعتراض ایک حد تک درست بھی ہے اعتراض سے پہلے اس چیز پر بھی غور کر لینا چاہیے کہ آج کے دور میں جو بھی چیز ہے اس کے فائدے بھی ہیں اور نقصان بھی ہیں اگر فائدے زیادہ ہوں اور نقصان کم ہوں تو اس چیز کو اپنا لیتے ہیں اور تھوڑے نقصان کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور اگر نقصان زیادہ ہو اور فائدہ کم تو ایسی صورت میں اس چیز کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی کی بنیاد خیر (Virtue) پر ہے شر (Evil) پر نہیں اور یہ کہ اس پر خیر کا پہلو غالب ہے اگر کوئی بدنیت اسے شر کے لیے استعمال کرتا ہے تو اس کی اپنی بدبختی ہے خاندانی منصوبہ بندی کے جدید طریقوں کا کوئی قصور نہیں ہے خیر کے ساتھ شر لازم ہے اس کی بہت سی مثالیں ہیں مثلاً جدید اسلحہ یہ اگر ملک کے دفاع کے لیے استعمال ہو تو یہ فائدہ مند ہے اور اپنے ہی ملک میں دہشت گردی کے لیے استعمال ہو تو نقصان دہ ہے اسی طرح ٹیلی ویژن ہے اگر اس میں مثبت (Positive)، اصلاح طلب (Rectifiable) پہلو اور اخلاقی و دینی پروگرام نشر کیے جائیں جو ملک وقوم کی اصلاح اور ترقی کے لیے مفید ہوں تو ٹی۔وی ایک بہت بڑی نعمت ہے اگر اس کے برعکس ٹی۔وی پر فحش گانے، فلمیں اور ایسے پروگرام نشر کیے جائیں جو ملک وقوم کی اخلاقی، روحانی، دینی اور معاشرتی تباہی کا باعث بنیں تو یہی ٹی۔وی جو ایک بہت بڑی نعمت تھا ایک بہت بڑا عذاب بن جائے گا۔ بنیادی طور پر کوئی بھی چیز بری نہیں ہوتی چیز کا استعمال برا ہو سکتا ہے چیز کو برا بھلا کہنے کی بجائے استعمال درست کرنا چاہیے۔

تنگیِ رزق کی بنا پر خاندانی منصوبہ بندی ناجائز ہے

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلَاتَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا﴾ بنی اسرائیل ۱۷:۳۱

تنگی رزق کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل مت کرو، ان کو اور تم کو ہم رزق دیتے ہیں بے شک ان کو قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

marfat.com

لڑکیوں کی پیدائش سے بچنے کے لیے خاندانی منصوبہ بندی ناجائز ہے

لڑکیوں کی تزوتج میں مشقت اور عار کا سمجھنا اور اس سے بچنے کے لیے ضبط تولید کرنا جائز نہیں کیونکہ یہی نیت زمانہ جاہلیت میں تھی کہ وہ لڑکی کو اپنے لیے عار سمجھتے تھے جب ان کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی تھی ان کے سر شرم سے جھک جاتے تھے اور اس لڑکی کو زندہ زمین میں دفن کر دیتے تھے لہذا لڑکیوں کی پیدائش سے بچنے کے لیے منصوبہ بندی کروانا ناجائز ہے۔

بچے پیدا کرنے کی صلاحیت کو مکمل ختم کر دینا جائز نہیں

منصوبہ بندی سے اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت کا مکمل خاتمہ کر دینا جائز نہیں ہے اسلام قطع نسل کو حرام قرار دیتا ہے کیونکہ یہ مقصدِ تخلیقِ انسانیت کے کلی طور پر خلاف ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قطعِ نسل کی شدید مذمت کی ہے اور اس سے روکا ہے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد کیا کرتے تھے جوانی کے تقاضوں سے ہمیں جنسی خواہش پریشان کیا کرتی تھی اس لیے ہم نے اختصاء کی اجازت چاہی کہ ہم قوتِ مردانگی کا خاتمہ کر کے آزادی کے ساتھ جہاد میں مشغول رہ سکیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اس سے منع فرما دیا اور اس فعل کے حرام ہونے کے متعلق قرآن کی یہ آیت پڑھی:۔

﴿یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَآاَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَایُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ﴾

المائدہ ۵:۸۷

اے ایمان والو! تم اللہ رب العزت کی ان پاکیزہ چیزوں کو اپنے اوپر حرام نہ بناؤ۔ جو اس نے تمہارے لیے حلال قرار دی ہیں اور حد سے تجاوز نہ کرو کیونکہ اللہ رب العزت حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے فقر وافلاس کی وجہ سے سوال کیا کہ میرے پاس شادی کرنے اور اس کے حقوق ادا کرنے کے لیے کچھ نہیں ہے لہذا مجھے اختصاء کی اجازت مرحمت فرمائی جائے تا کہ جنسی خواہش کی پریشانی رفع ہو جائے اور گناہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ بھی رفع ہو جائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سختی سے منع فرما دیا۔ بخاری ۲:۷۵۹

marfat.com

حکومتی سطح پر منصوبہ بندی کی ترغیب دلانے کے بارے میں
پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا موقف

''آج کل ایسا دور ہے کہ ہر کام تنظیم کی صورت میں ہوتا ہے کیونکہ عام آدمی کو کوئی پتہ نہیں کہ اس کام (منصوبہ بندی) کے لیے کونسی ادویات کا استعمال کرنا ہے ظاہر ہے کہ اس کام کے لیے کوئی تنظیم ہونی چاہیے اس کام کے لیے حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ کوئی ایسا محکمہ بنائے جو لوگوں کو یہ بتائے کہ کونسی عمر میں کونسی دوا لینی ہے عام آدمی کو کیا معلوم کہ یہ دوا کیا ہے اور اس کا استعمال کیسے ہے بلکہ الٹا جان کو خطرہ لاحق ہو جائے تو زیادہ نقصان ہو سکتا ہے تو پھر صاف ظاہر ہے کہ حکومت یہ ذمہ داری لے گی کہ یہ چیز نقصان دہ ہے اور یہ چیز فائدہ مند ہے اس کا تدارک اس طرح ہونا چاہیے یہ چیز اس سے بہتر ہے لہذا حکومت مداخلت (Interfeare) کیے بغیر نہیں رہ سکتی یعنی دنیا کا کوئی کام ایسا نہیں ہے جو وسیع پیمانے پر ہو اور حکومت اس میں کسی نہ کسی طرح مداخل نہ ہو کیونکہ بنیادی طور پر یہ ذمہ داری حکومت کی ہے ان مقاصد کے حصول کے لیے حکومت منصوبہ بندی کرتی ہے یا نظام وضع کرتی ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ حکومت ساتھ ہی ساتھ دوسرے اسباب کے لیے بھی منصوبہ بندی کرے اور اس کے تدارک کی کوئی دوسری عملی صورت نکالے تا کہ اس سے حرام کاری اور بدکاری کا رجحان ختم ہو اور اس سے بھی ضروری پہلو یہ ہے کہ بدقسمتی سے حکومت جب ایسے پروگرام بناتی ہے تو ایک رخ کو سامنے رکھتی ہے اور دوسرے رخ کو نظر انداز کر دیتی ہے اس سے معاشرے میں نقصانات پیدا ہوتے ہیں۔''

عصرِ حاضر کے جدید مسائل اور پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری، ص ۵۵،۵۶

marfat.com

بحث سوم اسقاطِ حمل کابیان

اسقاطِ حمل:

اسقاطِ حمل کا مطلب یہ ہے کہ حمل کو مکمل ہونے سے پہلے ہی گرادینا، ضائع کردینا یعنی نامکمل بچے کو اس کے وقتِ پیدائش سے پہلے ہی ضائع کردینا۔

۱۲۰ دن کے اندر اسقاطِ حمل جائز ہے

حمل کو ۱۲۰ دن سے پہلے گرانا جائز ہے اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے حدیث مبارکہ ہے کہ

"ان احدکم یجمع فی بطن امه اربعین یوما ثم یکون علقة ثم ذلك ثم یکون مضغة مثل ذلك ثم یبعث الله الیه ملکا باربع کلمات فیکتب عمله واجله ورزقه و شقی اوسعیدثم ینفخ فیه الروح۔۔۔"

تم میں سے ہر ایک اپنی ماں کے پیٹ میں چالیس دن گزارتا ہے (نطفہ) پھر اسی قدر علقہ، پھر اسی قدر مضغہ، پھر اللہ تعالیٰ فرشتہ بھیجتا ہے اور چار چیزوں کا حکم دیتا ہے۔ رزق، عمر، نیک بخت یا بدبخت، پھر روح پھونک دی جاتی ہے۔

صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب خلق آدن وذریتہ

فقہاءِ کرام کے نزدیک اگر ۱۲۰ دن گزرنے سے پہلے حمل گرادیا جائے تو یہ جائز ہے۔ فتح القدیر میں علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں کہ:

"هل یباح الاسقاط بعد الحمل یباح مالم یتخلق شئی منه ،ثم فی غیر موضع ولایکون ذلك الابعد مائه و عشرین یوما انهم ارادوبالتخلیق نفخ الروح"

کیا حمل ٹھہرنے کے بعد ساقط کرنا جائز ہے؟ (ہاں) جب تک اس کی تخلیق نہ ہوجائے جائز ہے پھر متعدد مقامات پر تصریح ہے کہ تخلیق کا عمل ۱۲۰ دن یعنی چار ماہ کے بعد ہوتا ہے اور تخلیق سے مراد روح پھونکنا ہے۔

(فتح القدیر لابن ہمام، ۳:۲۷۴)

marfat.com

فصل نمبر2

ٹیسٹ ٹیوب بے بی

بحث اول ٹیسٹ ٹیوب بے بی اورمصنوعی عمل کے ذریعے تولید کاشرعی حکم

ٹیسٹ ٹیوب بے بی کیا ہے؟

عورت کی بیضہ دانی سے جونالی رحم (Uterus) کی طرف جارہی ہے (Fallopian Tube) ماہواری کے چودویں دن اس سے انڈہ نکلتا ہے اس وقت عمل تزویج کرنے سے مرد کا تولیدی جرثومہ (Sperms) بیضہ دانی کی اس نالی میں پہنچ کر نسوانی انڈے (Orum Egg) میں داخل ہوجاتا ہے اس کے بعد اس انڈے میں خلیے (Cell) بننے کا عمل شروع ہوتا ہے اور وہ کاشت شدہ انڈہ (Fertilized) اس نالی سے رحم کی طرف سفر شروع کردیتا ہے نو دن کے بعد اس انڈے میں سولہ خلیے بن جاتے ہیں اور خلیات کا وہ مجموعہ رحم میں پہنچ جاتا ہے اور اس کے بعد بچہ بننے کا عمل شروع ہوتا ہے اگر کسی خرابی کی وجہ سے یہ کاشت شدہ انڈہ خلیات میں متشکل ہوکر رحم میں نہ آسکے تو اس مرحلہ کے حصول کے لیے ٹیسٹ ٹیوب (Test Tube) کی ضرورت پیش آتی ہے یہ خرابی مرد کی بھی ہوسکتی ہے اور عورت کی بھی۔ مرد کے جرثومہ اور نسوانی انڈے کو ایک ٹیوب میں رکھ دیتے ہیں اس ٹیسٹ ٹیوب میں جدید میڈیکل سائنس نے ایسی صلاحیت پیدا کردی ہے کہ اس ٹیوب میں نسوانی نالی (Fallopian Tube) کی طرح عمل ہوتا ہے مرد کا جرثومہ نسوانی انڈے میں داخل ہوجاتا ہے اور اس میں خلیات بننے کا عمل شروع ہوجاتا ہے اور جب اس میں سولہ خلیات بن جاتے ہیں تو ان کو عورت کے رحم میں رکھ دیا جاتا ہے اور اگر عورت کے رحم میں کوئی خرابی ہو جس کی وجہ سے اس میں بچہ بننے کا عمل نہ ہوتا ہو تو کسی اور عورت کے رحم میں اس انڈے کو رکھ دیا جاتا ہے۔

marfat.com

ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے بارے میں فقہاءِ کا موَقف

فقہاءِ اسلام نے ٹیسٹ ٹیوب بے بی کو جائز قرار دیا ہے بغیر مجامعت کے مرد کی منی کو عورت کی اندام نہانی میں پہنچادیا جائے جس سے عورت حاملہ ہو جائے تو اس سے نسب ثابت ہو جائے گا اور یہ بعینہ ہی ٹیسٹ ٹیوب کا جزئیہ ہے۔فقہاء اسلام نے آج سے کئی سو سال پہلے ایسا صول وقواعد بیان کر دیئے جس سے کئی سو برس بعد پیش آنے والے مسائل حل ہو گئے۔

علامہ ابن حمام:

"وماقیل لایلزم من ثبوت النسب منه وطئوه لان الحبل قد یکون بادخال الماء الفرج دون جماع فنادر"

اور یہ جو کہا گیا ہے کہ کسی شخص سے ثبوتِ نسب سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس نے جماع بھی کیا ہو، کیونکہ بغیر جماع کے بھی اندام نہانی میں نطفہ پہنچانے سے عورت حاملہ ہو جاتی ہے، تو یہ نادرالوقع ہے۔

فتح القدیر ج۴:ص ۱۷۱

ملاّ نظام الدین:

"وان کان الزوج مجبوبا ولم تعلم بحاله فجاء ت بولد فادعاه واثبت القاضی نسبه ثم علمت بحاله وطیت الفرقة فلما ذٰلك لان الولد لزمه بغیر جماع کذا فی المحیط"

اگر شوہر کا آلہ تناسل کٹا ہوا ہو اور عورت کو اس کا پتا نہ ہو اور اس کو بچہ ہو جائے اور خاوند اس بچے کا دعویٰ کرے اور قاضی اس سے نسب ثابت کر دے پھر عورت کو اس حال کا علم ہو اور وہ علیحدگی طلب کرے تو اس کے لیے جائز ہے کیونکہ بچہ اس سے بغیر جماع کے پیدا ہو گیا۔

عالمگیری ج ۱:ص ۵۲۵

جس شخص کا آلہ تناسل کٹا ہوا ہو اور وہ جماع نہ کر سکتا ہو ایسے شخص کا نطفہ بغیر جماع کے کسی اور ذریعہ سے عورت کی اندام نہانی میں پہنچے گا اور بچہ پیدا ہو جائے گا اور اس کا نسب عورت کے شوہر سے ثابت ہو گا اور چونکہ وہ شخص جماع نہیں کر سکتا اس لیے فقہاء نے عورت کو علیحدگی کے مطالبہ کی اجازت دے دی۔ عالمگیری اور فتح القدیر کی عبارت سے یہ واضح

marfat.com

ہوگیا کہ اگر شوہر نے بغیر جماع کے اپنا نطفہ عورت کی اندام نہانی میں پہنچا دیا اور بچہ ہوگیا تو اس کا شوہر سے نسب ثابت ہوجائے گا اسی سے ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے جواز کا ثبوت ملتا ہے۔

امام ابن قدامہ:

"ان المراۃ تحمل من غیروطی بان یدخل مآء الرجل فی فرجھا اما بفعلھا اوفعل غیرھا" المغنی ۱:۱۸۷

عورت بغیر وطی اور جماع کے بھی حاملہ ہوسکتی ہے مثلاً مرد کا پانی عورت کی اندام نہانی میں داخل ہوجائے خواہ عورت خود کرے یا کوئی اور۔

فقہاءِ اسلام نے ایسی جزئیات کی تصریح کر دی ہے کہ اولاد کے لیے عورت کے ساتھ خاوند کا جماع کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ مرد کا نطفہ عورت کے رحم میں داخل ہوجانا ضروری ہے اس نطفہ سے قرار پانے والا حمل اسی مرد کا ہوگا اور نسب اسی سے ثابت ہوگا یعنی ثبوتِ نسب کے لیے جماع اور ہمبستری شرعاً لازمی نہیں ہے بلکہ رحمِ مادر میں نطفہ کا پہنچنا ضروری ہے۔

مصنوعی عملِ تولید کا شرعی حکم

ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے تجربات ابھی یورپ، امریکہ، افریقہ اور بعض ایشائی ممالک وغیرہ میں ہو رہے ہیں ۶ جولائی ۱۹۸۹ء کو پاکستان میں بھی اس کا پہلا کامیاب تجربہ ہوگیا نیز یہاں یہ طریقہ بھی رائج ہے کہ انجیکشن کے ذریعے مرد کے جرثومے عورت کے رحم میں پہنچا دیئے جاتے ہیں اگر شوہر کا نطفہ بیوی کے رحم میں پہنچا دیا جائے تو یہ شرعاً جائز ہے۔اس کے برعکس اگر کسی اجنبی مرد کا جرثومہ بیوی کے رحم میں داخل کیا جائے تو اس صورت میں جو بچہ پیدا ہوگا وہ ناجائز ہوگا اس کا نسب اس عورت کے شوہر سے ثابت نہیں ہوگا بلکہ نطفہ فراہم کرنے والے مرد سے ہوگا۔

ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے ذریعہ تولید کا شرعی حکم

درج ذیل صورتوں میں ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے ذریعے عملِ تولید شرعاً جائز ہے:۔

ا۔شوہر میں تولیدی جرثومے ہوں لیکن وہ کسی بیماری کی وجہ سے عملِ تزویج پر قادر نہ ہو تو ایسی صورت میں شوہر کے تولیدی جرثوموں اور بیوی کے انڈوں کو ٹیوب میں ملاپ کے بعد ولادت

marfat.com

کے لیے اس کی بیوی کے رحم میں ان انڈوں کو رکھنا جائز ہے۔

۲۔شوہر میں تولیدی جرثومے بھی ہوں اور وہ عملِ تزویج پر قادر نہ ہو لیکن کسی خرابی کے باعث وہ تولیدی جرثومے نسوانی نالی (Fallopian Tube) تک نہ پہنچ سکیں اس صورت میں بھی شوہر کے جرثوموں اور بیوی کے انڈوں کو لے کر ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا عمل کرنا اور بعدازاں بیوی کے رحم میں منتقل کرنا جائز ہے۔

۳۔نسوانی نالی سکڑ جائے یا اس میں انفیکشن ہو یا کوئی اور خرابی ہو جس کی وجہ سے کاشت شدہ انڈے رحم کی طرف سفر نہ کر سکیں ایسی صورت میں مرد کے جرثوموں اور بیوی کے انڈوں کا ٹیسٹ ٹیوب میں ملاپ کروانا اور خلیات میں متشکل کرانے کے بعد بیوی کے رحم میں رکھنا جائز ہے۔

۴۔بیوی کے رحم کی ساخت میں کوئی ایسی خرابی ہو جس کی وجہ سے مرد کے جرثومے نسوانی نالی میں نہ پہنچ سکیں تو دونوں کے مادوں کا ٹیوب میں ملاپ کرنا جائز ہے۔

وہ صورتیں جن میں ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی ولادت جائز نہیں

ا۔شوہر عملِ تزویج پر قادر ہو لیکن اس کے جرثوموں میں تولیدی صلاحیت نہ ہو یا جرثومے ہی نہ ہوں اس صورت میں کسی اور مرد کے جرثوموں اور بیوی کے انڈوں کا ٹیوب میں ملاپ کرایا جائے اور بعدازاں ان کو بیوی کے رحم میں منتقل کر دیا جائے۔

۲۔عورت کے رحم میں ایسی خرابی ہو جس کی وجہ سے اس میں بچہ بننے کا عمل نہ ہوتا ہو، ایسی صورت میں شوہر کے جرثوموں اور بیوی کے انڈوں کا ملاپ ٹیوب میں کرایا جائے اور بعدازاں کسی اور عورت کے رحم میں اس مادے کو منتقل کر دیا جائے جو اس بچہ کو جنم دے۔

۳۔عورت کا عضو (Ovory) نہ ہو۔

۴۔عضو (Ovory) میں پیدائشی خرابی ہو جس کی وجہ سے انڈے خارج نہ ہوں۔

۵۔اس عضو (Ovory) میں رسولی ہو۔

آخری تینوں صورتیں اس لیے ناجائز ہیں کہ مرد اپنے جرثوموں کا اس عورت کے انڈوں سے ملاپ کروا رہا ہے جو اس کی منکوحہ نہیں ہے اور اس کو ایک اجنبی عورت کے انڈوں میں تصرف کرنے کی شرعاً اجازت نہیں ہے، نہ وہ عورت اس بات کی مالک ہے کہ اپنے انڈے ایک اجنبی

marfat.com

مرد کو پیش کرے۔ پہلی دونوں صورتیں اس لیے ناجائز ہیں کہ مرد اپنے نطفہ کی کاشت کے لیے اس عورت کے رحم کو استعمال کر رہا ہے جو اس کی منکوحہ نہیں ہے اور اس چیز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے حدیث مبارکہ ہے کہ:

"عن رویفع بن ثابت الانصاری قال قام فینا خطیباقال امانی لا اقول لکم الا ماسمعت رسول لله صلی اللله علیه وآله وسلم یقول یوم حنین قال لا یحل لامری ء یومن باللله والیوم الاٰخران یسقی مائه زرع غیره"

سنن ابوداؤد، کتاب النکاح، باب وط ءالسبایا

حضرت رویفع بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں تمہیں وہ حدیث بیان کر رہا ہوں جو میں نے یوم حنین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص بھی اللہ تعالیٰ اور آخرت پر یقین رکھتا ہے اس کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنا پانی غیر کی کھیتی میں ڈالے۔

اس حدیث کے مطابق غیر کی کھیتی میں پانی ڈالنا حرام ہے لہذا جب بیوی کے رحم میں شوہر کے علاوہ کسی اور شخص کے جرثومے رکھے جائیں گے تو وہ از روئے حدیث حرام ہوگا اور جب بیوی کے علاوہ کسی اور عورت کے رحم میں شوہر اور بیوی کا مادہ رکھا جائے گا تب بھی وہ عورت غیر کی کھیتی ہے اس لیے اس کے رحم میں غیر کا مادہ رکھنا حرام ہوگا۔ مغربی ممالک میں جہاں ان دو طریقوں سے بچے پیدا کیے جاتے ہیں وہ بھی اس بچہ کو ناجائز بچہ کہتے ہیں۔

ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے بارے میں پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا موقف

"ٹیسٹ ٹیوب بے بی جائز ہے لیکن ہر صورت میں نہیں مسلمان ملکوں اور ہمارے ملک میں صرف ایک ہی صورت متداول ہے باقی تمام صورتیں صاف ظاہر ہے کہ مسلمان ملکوں میں ان کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ڈاکٹرز کے پاس جو طریقہ ہے وہ صرف یہ ہے کہ مثلاً صرف ایک عورت کی یوٹرس کی ٹیوب بند ہوتی ہے یا رحم کی ٹیوبز تنگ ہوتی ہیں یا اس میں کوئی ایسی خرابی ہوتی ہے کہ میاں بیوی کے قدرتی ملاپ کے نتیجے میں وہ سپرمز اپنے مقام پر نہیں جا سکتے تو ایسی صورت میں ڈاکٹر اس عورت کا Cell لے لیتے ہیں اور اسی کے شوہر کا Sperm لے لیتے ہیں یعنی دو خلیے ایک ہی میاں بیوی کے ہوتے ہیں اسی طرح Sperm یعنی تولد اور تناسل کے

marfat.com

Cell لے کر ایک ٹیوب میں ان کا ملاپ کر دیتے ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ وہ عمل بجائے اندر ہونے کے جو کسی طبعی یا جسمانی بیماری کی وجہ سے نہیں ہو سکتا، باہر ہوتا ہے اور اس کا باہمی ملاپ باہر کر دیتے ہیں قدرت نے انسان کو ذہنی استعداد اور طاقت و صلاحیت بخشی ہے اس سے کام لے کر اسے ٹیوب میں مکمل کرتا ہے جب یہ پراسس ٹیوب میں ہوتا ہے تو اسے احتیاط کے ساتھ عورت کے رحم میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔ ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا طریقہ جو ہمارے ہاں متداول ہے جس میں نسل کا خیال رکھا جاتا ہے اور کوئی حرام عمل نہیں ہوتا یعنی شوہر اور بیوی وہی ہوتے ہیں تو اس صورت میں کوئی عمل مانع نہیں ہے میں نے اس پر غور کیا ہے تو اس میں حرمت کی کوئی وجہ نظر نہیں آئی۔''

عصر حاضر کے جدید مسائل اور پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری، ص ۵۴

بحث دوم ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی وجوہات

مرد کے وہ امراض جن کی وجہ سے ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی ضرورت پڑتی ہے

مرد کے وہ امراض جن کی وجہ سے کاشت شدہ انڈہ خلیات میں متشکل ہو کر رحم تک نہ پہنچ سکے حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ مرد میں تولیدی جرثومے ہوں لیکن وہ کسی خرابی کی وجہ سے عملِ تزویج پر قادر نہ ہو اس صورت میں مرد کے تولیدی جرثومے اور عورت کے انڈے حاصل کر کے ٹیوب میں رکھ دیتے ہیں اور جب اس میں مطلوبہ خلیات بن جاتے ہیں تو ان کو رحم میں منتقل کر دیتے ہیں۔

۲۔ مرد عملِ تزویج پر قادر ہو لیکن اس کے جرثوموں میں تولیدی صلاحیت نہ ہو، یا سرے سے جرثومے نہ ہوں، اس صورت میں کسی اور مرد کے جرثومے اور عورت کے انڈے لے کر ٹیوب میں رکھ دیتے ہیں جب اس میں مطلوبہ خلیات بن جاتے ہیں تو ان کو رحم میں منتقل کر دیتے ہیں۔

۳۔ مرد میں تولیدی جرثومے بھی ہوں اور وہ عملِ تزویج کے قابل بھی ہو لیکن کسی خرابی کے باعث وہ جرثومے نسوانی نالی (Fallopian Tube) تک نہ پہنچ سکتے ہوں اس صورت میں مرد کے جرثومے اور عورت کے انڈوں کو ٹیسٹ ٹیوب میں رکھ دیتے ہیں۔

marfat.com

عورت کے وہ امراض جن کی وجہ سے ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی ضرورت پڑتی ہے

عورت کے جن امراض کی وجہ سے حصولِ اولاد کے لیے ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی ضرورت پڑتی ہے وہ حسب ذیل ہیں:۔

ا۔عورت میں سرے سے وہ عضو (Ovory) نہ ہو جس سے انڈے خارج ہوتے ہیں اس صورت میں تولید کے لیے کسی اور عورت کی ضرورت ہوگی اور مرد کے جرثومے اور دوسری عورت کے انڈوں کا ٹیوب میں ملاپ کرا کر اس مادے کو عورت کے رحم میں رکھ دیا جائے گا۔

۲۔اس عضو (Ovory) میں کوئی پیدائشی خرابی ہو جس کی وجہ سے انڈے خارج نہ ہوں۔

۳۔اس عضو میں رسولی ہو۔

۴۔نسوانی نالی (Fallopian Tube) سکڑ جائے جس کی وجہ سے کاشت شدہ انڈے رحم کی طرف سفر نہ کر سکیں تو پھر مرد کے جرثوموں اور عورت کے انڈوں کو ٹیسٹ ٹیوب میں رکھ دیتے ہیں۔

۵۔اس نالی میں انفیکشن (Infection) یا کوئی اور خرابی ہو تو تب بھی عورت کے انڈوں اور مرد کے جرثوموں کو ٹیوب میں رکھ دیتے ہیں۔

٦۔رحم کی ساخت میں کوئی ایسی خرابی ہو جس کی وجہ سے مرد کا جرثومہ نسوانی نالی میں نہ پہنچ سکے تو ایسی صورت میں بھی ٹیوب کی ضرورت پیش آتی ہے۔

۷۔عورت کے رحم میں ایسی خرابی ہو جس کی وجہ سے اس میں بچہ بننے کا عمل نہ ہوتا ہو ایسی صورت میں خلیات میں متشکل انڈوں کو ٹیسٹ ٹیوب سے نکال کر کسی اور عورت کے رحم میں رکھ دیا جاتا ہے جبکہ اس عورت نے اس مقصد کے لیے پیش کش کر دی ہو۔

marfat.com

کتابیات

نمبر شمار	مصنف	کتاب	مطبع/سال اشاعت

قرآنیات

1	منزل من اللہ	قرآن مجید	تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور
2	پیر محمد کرم شاہ الازہری	جمال القرآن	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور ۱۹۹۶ء
3	پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری	عرفان القرآن	منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور ۲۰۰۱ء
4	ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر	تفسیر ابن کثیر	دار العرفہ بیروت
5	قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی	التفسیر المظہری	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
6	پیر محمد کرم شاہ الازہری	تفسیر ضیاء القرآن	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
7	پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری	تفسیر منہاج القرآن	منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور ۱۹۹۵ء
8	علامہ غلام رسول سعیدی	تفسیر تبیان القرآن	فرید بک سٹال لاہور، ۱۹۹۸ء
9	مفتی احمد یار خاں نعیمی	تفسیر نعیمی	مکتبہ اسلامیہ لاہور، ۱۹۹۶ء
10	علامہ ابوالحسنات سید احمد قادری	تفسیر الحسنات	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۵ء
11	ابوالاعلیٰ مودودی	تفسیر تفہیم القرآن	ادارہ ترجمان القرآن لاہور، ۱۹۹۵ء

کتبِ احادیث

12	امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری	صحیح البخاری	قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱۳۸۱ھ
13	امام مسلم بن حجاج بن مسلم القشیری	صحیح المسلم	قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱۳۷۵ھ
14	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی	جامع الترمذی	فاروقی کتب خانہ ملتان
15	امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ	سنن ابن ماجہ	قدیمی کتب خانہ کراچی
16	امام ابوداؤد سلیم بن اشعث سجستانی	سنن ابی داؤد	مکتبہ امدادیہ ملتان
17	ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب خراسانی	سنن النسائی	قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱۳۷۵ھ
18	امام ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل	مسند احمد بن حنبل	دار الکتب العلمیہ بیروت
19	علامہ غلام رسول سعیدی	شرح صحیح مسلم	فرید بک سٹال لاہور ۱۹۹۸ء

marfat.com

کتبِ فقہ

20	برھان الدین علی بن ابوبکر فرغانی	ہدایہ	سعید کمپنی کراچی
21	ابوالحسن احمد بن محمد قدوری	قدوری	قدیمی کتب خانہ کراچی
22	علامہ عبدالرحمٰن جزیری	کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعہ	مکتبہ التجاریہ الکبریٰ مصر
23	الشیخ عبدالحفیظ فرغلی	الفقہ الاسلامی علی مذاہب الاربعہ	مصر
24	حجتہ الاسلام امام محمد بن محمد غزالی	احیاء العلوم	قدیمی کتب خانہ کراچی

فتاوٰی جات

25	ملا نظام الدین برھان پوری	فتاویٰ عالمگیری	بلوچستان بکڈپو کوئٹہ
26	مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی	فتاویٰ رضویہ	مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد
27	مفتی عبدالقیوم خاں ہزاروی	منہاج الفتاویٰ	منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور ۲۰۰۱ء
28	مولانا محمد امجد علی اعظمی	بہار شریعت	شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۹۵ء

کتبِ لغت

29	نویس معلوف	المنجد	تہران
30	محب الدین محمد بن سید مرتضیٰ زبیدی	تاج العروس	بیروت
31	الامام العلامہ ابن منظور افریقی	لسان العرب	داراحیاء بیروت
32	امام علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی	المفردات القرآن	شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۹۵ء

متفرق کتب

34	مولانا اشرف علی تھانوی	احکام اسلام	کتب خانہ جمیلی لاہور، ۱۹۹۷ء
35	پروفیسر محمد رفیق	جنسی سیلاب اور مسلم شباب	المدینہ پبلی کیشنز لاہور ۱۹۹۷ء
36	حکیم محمد طارق محمود چغتائی	جنسی زندگی اسلام اور جدید سائنس	تخلیقات لاہور ۱۹۹۹ء
37	ڈاکٹر اسرار احمد	اسلام میں عورت کا مقام	مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ۱۹۹۵ء
38	محمد عمر حیات الحسینی	خاندانی منصوبہ بندی اور ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی شرعی حیثیت	ملا امام بوسٹن ٹرسٹ ملتان ۱۹۹۸ء
39	ثریا بتول علوی	جدید تحریک نسواں اور اسلام	ادارہ مطبوعات خواتین لاہور ۱۹۹۸ء

marfat.com

40	سید جلال الدین عمری	عورت اور اسلام	البدر پبلی کیشنز لاہور
41	منیر احمد خلیلی	عورت اور دور جدید	اسلامک پبلی کیشنز لاہور ۱۹۹۱ء
42	پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری	عصر حاضر کے جدید مسائل اور پروفیسر ڈاکٹر محمد القادری	انسٹنٹ پرنٹ سسٹم اسلام آباد
43	مجلس علماء جنوبی افریقہ	الزوج الصالحہ المراۃ الصالحہ	
44	افتخار فریدی	عورت ماں، بہن، بیوی اور بیٹی	شکیل پرنٹنگ پریس آرام باغ کراچی
45	معاذ حسن	جنسی تعلقات اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں	دار الکتاب اردو بازار لاہور ۲۰۰۰ء
46	ڈیسمنڈ مورس ترجمہ ارشد رازی	عورت، مرد اور تاریخ	نگارشات پبلی کیشنز ۲۰۰۱ء
47	بی عائشہ لیموتر جمہ عبد الغفار	اسلام میں عورت کا مقام	ملک سراج الدین اینڈ سنز ۱۹۹۸ء
48	مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی	حقوق زوجین	ادارہ ترجمان القرآن لاہور ۲۰۰۲ء
49	ڈاکٹر حافظ فیوض الرحمٰن	اسلام کا نظام حیات	نعمانی کتب خانہ
	محمود مہدی استنبولی	تحفۃ العروس	مکتبہ قدوسیہ لاہور، ۱۹۹۹ء
50	محمد صدیق شاہ بخاری	رواداری اور مغرب	علم و عرفان پبلشرز
51	ڈاکٹر محمد اسماعیل میمن	حجاب (پردے کے شرعی احکام)	نفیس پرنٹرز لاہور
52	علماء مدرسہ بیت الہند	مثالی ماں	زمزم پبلشرز

marfat.com

ہماری خوبصورت اور مستند کتب

زرِ نقابت

مرتب
محمد ہارون شاہ ہاشمی

بیتاج الرسل

ملا للہ

شمس شریعت محدث مدینہ منورہ
حضرت علامہ الحاج سید ابوالفیض قلندر علی سہروردی چشتی

حاضر و ناظر رسول ﷺ

مصنف
شیر اہل سنت علامہ الحاج مفتی محمد عنایت اللہ قادری رضوی
تحقیق و ترتیب: ڈاکٹر محمود احمد ساقی

قہر خداوندی دہشت گرد دیوبندی

مولانا محمد حسن علی

قلندر مہمند

اقبال اور موجودہ فرقہ واریت کا حل

اقبال کے مذہبی عقائد

تذکرہ حضرت ابوالعلیہ بصری

حیات اور علمی کارنامے حضرت ابوالعلیہ بصری کے حالات، تعلیمات، روحانی نسبت پر مشتمل خوبصورت کتاب

تفہیم القرآن

تراجم

جنرل صحابہ رضی اللہ عنہم

نغمۂ رومی رحمۃ اللہ علیہ

نوریہ رضویہ پبلیکیشنز
کنج بخش روڈ
لاہور

marfat.com

شادی ایک ایسا فیصلہ ہے جو انسان کی ساری زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے اس لیے اس فیصلے میں جلد بازی اور عجلت نہیں کرنی چاہیے بلکہ خوب سوچ سمجھ کر، جانچ پرکھ کر کے، والدین اور دوست احباب کے صلاح مشورہ کے ساتھ ایسے جیون ساتھی کا انتخاب کریں جو آپ کے ہم پلہ ہو، جس کے ساتھ آپ کی ذہنی ہم آہنگی ہو سکے اور آپ اپنی زندگی ہنسی خوشی سے گزار سکیں۔ بچوں کی شادی کا فیصلہ کرتے وقت والدین کو چاہیے کہ اسلام کی تعلیمات کو پیش نظر رکھتے ہوئے سب سے پہلے بچوں سے رائے لیں۔ بچوں کی پسند کے خلاف ان کی شادی ہرگز نہ کریں۔ میاں بیوی میں لڑائی جھگڑے اور نا اتفاقی کی بنیادی وجہ یہی ہوتی ہے کہ والدین بچوں کی شادی ان کی پسند اور رضی کی بجائے اپنی پسند سے کرتے ہیں آپ کا یہ ایک نامناسب فیصلہ بچوں کی زندگی کی خوشیاں ورعنائیاں ختم کر دے گا اور یہ طلاق اور خودکشی کا سبب بھی بن سکتا ہے۔ اگر انسان پہلی بنیادی اینٹ ہی غلط رکھ دے تو اس بنیاد پر کھڑی ہونے والی عمارت کسی وقت بھی گر سکتی ہے اللہ تعالیٰ نے ان تمام خرابیوں کے خاتمے اور انسانی فطرت کے عین مطابق قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ﴿ **فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ** ﴾ ترجمہ: ان عورتوں سے شادی کرو جو تمھیں پسند ہوں۔ والدین اور بچوں کی پسند ایک نہ ہو تو بچے مصیبت میں پھنس جاتے ہیں کیونکہ والدین زور دیتے ہیں کہ بچے ہماری پسند کے مطابق شادی کریں۔ اگر بچے مستقبل کے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے دل کی بات بتا کر فیصلہ والدین پر چھوڑ دیں تو ایسی صورت میں بھی والدین ناراض ہو جاتے ہیں۔۔ دوسری صورت میں اگر بچے ایک دوسرے کو نا چاہتے ہوئے مجبوراً شادی کر بھی لیں تو ان کی ساری زندگی کا سکون اور عیش و آرام تباہ ہو جاتا ہے کیونکہ ان میں ذہنی ہم آہنگی نہیں ہوتی، پیار و محبت اور الفت و چاہت کی بجائے لڑائی جھگڑا رہتا ہے اور نوبت طلاق یا خودکشی تک پہنچ جاتی ہے۔ مصنف کے خیال کے مطابق اس خطرناک صورتِ حال سے بچنے اور ساری زندگی ذلیل و خوار ہونے سے بہتر ہے کہ ایسے رشتے سے اجتناب کیا جائے۔ یہ دونوں صورتیں والدین اور بچوں کے لیے نقصان دہ ہیں جبکہ تیسری بہترین صورت جو کہ اسلام کی منشاء کے عین مطابق ہے وہ یہ ہے کہ بچوں کی شادی کے فیصلے میں والدین اپنی پسند کے ساتھ بچوں کی پسند کو بھی شامل کریں۔ مصنف کی والدین سے گزارش ہے کہ اپنے بچوں کی شادی کا فیصلہ کرتے وقت اپنی پسند اور مرضی کے ساتھ ساتھ بچوں کی پسند اور مرضی کا بھی خیال ضرور رکھیں ان کی پسند اور مرضی کے خلاف ہرگز شادی نہ کریں۔ انسان کی زندگی میں شادی کی بہت زیادہ اہمیت ہے اگر شادی لڑکے اور لڑکی کی پسند اور رضامندی سے ہو اور ان میں ذہنی ہم آہنگی، باہمی پیار و محبت اور الفت و چاہت ہو تو اس سے زوجین کی زندگی جنت بن جاتی ہے اس کے برعکس جب زوجین میں باہمی پیار و محبت اور الفت و چاہت کی بجائے لڑائی جھگڑا رہے تو ان کی یہ زندگی جہنم کی طرح ہوگی ایسی صورتِ حال میں انسان زندگی کی بجائے موت کو ترجیح دیتا ہے۔

فیاض احمد فیاض